فہرست ترجمہ مرغوب جذب القلوب الی دیار المحبوب

تمت

اللہم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ واشد

کتاب مستطاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اس کا ترجمہ بعبارت خوب فصاحت اسلوب وضاحت منسوب مسمی

جذب القلوب

ترجمہ

الکاکوری طاب ثراہ ٭ اردو زبان

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوئے ارباب ایقان ہے

حسب فرمایش محب جناب سید و انبیا مولوی ابو الوحید عبد الحمید صاحب رئیس کلکتہ محلہ مصری گنج

مطبع بلیغ الکلمات منشی نولکشور میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہی کہ خارج از حیز امکان ہی اوسکی نعم غیر مترقبہ کی انتہا نہین کہ داخل دائرۂ احصا نہین ہر فرد مخلوق مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین فلاسفہ کے براہین ابطال التسلسل نی سو وہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اسپر دلیل ہی پھر شکر بجالانے کی کیا سبیل ہی بلکہ نعم لاتحصی ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال ہی اوسی کا ادای شکر واجب کماینبغی ذوات ممکنہ سی محال ہی وجود باجود اونکا اصل وجود عالم ہی اور جود و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی بشارت عامہ ہی اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت تامۂ زمان ظہور اونکا خیر جمیع ازمنہ ہو رہی اور مضجع شریف اونکا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم ولیلۃ الی یوم البعث والنشور رہی ذات سراسر برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہی محبت اونکی وسیلۂ نجات ہی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم **اما بعد** پوشیدہ نرہے کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبد الواحد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ العلماء الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتم البرعۃ المحصلین محی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

مزار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہان زیارت کو ستر ہزار فرشتون کا ہر روز دن اور رات مین روز قیامت تک

معدن الصفات الرضیۃ منبع الملکات المرضیۃ من آیات الباری شیخنا و امامنا الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی البخاری
قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما و تکریما مین تالیف کی ہی زبان اردو مین
ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین ہین اس سے بہرہ یاب ہون
اور سو جان سے قربان نام پاک ختمی مآب ہون لیکن وجوہ چند در چند سے اسکا تیسر نہوا کہ
سنہ ۱۲۷۹ ہجری مین سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث
والفقہ والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشدزادہ آفاق مولانا شاہ عبد الحق بن شیخ
سادۃ الواصلین سید شیوخ العارفین سرجوش رحیق مروق خمخانہ تحقیق سرجوش صہبای فیض الہی
تدقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق وادای کوہسار ای توحید
سیاح لجۂ پر موجہ تجرید سیاح اقالیم کشف و شہود پرتو خورشید عین الوجود ثمرہ شجرہ باغستان
رشادت و ہدایت رایحۂ طیبہ چمنستان فضل و ولایت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید
زمان الشیخ الاجل الکامل الفحول مولانا مرشدنا حضرت سید شاہ غلام رسول بریلوی ثم الکانفوری
روّح اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام و زیارت مرقد سید الانام علیہ و علی آلہ السلام سے
شرف حاصل کرکے مراجعت فرماکے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر بکمال اشتیاق ہوکر
حاضر آستانۂ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنای دلی کا کہ سالہا
سال سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپ کی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے ازراہ
کمال عنایت میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ مین کمال خوبی اور لطافت کے
ساتھ ترجمہ لکھا اللہ تعالی آپ کی سعی کو مشکور فرماوے اور اس ترجمے مین ایک لطف اور بھی
ہی کہ اوسکے مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو تغیرات و تبدلات مدینۂ طیبہ مین
زمانہ حضرت شیخ قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہین ہمارے حضرت نے اسکی طرف
بھی جہان جہان مناسب تھا اشارہ فرمایا ہی اور اس ترجمہ شریفہ کا نام
ترجمہ مرغوب جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالے مسلمانونکو اس سے نفع پہونچاوے

بحرمت سید الامجاد
وھو الہادی الی سبیل الرشاد
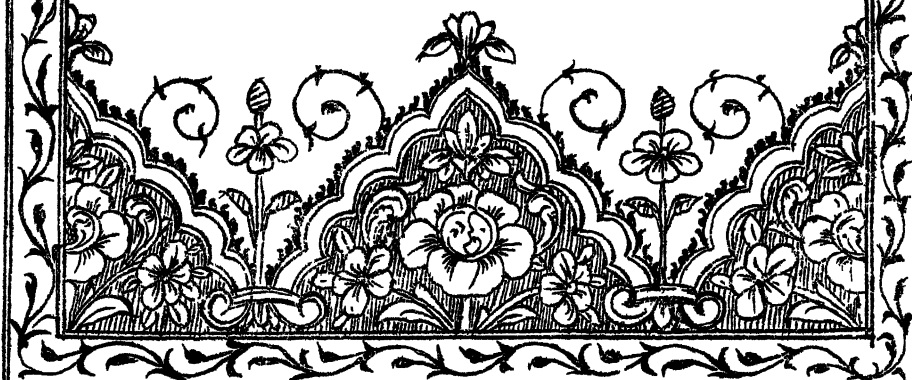
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بعد اسکے جانا چاہیے کہ بندہ مسکین اضعف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہم سن بارہ سو اَسّی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شرف و سعادت حاصل کر کے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصًا دوست ولی محب قلبی فاضل بے بدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالی کے بپاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالی قبول فرماوے اور مسلمانون کو اوس سے نفع پونہچاوے بہائی مسلمان کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اس ترجمے مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرما دین کہ موجب اجر و ثواب ہوگا وَعَلَی اللّٰہِ التَّوَکُّلُ وَبِہِ الْاِعْتِصَامُ

حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ — بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علمائے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

تالیفات عالم المدینۃ سید نور الدین علی بن سید عفیف الدین عبد اللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی
رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ ہین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ
ہی کہ جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفا سے قبل اوسکے تمام کرنے کے سن آٹھ سو چھیاسی
مین اختصار کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوسمین جل گئی
اور مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہی کہ سارے احوال مدینہ طیبہ اور
وقائع و حوادث جو اوسمین واقع ہوئے ہین اور احادیث و آثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے
ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوسمین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو
ترانوے مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح مہذب منتخب
کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ رکھا اب اس زمانے مین مشہور و متداول
آدمیون مین بھی خلاصہ ہی اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے
تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین
اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہی کہ جسمین خاص قصہ آتش زدگی اور منہدم
ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا اوسکی تجدید عمارت مین مذکور رہی
اور اس رسالے مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہی کچھہ اس رسالے
سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہی اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ و کتب سے بھی کچھہ
نقل کیا گیا ہوگا تو بے ذکر ماخذ نہوگا الا ما شاء اللہ اور اس کتاب یعنی جذب القلوب الی دیار المحبوب
کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینہ طیبہ مین ہوئی اور صاف کرنے
کی توفیق سن ایک ہزار ایک مین بلدہ دہلی مین پائی واللہ الموفق للعباد ومنہ الاستعانۃ
فی المبدء والمعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین **باب پہلا**
تعداد اسما و القاب شریفہ مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما مین **باب دوسرا**
اس بلدہ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین **باب تیسرا**
اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب
سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

رہتے تھے **باب چوتھا** ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ والتسلیمات میں **باب پانچوان** بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے **باب چھٹا** کیفیت بنای مسجد شریف نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین **باب ساتوان** اون تغیرات وزیادات کے بیان مین جو بعد رحلت فرمانے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ائمہ وسلاطین و امرا سے ظہور مین آئے اور اونکے اوضاع واحوال کے ذکر مین بر سبیل اختصار واجمال **باب آٹھوان** مسجد شریف اور روضہ من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل وخصوصیات و مناقب مین **باب نوان** ذکر بنای مسجد قبا اور مساجد نبویہ مین جو ماثورہ ہین اور مظاہر انوار محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین صلوۃ کاملۃ **باب دسوان** بعضے اون کنوون کے ذکر مین جنمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہی اور مشہور وماثور ہین **باب گیارھوان** اون بعضے مقامات متبرکہ کے ذکر مین جو مکے و مدینے کی راہ مین ماثور ومشہور ہین **باب بارھوان** بیان فضائل جنۃ البقیع اور ذکر مقابر مشہورہ مین جو اوسمین واقع ہین **باب تیرھوان** بیان فضائل جبل اُحُد مین کہ محب ومحبوب سید الانبیا ومنزل سید الشہدا ہی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ **باب چودھوان** بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد اعلی ومطالب اقصای مومنین ومسلمین ہی اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیمات مین **باب پندرھوان** بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ واجب ہی یا مستحب اور بیان توسل واستمداد مین ساتھہ اوس جناب منقبت قباب رسالت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام **باب سولھوان** ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام اور مدینہ منورہ کے قیام اور مع الخیر اپنے وطن کے پہونچنے مین **باب سترھوان** ذکر فضائل درود مین اور جو کچھہ اوس سے متعلق ہی *

پہلا باب

تعداد اسما و القاب شریف مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما مین جاننا چاہیئے کہ کثرت اسما دلیل ہی
عظمت مسمی پر چنانچہ کثرت اسمای الٰہی جل سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم
اِسبات پر دلیل ہی علی الخصوص جس وقت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینہ منورہ
کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علما نے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب
نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور اِن اوراق مین فقط
جتنے نام کہ اوسکے شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آتے ہین بسم اللہ العلی العظیم
از جملہ اسمای مرغوب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھے اور احادیث سے ثابت ہین ایک
طابہ ہی بہ تخفیف بای موحدہ دوسرا **طیبہ** بسکون یای تحتانیہ تیسرا **طیّبہ** بہ تشدید
تحتانیہ چوتھا **طائبہ** اور جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہی
کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اوتنے ہی لینا چاہیئے مگر شاید اس مقام مین
دعوی پائے جانے کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامونکا اطلاق
مدینہ منورہ پر کئی سبب سے ہی ایک تو یہ کہ مدینہ مطہرہ طاہر ہی نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ ہانکی
ہوا سلیم طبعون کے ساتھ موافقت رکھتی ہی تیسرے یہ کہ وہان بوی بد کا نام و نشان نہین چوتھے
یہ کہ ہر چیز وہان کی اچھی ہی لوگ کہتے ہین کہ مدینہ کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے
ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین یہ بات نہین ہی اور شاید کہ کچھ تھوڑی سی خوشبو بعضے محبان
صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہو ابی عبد اللہ عطار کہتے ہین **شعر**

بِطِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ طَابَ نَسِیْمُہَا ۔ فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُوْرُ
وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی
مین ایسی ایک خاص خوشبو ہی کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ
یہ بات بڑی عجیب ہی اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین جہان خوشبوئین انفاس
حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پونہچی ہون وہان خوشبوی مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہی **بیت**

دران زمین کہ نسیمی وزد زطرۂ دوست + چہ جای دم زدن نافہای تاتاریست + اور بھی
وہان جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اونکی خوشبوئین کچھ ایسی اچھی ہین کہ اور جگہ
کی چیزون مین اوس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین خصوصًا گل سرخ مین کہ ساتھ
نسبت خاص آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معروف ہی بیت زنسیم جان فزایت
تن مردہ زندہ گردد + زکدام باغی ای گل کہ چنین خوش ست بویت + اور حدیث شریف مین
آیا ہی کہ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اُسَمِّیَ الْمَدِیْنَۃَ طَابَہ اور بھی ابن منبہ سے منقول ہی
کہ نام مدینۂ طیبہ کا توراۃ مین طابہ اور طیبہ اور طیبۃ ہی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہی کہ جو
شخص زمین مدینے کیطرف بوی بد کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو کہے اچھی نہین وہ شخص واجب التعزیر
ہی اوسکو قید کرنا چاہیے جبتک توبہ نکرے زمان نبوت سے پہلے مدینۂ منورہ کو یثرب اور اثرب بوزن
مسجد کے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ وتبارک کے حکم سے اوسکا نام طابہ اور
طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام ایک شخص کا ہی اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی تو
وہ شخص یہین آکر رہا اور علمای تاریخ مین اختلاف ہی کہ یثرب نام مدینے کا ہی یا اوس ناحیہ کا جو مغرب
کی طرف جبل اُحد سے واقع ہی اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہین اکثر علما اسی قول
کو ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بصیغۂ جمع اسکی تائید کرتا ہی اور ابن زبالہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ
علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشوای مورخان مدینۂ طیبہ اور بعضے علما بھی روایت کرتے ہین کہ
مدینے کو یثرب نکہا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہی کہ جو شخص ایک بار
یثرب کہے چاہیے کہ وہ اسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے
ہین کہ جو شخص مدینے کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اوسکا طابہ ہی اور مثل اسکے اور
روایات بھی آئی ہین اور وجہ مکروہ ہونے اوس نام کے یہ ہی کہ وہ مشتق ہی ثرب سے بمعنی فساد کے
یا تثریب سے بمعنی مواخذہ کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا ہی اوس سبب سے ایسے مکان پاک کو
جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نہ تھا اور وہ جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہی یَا اَھْلَ یَثْرِبَ
لَا مُقَامَ لَکُمْ بعضے منافقون کی زبان سے ہی اور بعضے احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہی
کہتے ہین کہ یہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسمای شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے اَرْضُ اللّٰہِ

یعنی تحقیق اللہ
تعالی نے حکم دیا
ہی کہ مدینہ کا
نام رکھیں طابہ ۱۲

ای اہل یثرب
نہین ہی ٹھکانا تمہین

اور ارض الہجرۃ ہی ان دونون نامون کی صحت آیہ کریمہ سے ہوتی ہی وہ آیہ کریمہ الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا ہی اور اکالۃ البلدان اور اکالۃ القری بھی ہی بنظر اوسکے تسلط کے تمامی بلاد پر ہر بات مین چنانکہ مکہ معظمہ کو ام القری کہتے ہین باعتبار اوسکی اصالت کے اور علمانے کہا ہی کہ مضمون اکالۃ القری کا بہ نسبت مفہوم ام القری کی نسبت ابلغ ہی اسواسطے کہ مان ہونا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف اکل کے کہ چاہتا ہی دوسرے کے گم کرنے اور مٹانے کو اور از جملہ اوسکے نامون کے ایک نام ایمان ہی یہ اوس آیت سے معلوم ہوتا ہی جو تعریف مین انصار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہی یعنی والذین تبوء الدار والایمان اور اس جہت سے بھی اوسکو ایمان کہنا لائق ہی کہ مرجع اور مآل ایمان ہی یہین سے ایمان ظاہر ہوا ہی اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ فرشتہ ایمان کہ یقین والون کے دلون پر الہام اور القا کرتا ہی اور فرشتہ حیا نے باہم عہد کیا ہی کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نجاوین اور حقیقت مین یہ دونون صفتین مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کہ الحیاء من الایمان برۃ اور بارۃ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنی خیر پر اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور بلد کہ اللہ تعالی لا اقسم بھذا البلد مین قسم اوسکی کھاتا ہی بقول بعضے مفسرین کے مراد اوس سے مدینہ طیبہ ہی کہ حلول او رنزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات او رممات مین مشرف ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اوس سے مکہ معظمہ ہی اور نازل ہونا اس سورہ کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہی واللہ اعلم بیت رسول اللہ بھی اسی شہر مکرم کے القاب مین سے ہی اور وجہ اوسکے ملقب ہونے کی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر ہی اور اس جہت سے کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلد مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہی بیت

زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول + گہی بہ بیت خدا و گہی بہ بیت رسول +

جابرۃ اور جبارہ بہ تخفیف بای موحدہ اور جبّارہ بہ تشدید با بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہی اور حدیث للمدینۃ عشرۃ اسماء بتعدد روایات پہلے دونون نامون پر کہ جابرہ اور جبارہ بہ تخفیف باہی دلالت کرتی ہی اور جبارہ جو بہ تشدید با ہی صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل

(حاشیہ:) ع یعنی کیا نہیں تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ ہجرت کرتے تم وہان ۱۲ ع اور جو لوگ جگہ پکڑ رہے ہین اس گھر مین اور ایمان مین ۱۲ ع یعنی قسم کھاتا ہون مین اس شہر کی ۱۲

کرتا ہی اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہین اگر جبر کے معنی پورا کرنے کے لین تو ظاہر ہی کہ غربا اور فقرا اور
ٹوٹے دلونکو جس چیز مین نقصان اور کمی واقع ہو یہان وہ نقصان جاتا رہتا ہی اور پھر پاتے
ہین اور اگر جبر کے معنی وہ لین جو مرادف قہر کی ہین تو بھی ظاہر ہی کہ غرور والون اور گردن فرازون
کی یہان گردنین ٹوٹتی ہین کہ مجبور اور مقہور ہوکر اسلام اور تابعداری یہان کی قبول کرتے ہین
اور **مجبور** کا بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسماسے ہی اسواسطے کہ یہ بلدۂ شریفہ مجبور حکم الٰہی ہی
حضرت سید الانبیا کے یہان تشریف رکھنے مین حالت حیات مین اور حالت ممات مین اور
جزیرۃ العرب سے بھی بقول بعضے محدثون کے حدیث اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ[1]
الْعَرَبِ سے یہ شہر مکرم مراد ہی اگرچہ اور علما کہتے ہین کہ یہ لفظ شامل ہی تمام ارض حجاز کو اور
محبہ اور **حبیبہ** اور **محبوبہ** اس بلدۂ مکرمہ کے مخصوص اور مرغوب نامون مین سے
ہین اور حدیث اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اسبات کی مثبت ہی **حرم**
اور **حرم رسول اللہ** باضافت بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہی حدیث مسلم مین آیا ہی
کہ اَلْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ اور حدیث طبرانی مین واقع ہی حَرَمُ اِبْرَاهِيْمَ مَكَّةُ وَحَرَمِيْ الْمَدِيْنَةُ[2]
تعیین حد حرم مدینہ مین اور اثبات احکام حرمت حرم مین علما کا اختلاف مشہور ہی اور اپنی جگہ پر
مذکور ہی اور شاید ان اوراق مین بھی کچھ اوسکا ذکر آوے اگر خدا چاہے **حسنہ** بھی اوسکے
اسمای شریفہ سے ہی کہ حسن ہی حسنًا اور معنیً حسنًا تو بسبب کثرت باغات کے اور کثرت چشمون
وغیرہ کے اور وسعت فضا کے اور وفور قبون اور عمارتون اور مزارات اور مشاہد کے اور معنیً
بسبب تشریف رکھنے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد او مشہود حضرت حق کے
ہین اور مقصد او مقصود تمام ابرار کے اور بجہت موجود ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جامع کل کرامات وبرکات ہین عَرَفَ مَنْ ذَاقَ وَوَجَدَ مَنْ عَرَفَ
مصرعہ ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی + اور قسم خدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے
کہ ثمرۂ اعتقاد ہی اصل حسن اور زیبائی جتنی اس شہر مین دکھائی دیتی ہی اتنی کسی شہر مین
نظر سے نہین گذری اور کہین سننے مین نہین آئی مگر بعضی جگہ کہ یہان کے نور کا ایک
شمہ پایا جاتا ہی او اس بلدۂ شریفہ کے برکات کا اثر ہی جیسے دہلی یا مثل اوسکے سوا اوسکی وجہ یہ ہی

[1] یعنی نکالدو مشرکون کو عرب کی جزیرہ سے ۱۲

[2] یعنی ابراہیم کا حرم مکہ ہی اور میرا حرم مدینہ ہی ۱۲

کہ ایسی درگاہ عالیجاہ کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین بیت ہر کجا نور لیست تابان باکمال
ظاہرست اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ است ٭ خیّرہ بہ تشدید اور خیرہ بہ تخفیف بھی
نام اس بلدۂ شریفہ کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدہ طیبہ جامع ہی جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا
اور حدیث اَلْمَدِینَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کہ حضرت نے خبر دی ہی فتح بلاد سے
اور لوگون کے مدینہ چھوڑنے سے وسعت معیشت کی طلب مین اور اونکے متوجہ ہونے سے
اون بلاد کی طرف اس بلد مکرم کا خیر ہونا ثابت کرتی ہی دَارُ الْاَبْرَارِ دَارُ الْاَخْیَارِ
وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَدَارُ السُّنَّۃِ وَدَارُ السَّلَامِ وَدَارُ الْفَتْحِ وَدَارُ الْھِجْرَۃِ
وَقُبَّۃُ الْاِسْلَامِ یہ سب القاب اوسی ڈیوڑھی شریف کے ہین زادہا اللہ تعظیما وتکریما
شَافِیَہ بھی اس شہر مکرم کا نام ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ خاک مدینے کی شفا ہی ہر مرض
سے یہانتک کہ جذام اور برص سے اور شفا پانے کو یہان کے میوجات کا استعمال بھی حدیث
صحیح سے ثابت ہی اور بعضے علمای قدیم نے کتاب اسمار المدینہ مین لکھا ہی کہ تعلیق اسکی بخار
والے کو نافع ہی اور جو وہان حاضر ہوتا ہی اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور
ہوجاتی ہین عَاصِمَہ بھی اسمای شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے ہی اس جہت سے کہ مہاجرین
یہان آنے سے ایذای مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان
کے قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکھنا اوسکا معصومہ
بہ معنی محفوظہ کے بھی جائز ہی اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت
داؤد علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کے
ہاتھ سے محفوظ رہا اور آخر کو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برکات سے دجال اور
طاعون سے محفوظ ہی اور رہے گا یا ہی لفظ عاصمہ کو بہ معنی معصومہ لین تو بھی گنجایش ہی
غَلَبَہ بھی اس شہر مکرم کے اسمای شریفہ سے ہی اور یہ نام قدیم ہی کہ زمانۂ جاہلیت مین بھی
اس نام سے اوسکو موسوم کرتے تھے جیسے یثرب سے غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہی یہان آنے
اور یہان اوترنے کو یعنی جو شخص یہان آیا اور یہان ٹھہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ
یہودی عمالقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبائل انصار یہودیون پر اور مہاجرین

اوس اور خزرج پر اور عجمی لوگ مہاجرون پر الا ماشاء اللہ اور ایک اون بلد طیب کے اسمای شریفہ مین سے
فَاضِحَہ ہی یعنی بد اعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا
ہوتے ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے مُؤْمِنَہ بھی اس مکان شریف کے اسماسے ہی
اس جہت سے کہ اہل ایمان کی سکونت وہان ہوئی اور وہین سے احکام ایمان جاری ہوئے
یا یہ بات کہ برکت اور الفت اور سکنت کہ علامات مومن سے ہی اس بلدۂ معظمہ مین پیدا ہین
یا یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنی حقیقی پر ہو کہ یہ بلدہ مکرمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر از روی حقیقت
کے ایمان لایا ہو جسطرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین
تسبیح کی اور پتھر وغیرہ حضرت سے بولے اور جبل احد بہ نسبت محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف مین آیا ہی وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَھَا
لَمُؤْمِنَۃٌ اور روایت ہے کہ توریت مین اسکا نام مومنہ ہی مُبَارَکَہ
بھی القاب شریفہ اس بلدۂ منورہ سے ہی احادیث صحیحہ مین وارد ہی کہ حضرت
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین اور جو جینہ اس
شہر مین ہے اوسکے حق مین دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہی
کہ الٰہی جتنی برکت تو نے مکہ معظمہ مین دی ہے اوس سے زیادہ یہان
عنایت کر اس دعای شریف کا اثر ظاہر ہی جسکا جی چاہے جاکر دیکھ لے مَجْبُورَہ
مشتق جبر سے بہ معنی سرور کے یا حبر سے بتایہ معنی نعمت کے بھی اس بلد مکرم کے اسمای شریفہ
سے ہی اور محبار اوس زمین کو کہتے ہین جو سریع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھاس
اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر اوسمین بہت ہو اور یہ دونون باتین مدینہ منورہ مین مشاہد اور
محسوس ہین مَحْرُوْسَہ اور مَحْفُوْظَہ اور مَحْفُوْفَہ بھی اس بقعۂ شریفہ کے اسمای
شریفہ سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھہ پہلے بعضے نامون کے معانی
سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ ہر دو کوچون کے سر پر
ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی اوسکی کرتا ہی مُحَرَّمَہ اور مُرْزُوْقَہ بھی اسکے اسمای شریفہ
سے ہی پہلا نام توریت سے منقول ہی اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھہ ظاہر ہی

ف یعنی قسم ہو اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے قبضۂ قدرت مین ہی تحقیق خاک مدینہ کی مومنہ ہی ۱۲

کیونکہ یہ جگہ ہی تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کے اور اوترنے رحمت حضرت
ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہی کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی
ملتا ہی مسکینہ بھی اوسکے اسمای شریفہ سے ہی اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنی دریافت
کرنے سے معلوم ہو گئی ہو گی اور حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالی نے
مدینے سے خطاب کر کر فرمایا کہ یَا طَیِّبَةُ یَا طَابَةُ یَا مِسْکِیْنَةُ لَا تَقْبَلِی الْکُنُوْزَ
درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہی وہان کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ
مسکینیت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نکرین اَللّٰھُمَّ
اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاکِیْنِ
یعنی فی اہل بلدہ حبیبک سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اجمعین مُسْلِمَةُ بھی اسی بلدہ کے اسمای شریفہ سے ہی مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک
چیز ہی فرق اسی قدر ہی کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہی اور اسلام مین اقرار اور
تابعداری معتبر ہی اور احتمال یہ بھی ہی کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہوین امان اور
سلامت سے مُطَیَّبَه مُقَدَّسَه یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای مبارک ہین ان دونون کے
معنی بھی قریب قریب ہین پہلے اسمای کے معنی سے مَقَرّ بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہی
مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہی کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا مَکِیْنَة
بھی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریفہ سے ہی بمعنی مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالی کے
نزدیک نَاجِیَة بھی اوسکے نامہای پاک سے ہی اشتقاق اسکا نجات سے ہی یا ناجاہ سے یعنی
خوش کیا اوسکو یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہی اور ان سب معانی کے وجوہ اوسمین پائے جاتے
ہین مدینہ یہ اسم شریف اوسکے اور ناموں متبرک سے مشہور زیادہ ہی اصل لغت مین مدینہ
چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کرکے مرتبہ مصریت تک
پہونچا ہو یعنی سب سے پائین قریے کا درجہ ہی اور سب سے اونچا مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون
کے درمیان مین ہین اور بعضے لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجے مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت
کے تھا اب مدینہ نام ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو بھی

بلدۂ معظمہ مراد ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھہ آیا ہی اور اس طرح کا تفاوت
لغت عرب مین بہت آیا ہی چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے
ساتھہ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی اور مدینہ کی طرف کی جائیگی
تو اوسکو مدینی کہین گے تے کے ساتھہ اور اگر کسیکو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو
مدنی کہتے ہین بغیر یاکے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہہ ذکر فرمایا
اور توریت مین بھی واقع ہوا ہی سَیِّدُ الْبُلْدَانِ بھی ایک اوسکا نام مبارک ہی حدیث شریف
مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیا ہی یَا طِیْبَۃُ یَا سَیِّدَۃُ الْبُلْدَانِ بیان
فضائل مدینۂ منورہ مین یہ معنی بھی واضح ہوجائینگے انشا اللہ تعالی

باب دوسرا

ذکر فضائل بلدۂ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع امت اور
اتفاق علما اسبات پر ہی کہ تمامی بلاد سے افضل واشرف مکۂ معظمہ ومدینۂ منورہ ہین لیکن
آپس مین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہی بعد منعقد ہونے اجماع تمامی
علما کے اوس ٹکڑے زمین کی افضلیت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے
ملا ہی سارے اجزای زمین کی نسبت یہان تک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما لکہتے ہین
کہ اوسنا ٹکڑا تمام آسمانون سے افضل ہی یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم
کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہی
کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوسکو انکار نہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پای مبارک سے مشرف ہین بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے
کہ حضرت کی قبر شریف اجزای زمین سے ہی ترجیح دین تو گنجایش رکھتی ہی اور آخر کو یہ کلام
منجر اوس خلاف کو ہوتا ہی جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہی اور اوس مقام مین امام
نووی کا کلام اسبات کو چاہتا ہی کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہی اور
بعضون نے زمین کو آسمانون پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے
کی جگہہ ہی جمہور کہتے ہین کہ اگر زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونیکی جگہہ

ہی تو آسمان اونکی ارواح مقدسہ کے رہنے کا مقام ہی اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام کے قبرون مین جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہی اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے جسمون کے رہنے کی جگہ ہی ویسے ہی محل ہی اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہی کہ بعد استثنا کرنے اوسنے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہی کہ مکہ افضل ہی مدینے سے یا مدینہ افضل ہی مکے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمائے مدینہ کا مذہب یہی کہ مدینہ افضل ہی مکے سے اور علما بھی مدینے کی افضلیت دیتے ہین کہ معظم بیان حضرات کے ساتھ موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہی مکے سے مگر خانہ کعبہ سے نہین پس حاصل کلام کا یہ ہی کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہی مطلقاً خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہی شہر مدینہ سے نہ قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہی اور دلیلین جو مدینے کی افضلیت پر بیان کین ہین جہان فضائل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہون گے ظاہر ہو جاوین گی مگر خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا اور آپ خود اوسمین تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپ کو امید تھی وہان حاصل ہوئے اور جتنے کمالات سے آپ وعدہ دئے گئے تھے وہین حصول ہوئے اور قوت اسلام اور رواج دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول اور آخر کی وہین سے نکلین اور وہی جگہ ہی سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہی کہ وہین قبر شریف اور مرقد ہی خلاصہ ہیزدہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس فضیلت کے برابر کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کر سکتی اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہی کہ پیدائش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہی جہان دفن ہو تو ضرور ہی کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہوگی اسی طرح پیدائش اکثر آل و اصحاب و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی جو اوس مین شریف

مین مدفون ہین یہ کیا تھوڑی فضیلت ہی اور بڑی دلیل مکے کی فضیلت مین یہ ہی کہ مکے کی
مسجد مین بلکہ اوسکے سارے حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھہ رکعت کے برابر ہی اور مدینے کی
مسجد مین ایک رکعت برابر ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہی قائلین فضیلت مدینہ اوسکے
جواب مین یون کہتے ہین کہ اسباب فضیلت کچھہ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہو سکتا
ہی کہ یہ خاصیت مکے کے ساتھہ خاص ہو اور طرح طرح کی کرامات و برکات و منفعت
اسلام اور اہل اسلام مخصوص مدینہ ہو اور اس کلام کی تایید اور تقویت مین کہتے ہین کہ
عرفات کی طرف جانے والے کی نماز عرفات مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہی
اوسی نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جائے باوجود ملانے اوس زیادتی مذکورہ کے بھی
اور سبب اسکا وہ برکت ہی جو رعایت کرنے اتباع سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حاصل ہی علاوہ یہ ہی کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت عدد کے کچھہ اور نہین ہی اور یہ ہو سکتا
ہی کہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور برکت اور عظمت مین زیادہ ہو
اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوتی تو ظاہر ہی کہ داخل کعبہ کے افضل ہونے
مین خارج مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہین ہوا ہی باوجود اس بات کے کہ کعبے کے
اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہی امام مالکؒ جائز ہی نہین کہتے جہان زیادتی
ثواب پس معلوم ہوا کہ وجوہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب مین نہین ہین اور وجہ بھی ہو سکتی ہی کہ
سبب قبول درگاہ الہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور رحمتون کی جگہہ سے
افضل ہو تو ضرور ہی کہ برکت جوار اوس مقام سے ایسی نور بخشے اور قبول نصیب ہو کہ ساتھہ زیادتی
اعمال اور زیادتی طاعت کے حاصل نہو اور اسپر اور زیادتی ہی کہ سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم جب کہ اوس جای مقدس مین صفت حیات سے متصف اور باقی ہین اور ہمیشہ عبادت
مین مشغول اور اسمین شک نہین ہی کہ اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام بندون سے ساتھہ
فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مدد اور
طلب مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب جوار مدینہ سے بہ نسبت نفع
طاعت کثیرہ مکے کے زیادہ نفع حاصل ہی یہ کلام ہی امام تقی الدین سبکی کا نہایت دقت اور

لطافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسری دلیل جو مکہ معظمہ کی فضیلت پر لائے ہین
یہ ہی کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وعمرہ ہی ساتہ اون فضائل و ثوابات کے جو ان اعمال
کے ادا کرنے مین وارد ہین **جواب** کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے مدینے کے جانے
والون کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہی کہ عوض حج او رعمرہ کے ہو سکتی ہی احادیث
مین آیا ہی جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے
اور جو شخص قصد مسجد قبا کرے تا کہ دو رکعت نماز اوسمین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب
ہو تو اب دیکھو کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہی اور مکے کا
حج جبتک سال نہ گذرے ہو ہی نہین سکتا ۱۲ **تیسری** دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث
شریف مین آیا ہی مَکَّةُ خَیْرُ بِلَادِ اللّٰہِ اور دوسری روایت مین آیا ہی اَحَبُّ اَرْضِ
اللّٰہِ اِلَی اللّٰہِ اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ مکہ معظمہ سے برآمد ہونے کے وقت
مقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب کر کر فرمایا
کہ ای بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہی اگر تیری قوم مجھکو تجھسے
باہر نہ لاتی تو مین باہر نجاتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اوسکی محبوبیت پر
رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک **جواب** اس دلیل کا یہ ہی
کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے ثابت ہونے فضیلت مدینہ سے تھا جب
مدینے مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہان سے دین ظاہر ہوا اور برکات حاصل ہوئے
اور فتوحات ظاہر ہوئے اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہی
سب شہرون سے اسی واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے مکے سے زیادہ مدینے
کے واسطے برکت مانگی اور اوسکی محبت خدا سے طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون
مذکور ہی انشا اللہ تعالی اون احادیث کو ذکر مین لائینگے اور فرمایا اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا
الْمَدِیْنَةَ کَحُبِّنَا مَکَّةَ اَوْ اَشَدَّ اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہیں کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اَلْمَدِیْنَةُ
خَیْرٌ مِّنْ مَکَّةَ اور امام مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

حضرت عبداللہ بن عباس مخزومی سے طریق انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینے
سے اونھون سنے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہی اور جگہہ ہی اوسکے امن کی اور اوسی مین ہی
اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سنے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور اوسکے گھر کے باب مین کچھہ
نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہی مدینے سے اونھون سنے پھر کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہی
اور اوسمین اوسکا گھر ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور خدا کے گھر مین کلام
نہین کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ
عنہ کے ظاہر ہی کہ فضیلت دینے مین مدینے کی مکے پر کعبہ معظمہ مستثنی ہی اور مدعا فضیلت
دینا مدینے کا ہی مکے پر سوای بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک مین روایت کی ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اِنْ اَخْرَجْتَنِیْ
مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاَسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت
اس دعا کے یہ جگہہ محبوب ترین سب جگھون کی ہوئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک
بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوسکی طرف عود نہ فرماکر مدینے کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی
کہے کہ رہنا دار ہجرت مین بسبب اوسکی فرضیت کے ہی خدا کے حکم سے پس حضرت کا
نہ پھرنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہی نہ باب فضیلت سے جواب اوسکا یہ ہی
کہ حکم الہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہی کہ مبنی افضلیت مدینہ پر اور ناشی اوسکی اجبیت
سے عند اللہ ہو گا اِذَا الْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّا مَا ھُوَ اَحَبُّ وَ اَکْرَمُ عِنْدَہٗ
یہ مباحثہ ہی جو علما مین واقع ہوا تجھکو چاہیئے کہ نسبت نگاہ رکھہ اور محبت کے مشرب پر
قایم رہ اور یہ اعتقاد رکھہ کہ بعد جناب باری جل و علی شانہ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر جہ
سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو افضلیت حاصل ہی اور جو چیز حضرت کے
سوا ہی خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوسکے اوسمین فضیلت متفاوت ہی جیسے نسبت آنجناب
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکھتی ہو گی ویسی فضیلت حاصل ہو گی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہہ ہی اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہی تجھکو چاہیئے کہ خدای تعالی کے

حکم کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت مین جھگڑا اور سختی نکر مکے مین حضرت کی
شان جلالی کو دیکھ اور مدینے مین حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا
مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اب تم
اے مسلمانو ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے مدینہ
طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہین وباللہ التوفیق

فصل منجملہ فضائل مدینۂ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت پروردگار
تعالی و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے
مین تشریف رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کے چھپے ہوئے تھے وہ سب
اسی بلدۂ شریفہ مین ظاہر کیے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوسکی
پاک مٹی کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہو کر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عایشہ رضی اللہ
عنہا فرماتی ہین جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
موضع دفن مین صحابہ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف
نہوگی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل فرمائی یہان تک کہ سب صحابہ کی رای اسی پر ٹھہری کہ اب موضع قبض روح
مبارک مین دفن ہوون اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس ملک طیبہ کو بہت
دوست رکھتے تھے چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب
مدینہ منورہ کے پہونچتے تو اپنی سواری کو کمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر
مبارک اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے هٰذِهٖ اَرْوَاحُ طَیِّبَةٌ اور گرد و غبار
جو چہرۂ مبارک پر پڑتا اوسکو چہرۂ مبارک سے پاک نفرماتے اور اگر کوئی صحابی اپنا سر اور
مُنہ گرد و غبار کی جہت سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے
چنانچہ نام رکھنا مدینے کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ علی مرتضی

سلام اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ شیاطین ناامید ہوگئے اس بات
سے کہ اونکو کوئی مدینے مین پوجے ایک تحریش ہی کہ باقی رہ گئی ہی اونکے درمیان مین
اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ حق تعالی اس جزیرے کو اور ایک روایت مین اس قریے کو شرک کی نجاست سے
پاک کیا ہی اگر ان لوگون کو نجوم گمراہ نکرے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا
نجوم کا کیونکر ہوتا ہی فرمایا کہ حق تعالی پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہین کہ تو فلانی
منزل مین آیا اس سے پانی برسا اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینے کے رہنے پر اپنی امت کو ترغیب دی ہی اور وہان کی شدت اور محنت پر فرمایا ہی
کہ صبر کرین اور وہان کی موت اختیار کرین مَنْ صَبَرَ عَلٰی لَاْوَاۗئِھَا وَشِدَّتِھَا كُنْتُ لَهٗ
شَهِيْدًا وَّشَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ علما کہتے ہین کہ مطیعون کی گواہی دین گے اور گنہگارون
کی سفارش کرین گے اور فرمایا کہ مَنْ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اور ابن ماجہ اور عبد الحق نے تصحیح اس حدیث کی کر کے ان لفظون کے ساتھ روایت
کی ہی مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّمُوْتَ بِالْمَدِيْنَةِ فَلْيَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِيْنَةِ كُنْتُ لَهٗ
شَفِيْعًا وَّشَهِيْدًا اور حدیث مین وارد ہی کہ پہلے سب امت سے کہ شفاعت کو پہونچین
اہل مدینہ ہونگے پھر اہل مکہ پھر اہل طائف اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم نے دعا کی ہی کہ میرا انتقال مدینے مین واقع ہو اسی طرح اصحاب واتباع رضی اللہ
عنہم نے بھی دعائین کی ہین حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَايَانَا بِمَكَّةَ اور بھی حدیث مین آیا ہی کہ روی زمین پر ایسی جگہ
کوئی نہین ہی کہ دوست رکھون مین اپنی قبر وہان سوا مدینہ کے اور نقل ہی کہ اکثر دعا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ
اور کہتے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہین کیا اور بعد حج فرض
ادا کرنے کے پھر مکے کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سواے مدینے کے کہین اور نہ موت آجاوے
ساری عمر مدینے مین رہے اور دفن وہین ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ حدیث

صحیح مین متعدد طرق سے وارد ہی المدینۃ تنفی خبث الرجال کما ینفی الکیر خبث الحدید
اور صحیح بخاری مین آیا ہی کہ انہا طیبۃ تنفی الذنوب کما تنفی الکیر خبث الفضۃ
اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہی مدینۂ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا
معلوم ہوتا ہی کہ یہ خاصیت مدینۂ منورہ مین ہمیشہ سے ہی روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے مین ٹھہرے گا
دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوسنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس حاضر ہوکر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن کے جانے کی اجازت
مانگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قضیہ مین یہ حدیث فرمائی اور یہی نقل کرتے ہین
کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینۂ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے
تھے کہ نخشی ان نکون ممن نفتہ المدینۃ اور تمام و کمال یہ خاصیت اوس وقت ظاہر
ہوگی کہ جب دجال نکلے گا اور مدینۂ منورہ مین جانے نہ پاوے گا اور سب برے آدمی
اوسکی تابعداری کو مدینۂ منورہ سے باہر نکل جائین گے اور وہ جای متبرک نجاست شر و
فساد سے پاک ہوجائے گی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہی اسوقت طہارت مدینۂ مشرکین وغیرہ
سے جو مخالفین دین اسلام ہین پر ظاہر ہی اور وہ لوگ جو گناہون کی خباثت مین اور
ذنوب کی نجاست مین لتھڑے ہوے مدینے مین رہتے ہین اور وہان مرجاتے ہین تو
ممکن ہی کہ اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعضے علما اور صالحین
اس طرف گئے ہین کہ ملائکہ نقالہ ظلمانی بدنون کو زمین مقدس مدینۂ منورہ سے باہر
پھینکتے ہین واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہی کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا
اہل ہی وہ اوس خبث کا اہل نہین کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعضے
لوگ اس حدیث کے مضمون کو حمل کرتے ہین پاک کرنے نفس پر شہوتون اور لذتون
نفسانیہ سے یعنی ٹھہرنا مدینۂ منورہ کا اور تحمل کرنا وہان کی سختیون پر ایسا نفس کو گھلاتا ہی
کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی اوسمین باقی نہین رہتی تا کہ بازار حشر مین
قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات مین شک نہین ہی کہ روایت تنفی الذنوب کی اس

احتمال کی تائید کرتی ہی اسواسطے کہ باقی رہنا گناہون کی کدورتون کا اس کثرت برکت و رحمت
کے ساتھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار مین نازل اور فائض ہین ہو نہین سکتا اِنَّ
الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ حاصل کلام کا یہ ہی کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ اس
بلدہ طیبہ کو لازم ہین اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ سید کائنات علیہ افضل الصلوات مدینے کے
حق مین بارہا دعای خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِی
مَدِیْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِی صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِی مُدِّنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِیْمَ
عَبْدُكَ وَخَلِیْلُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنِّیْ عَبْدُكَ وَنَبِیُّكَ وَاِنَّهٗ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَاَنَا
اَدْعُوْكَ لِلْمَدِیْنَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهٖ مَعَهٗ حضرت امیر المومنین
علی مرتضی سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ ہم ایک روز حضرت علیہ السلام کے
ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکلا حرہ سقیا مین جہان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے
تھے پہونچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو کرکے قبلہ کیطرف
منہ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا
ہی اوسنے تجھسے مکے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگی ہی اور مین بھی بندہ
تیرا اور رسول تیرا ہون تجھسے مدینے والون کے واسطے دعای خیر اور برکت مانگتا
ہون خداوندا برکت عطا کر انکے مد اور صاع مین جیسا برکت دی تو نے مکے والون کو
برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتین عنایت کر اور احادیث اس باب مین بہت ہین
اور جس جگہہ کہ دعای برکت مد اور صاع کی نسبت وارد ہی مراد اوس سے برکت خیر
دنیاوی ہی اور جہان مطلق واقع ہی بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل ہی
اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدہ مطہرہ مین آنکھہ سے دکھائی دیتے ہین
اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ وبا مدینہ منورہ سے
جحفہ کی طرف چلی جائے اور مدینے مین پہلے اس سے کہ آپ دعا فرمائین تپ و وبا
بہت تھی نقل ہی کہ جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے
حضرت کے اصحاب عارضہ تپ مین مبتلا ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار پڑے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی خبر گیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین
مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرماتے ہین شعر كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ + وَالْمَوْتُ
أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ + اور دوسرے گوشے مین بلال و عامر کو دیکھا کہ کفار قریش
پر لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینہ کی شدت
سے شکایت رکھتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ حکیم ذی الجلال
تپ و وبا اس بلدے سے جحفہ کیطرف لیجاے چنانچہ ویساہی واقع ہوا یہ بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہی نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص
مدینے مین آنے کا قصد کرتا اور چاہتا کہ وبای مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع
تک پہونچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے
ہی کہ اگر کوئی یہان پہونچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوسکی زندگی تمام
ہوئی اور اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا یہانتک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس
والجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعرای عرب سے کہ نام اوسکا عروہ بن الورد
تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اس جگہہ پہونچا تو وہ اس طریقۂ بد کو عمل مین نہ لایا اور
شعر پڑھا + لَعَمْرِي لَئِنْ عَشَّرْتُ مِنْ خَشْيَةِ الرَّدَى + نُهَاقَ الْحَمِيرِ إِنَّنِي لَجَزُوعٌ +
اوسکو کوئی آفت نہ پہونچی جیسے ہلوت بہ چھوٹ گئی اور ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت واقع ہی
اور وجہ تسمیہ اوسکی یہی تھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہی کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے
کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرون کو پہونچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ یہ شہر مطہر آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہیگا روایت صحیحین سے ثابت
ہی کہ اوس زمانے مین مدینۂ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک
جماعت ملائکہ کھڑی کیجائے گی کہ دجال کو داخل نہونے دے گی اور دوسری حدیث
مین آیا ہی کہ روی زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا کہ اوسمین دجال نہ پہونچے گا سوا مکے اور مدینے
کے اور حدیث مسلم مین آیا ہی کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اوسکے قصد مدینہ

کرے گا اور جبل احد کے پیچھے آکر اوترے گا ملائکہ اوسکا منہ شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ
شام مین ہلاک بھی ہوجاوے گا اور صحیحین مین آیا ہی کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے
دجال کیطرف نکلے گا اور کہے گا کہ تو وہی دجال ہی کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دی ہی آخر حدیث تک ابو حاتم معمرؒ سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ
ایسا سنا ہی کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہین اور امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین
روایت کی ہی کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور
زبان معجز بیان پر ذکر اوسکا مکرر جاری رہا صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یوم الخلاص کیا ہی فرمایا وہ دن ہی کہ دجال آوے گا اور جبل احد پر چڑھکر نگاہ کرے گا
اور اپنے لوگون سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہی کیا چیز ہی
یہ احمد کی مسجد ہی بعد اسکے مدینے کے اندر آنے کا قصد کرے گا تو ہر راہ کے سرے پر
ایک فرشتے کو پاوے گا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب
جو سیلون کا مجمع ہی خیمہ ڈالے گا اور مدینے مین تین بار زلزلہ آوے گا اوس مین
جتنے کافر اور منافق اور فاسق ہون گے نکل کر دجال کیطرف چلے جائین گے اور مدینہ
ہر خبث اور نجاست سے پاک ہو جائے گا یہی یوم الخلاص ہی اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ اللہ تعالی
نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین خاصیت شفا رکھی ہی اور بہت سی حدیثون مین آیا
ہی کہ مدینے کے غبار مین شفا ہی ہر بیماری سے اور بعضے طرق مین آیا ہی من الجذام
والبرص اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص کی مٹی کی ہی جسکا نام صعیب ہی
اور وادی البطحان بھی کہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضے اصحاب کو
حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ منورہ مین یہ بات
ہمیشہ سے متواتر چلی آئی ہی اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد
ہوئے ہین اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہین اوس عموم سے اس خاک پاک
کو مستثنا کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہی کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجدالدین
فیروزآبادی فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہی میرا ایک غلام تھا کہ

یعنی کوڑھ

بطحان

برص

ایک سال کامل اوسکو تپ آئی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سی وہی خاک لے کر پانی مین
گھولکر غلام کو پلا دی اوسنے اوسی دن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمہ لکھتے ہین کہ کاتب الحروف
بھی اس تجربے سے مشرف ہوا ہی جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے
مین پاؤن پر ورم آگیا کہ اطبا اوسکے علاج سے عاجز آئے اور سب کے نزدیک عارضہ مہلک
قرار پایا مین نے اوسی خاک پاک کا استعمال کیا اللہ تعالی نے تھوڑے دنون مین بہت
سہل طرح سے اس محنت سے خلاصی دی اب وہان کے پھلون کا حال صحیحین مین
آیا ہی کہ جو شخص سات خرمے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اوسکو اثر نکرے
ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو کہ نہایت سخت مرض ہی
عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہی خرمے کی اوسکی حقیقت اہل مدینہ جانتے
ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اوسکی وہ کھجور کا درخت ہی جسکو سید الکائنات صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے
ہین کہ شمار مین نہین آسکتے سید علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر مین ایک سو اوبتالیس قسم گنے ہین اور
اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک
روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے
مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے
آئی هٰذَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْأَنْبِيَاءِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ الْأَوْلِيَاءِ أَبُو الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ[1]
بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ هٰذَا مُحَمَّدٌ
رَسُولُ اللّٰهِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيْفُ اللّٰهِ[2] اسی جہت سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت
مین معنی آواز ہی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ كَانَ أَحَبُّ
التَّمْرِ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَجْوَةُ[3] اور غالب ہی کہ یہ خاصیت اوسکی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہین
کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنی سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا
بلکہ از قسم اسرار ہی ہمکو اوسپر ایمان لانا چاہیے اور وجہ بعضے علمانے کہا ہی کہ یہ زمین خاص کی

[1] یعنی یہ محمد پیغمبرون کے سردار ہین اور یہ علی ولیون کے سردار اولیا اماموں کا باپ ہی ۱۲
[2] یعنی یہ محمد ہین خدا کا رسول اور یہ علی خدا کی تلوار ہی ۱۲
[3] یعنی سب کھجورون سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عجوہ بہت پیاری تھی ۱۲

تاثیر سے ہی یا کیفیت ہوای خاص سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف کی خاصیت
سے یا یہ اکثری امور سے ہی نہ امور دائمی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا اور آج معدوم ہی ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہی اور
اوس ایمان وارسے نہایت تعجب ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم
کو دوست رکھنا اور اوسکو رغبت سے نوش فرمانا سنا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا مین
تاویلین باطل کرے یہ بات اوسکی نے نسبتی سے خبر دیتی ہی نعوذ باللہ منہ شعر
چو لب بہ کوزہ نہی کوزۂ نبات شود + ز کوزہ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود + اور منجملہ
شرافت اور فضیلت اس بلدۂ طیبہ کے یہ ہی کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہی کہ آخر
مساجد انبیا ہی اور مسجد قبا ہی کہ دین محمدی مین سب مسجدون سے پہلے اوسکی بنا ہی
اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہی چمنہای جنت سے اور مسجد شریف
مین منبر ہی کہ بہشت برین پر رکھا ہی اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہی جنت کا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنی اُحُد اور مقبرہ بقیع ہی کہ مقام ہی آل و اصحابکا
اور اوس زمین پر مشہد ہی جناب سید الشہدا یعنی سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے
مشاہد اور مقامات متبرکہ ہاین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامت مین اخبار اور آثار وارد
ہین انشا اللہ تعالی کچھ اوسمین سے ان اوراق مین مذکور ہون گے اور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت قرآن سے
چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مین واضح ہوگا اور منجملہ اوسکے
یہ ہی کہ اوس بلدۂ طیبہ سے بی ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہی اور مورد ہونا ہی وعید کا
اسے واسطے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو
پھرتے تھے اور مکہ معظمہ مین قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ
کا یہی رویہ آج تک ہی شعر صبر از درت محال بود اہل شوق را + ور زانکہ در بہشت برین فتہ
جا کنند + اور منجملہ اوسکے یہ ہی کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا چنانچہ ذکر اسکا
بہت سی احادیث مین واقع ہوا ہی بعد اسکے علما اوسکی تحدید حدود اور حکم تحریم

میں مختلف ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک حرمت مدینہ کے معنی محض تعظیم و تکریم ہیں نہ ثبوت
احکام مثل حرمت شکار و قطع شجر وغیرہما اور امام شافعی کے نزدیک حرمت اور ترتب
احکام میں دونوں حرم ایک طرح ہیں کچھ تفاوت نہیں اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب
فقہ میں ظاہر ہے سید علیہ الرحمہ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم اور منجملہ اونکے
یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی
ہے اور یہ مدعا اوس وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ثابت ہوتا ہے
سوا اوسکے اور احادیث بھی اس مضمون میں وارد ہوئے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اَلْمَدِیْنَةُ مُهَاجَرِیْ یعنی مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے وَفِیْهَا مَضْجَعِیْ یعنی اوسمیں
میری خوابگاہ ہے یہ اشارہ اس بات پر ہے کہ میری قبر شریف اسمیں ہوگی وَفِیْهَا مَبْعَثِیْ
یعنی یہیں سے میرا اوٹھنا ہے یعنی قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ
ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے ہیں مبعوث ہونگے حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ
حِفْظُ جِیْرَانِیْ یعنی چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت میں ایک شمہ فروگذاشت
نکریں اور جو کچھ کہ میرے ہمسایے سے صادر ہو اوسکا مواخذہ نکریں جہانتک ہوسکے
اوس سے درگذر کریں مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ جبتک کہ ان لوگوں سے گناہ کبیرہ نہوا ور
جب ہو تو جو حق شریعت غرا ہے حق اللہ میں یا حق العباد میں اوسکو قائم کریں مَنْ حَفِظَهُمْ
کُنْتُ لَهٗ شَهِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْهُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَةِ الْخَبَالِ
اور طینت خبال ایک حوض ہے دوزخ میں کہ پیپ اور خون دوزخیوں کا اوسمیں جمع
ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ لَا یُرِیْدُ اَحَدٌ
اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ کَذَوْبِ الرَّصَاصِ اَوْ ذَوْبِ الْمِلْحِ
فِی الْمَاءِ بعضے لوگوں نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر
احادیث اس کے خلاف پر ناطق ہیں اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے
اللہ تعالی کی تقدیر کا جاری ہونا اسطور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور لڑائی کرنے کا
اہل مدینہ کے ساتھ قصد کرکے چڑھا آوے وہ ادنی مدت میں اوسکے وبال میں گرفتار ہو

ہلاک ہوتا ہی حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت سید عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پہنچکر دونون دست مبارک اوٹھا کر دعا کی
اَللّٰھُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَھْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ھَلَاکَہٗ چنانچہ وقوع بعضے وقائع کا یزید
پلید کے زمانے مین اس حدیث شریف کا مصدق ہی امام احمد حنبل حدیث صحیح
مین حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک امیر امرائے
فتنہ سے مدینے مین آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ مین تھے اور کبر سن کی
جہت سے اونکی بصارت مین ضعف آگیا تھا لوگون نے اون سے کہا کہ مصلحت
وقت یہ ہی کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہوجائیے اور اپنے تئین
اسکے فتنے سے بچائیے کہتے ہین کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونون ہاتھ اپنے
دو بیٹون کے کندھون پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقا ایک جگہہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھا کر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہوسکتا ہی
وہ تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ
مین نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل
مدینہ کو ڈرائے تحقیق اوسنے مجھے ڈرایا اور روایت نسائی مین آیا ہی کہ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ
الْمَدِیْنَۃِ ظَالِمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَکَانَتْ عَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ
اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ اوسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہین
سوا اسکے اور احادیث اس باب مین بہت ہین سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ ظاہرا
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بشر بن
ارطاہ تھا اس واسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت معاویہ نے
بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بشر بن ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ پر بھیجا کہ مدینہ
والون سے اوسکی خلافت پر عہد بیعت لے لے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
کہ اوس زمانے مین حضرت علی مرتضی سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ منورہ تھے

خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت مآب کے پاس پہنچے اور بسر شہر مدینہ مین داخل ہوا
اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیر المومنین اور اوسکے حکم کے خلاف نہوتا تو مین ایک شخص کو بھی
مدینے مین زندہ نچھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے کو
طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبد اللہ کو حاضر نکروگے
تو میرے عہد ذمہ سے باہر ہو جاؤگے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سنکر حضرت ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوکر صورت حال بیان کی اور اون سے
بسر کی مجلس مین جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہی اس مین امید فلاح
نہین اور ترک مین بھی امان نہین اب کیا تدبیر کرین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو
کرہا اور جبرا بیعت کر لینے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر
حرہ بنی سلیم مین چھپ رہے علما رحمہم اللہ تعالی کہتے ہین کہ یہ لعن جو ارادۂ ظلم اور فساد پر
وارد ہوئی ہی لعن کفار اور اہل شرک نہین ہی کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جائے
اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑنا ہی خدا کی رحمت خاص سے اور
نہ داخل ہونا ہی اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت مین مقصود تہدید ہی بے ادبی
اور ترک حرمت اور عظمت مدینۂ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مدینہ
منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہی جیسا بعضے علما کہتے ہین کہ حرم مکہ مین ایک
گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد
اقبح قبائح جو واقع ہوا وہ واقعہ حرہ تھا اوسکو حرہ واقم اور حرہ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک
جگہ ہی سواد مدینۂ طیبہ مین ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک
حرمت اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہی مگر
چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہی اوسکے واقع ہونے سے پہلے نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور
خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا

انجام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہی کہ ایک اشارہ اوسکی طرف کیا جاوے
بعضے علما کے نزدیک مصداق اوس خبر کا ہی کہ مدینہ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے
ویران ہو جاوے گا اور آدمی اوسکو چھوڑ دین گے اور جانوران صحرائی اوس مین
آکر رہین گے یہی واقعہ حرہ ہی لیکن تحقیق اور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہی کہ
وہ حال قرب قیامت مین ہو گا اسواسطے کہ بعضے علامات اور آثار جو ان اخبار مین
وارد ہین اس قضیہ مین نہین پائے گئے جیسا ابن شبیہ کی روایت مین آیا ہی کہ چالیس
برس یہ بلدۂ مکرمہ ویران رہے گا اور وحوش اور طیور اور درندے اسمین رہینگے
بعد اوسکے وہ چرواہے قبیلۂ مزنیہ سے آئین گے مدینہ منورہ کو اس حال سے دیکھکر
آپس مین تعجباً کہین گے کہ یہان کے آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع
ایسی حالت کا آخر زمانے مین ہو گا اور اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد
ہین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا
کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرین گے لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہی جو باہر کرے گا
فرمایا امیر السوء یعنی برے آدمی اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہی کہ ہلاک میرے
امت کا ایک قبیلہ قریش کے ہاتھ پر ہی صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اوس وقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے ہین فرمایا گوشہ گزین ہو جانا خلق سے اور دوسری حدیث
مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ فرمایا قسم ہی اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے
قبضۂ قدرت مین ہی مدینے مین ایک ایسی لڑائی ہو گی کہ دین یہان سے صاف نکل جائیگا
جیسے سر کے بال مونڈتے ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل
کی قدر ہو اور بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ای خدای پاک مجھکو سن
ساٹھ کے حادثون سے اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھ اور وہ دن آنے سے پہلے
مجھکو دنیا سے اوٹھا لے یہ اشارہ تھا زمان یزید پلید کی طرف اس واسطے کہ وہ نے وولت
سنہ ساٹھ مین تخت شقاوت پر بیٹھا اور واقعہ حرہ اوسکے زمان شقاوت نشان مین واقع ہوا
واقدی کتاب حرہ مین ایوب بن بشر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم

کسی سفر مین باہر آئے تھے حرہ زہرہ مین پہونچکر کھڑے ہوگئے اور ایہ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا
إِلَيْهِ رَاجِعُونَ پڑھی صحابہ نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی گئی ہی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین
ہی اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا فرمایا مارے جائین گے اس حرہ
سنگستان مین بہترین امت میری بعد صحابہ کے اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ جب
اس جگہ آپ پہنچے تو دست مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کرتے اس حرہ مین مارے
جائین گے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے بھی
یہ روایت آئی ہی اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ
تورات مین آیا ہی کہ مدینہ مطہرہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید
ہون گے کہ قیامت کے دن اونکے منہ چودھوین رات کے چاند سے روشن ہون گے
اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ
کے وقت مین پانی بہت برسا حضرت اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر
تشریف لائے جب اوس جگہ پہنچے جسکو حرۂ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف
سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اوسوقت آپ کے ہمراہ تھے قسم کھا کر کہنے
لگے ای امیر المومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی
سیلین جاری ہونگی حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جا کر پوچھا کہ
یا ابا اسحق کب کس زمانے مین ہوگا فرمایا ای زبیر کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پاؤن سے واقع
ہو جانا چاہیے کہ اہل سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال و تفصیل کے اس واقعے کو لکھا ہی کہ ہم اس جگہ جس نہج پر
کہ اون لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہی خواہ مجمل خواہ مفصل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تا کہ تحریر اور تقریر
اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع نہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہل مدینہ کا
مدینہ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہی یہی واقعہ حرہ ہی
کہ مدینہ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایای صحابہ اور تابعین سے

مملو تھا حادثے اور فتنے پے در پے آنے لگے تو اہل مدینہ ان فتنون کے خوف سے
اوس جای مطہر سے رحلت اختیار کر کے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو
ایک فوج عظیم شامی ساتھ دے کر اہل مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اون
اشقیا نے ان حضرات کو اوسی مقام حرہ مین نہایت ذلت خواری کے ساتھ شہید کیا اور
تین دن تک ہتک حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اس جہت سے
اسکو واقعۂ حرہ کہتے ہین اس قصے مین ایک ہزار سات سے مہاجرین اور انصار اور علمائے
تابعین شہید ہوئے اور عوام الناس سوا عورتون اور لڑکون کے دس ہزار اور سات سو
حافظ قرآن اور سات سو نوے آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پہنچے اور اون بے دولتون نے
فسق اور فساد اور زنا کو مباح کیا یہان تک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعے کے
ایک ہزار عورت نے بچے زنا کے جنے اور ان نالائقون نے مسجد شریف مین گھوڑے
باندھے اور روضہ مین ریاض الجنۃ مین گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور لوگون سے
اس مضمون کی بیعت لی کہ یزید چاہے تمکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی
طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ
نے یزید کے سامنے کہا کہ بیعت حکم قرآن اور سنت پر لینا چاہیے انکو یزید نے اوسی
وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار نے لکھا ہی کہ مدینہ منورہ اوس زمانے
مین مطلق آدمیون سے خالی رہا اور وہان کے میوجات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی
ہوئے اور کتون وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرام گاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا
اور طبرانی نے ایک خبر طویل مین عروہ بن الزبیر سے روایت کی ہی کہ حضرت معاویہ کے
انتقال کے بعد عبد اللہ بن زبیر نے عقد بیعت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور
اوسکے حق مین گالی گلوچ کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ مین عبد اللہ بن
زبیر کی گردن مین طوق ڈالونگا بعد اسکے ایک شخص انکے بلانے کو بھیجا اونکے
یارون نے اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم سے بری کرنے
کے واسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اوسکے اوپر جامے پہنو تو یقین ہی کہ اوسکے ہاتھ سے

سلامت رہو حضرت عبد اللہ بن زبیر نے فرمایا کہ خداوند تعالی ہرگز اوسکو اس قسم مین سچا
نکرے گا مین ہرگز غیر حق پر نرم نہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہو جاوے
بعد اوسکے عبد اللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی لوگونکو اپنی اطاعت کیطرف بلایا یزید پلید نے
مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دے کر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم کیا کہ بعد
مدینے کے قلع و قمع کے مکے کیطرف جانا اور عبد اللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم
بن عقبہ مدینے مین آیا سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے
باقی لوگون کو قتل کر کے مکے کی جانب متوجہ ہوا اور راہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین
بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کر کے ابن زبیر کے محاصر کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگا دینے
کی وصیت کی حصین بن نمیر تھوڑا ہی مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہ ہی سے
بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ
سنہ ٦٢ مین یزید پلید نے عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینۂ منورہ
پر بھیجا کہ اوسکی بیعت وہان کے لوگون سے لیوے اوسنے ایک جماعت کو اہل مدینہ سے
یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ یزید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان
آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے
ہم نے اوسکی بیعت توڑ دی اوس جماعت مین منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ
کہ اوسنے مجھکو لاکھ درم دیے ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا
وہ شرابی اور بے نمازی ہے یہ حال سنکر باقی اہل مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری
ہوئی اور سب نے بیعت توڑ دی بعد اسکے اہل مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل کے
ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے
واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نہ کیا
جبتک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن مداینی سے
کہ ایک ثقہ راوی ہین نقل کرتے ہین کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و
فساد یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی بیعت توڑی عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے

عمامہ اپنے سر سے جدا کیا اور کہا کہ اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ او رانعام دیا لیکن وہ دشمن خدا
وائم السکر ہی مین سنے اسنے تئین اوسکی بعیت سے الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے
سر سے الگ کیا دوسرے کھڑے ہوے اونھون نے پاون سے اپنی جوتیان نکالین اور
یزید کی بعیت سے الگ ہوے یہان تک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعداوسکے
عبداللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبداللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی امیہ تھے
سبکو دارمروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی ان سبھون سنے
یزید پلید کو اپنا حال کہلا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوسنے مسلم بن عقبہ کو
اہل مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ
کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید سے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کرے گا اوسکو
ہماری سرکار سے اسباب سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملین گے اور سو دینار اور بطریق انعام
اوسپر اضافہ ہونگے آہین بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا
کہ عبداللہ بن زبیر سے جاکر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا
واللہ ہرگز جمع نکرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ کے
پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھپر کوئی حادثہ ہو تو حصین بن
نمیر سکونی کو اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جن پر تجھکو بھیجتا ہون تین بار اونکو دعوت کر اگر تیری
بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اوسکے ساتھ لڑائی کر یہان تک کہ جب تو اونپر غالب
آجاے تین روز حرم مدینہ منورہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور
ہتھیار اور کھانا ہو اوسکو لشکریون پر حلال کر اور تین روز کے بعد اونکے قتل سے باز رہو
اور علی بن حسین سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نکر کہ اونھون سنے اوس جماعت سے
اتفاق نہین کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پہنچی تو سب سے اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہوکر
جماعت بنی امیہ سے جو دارمروان مین محصور تھے کہا کہ تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا
عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نکروگے اور جاسوسی وغیرہ عمل مین نلاؤگے اور ہمارے دشمنون کی
مدد نکروگے تو ہم تمکو چھوڑتے ہین ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیے ڈالتے ہین بنی امیہ

منافقانہ عہد وپیمان کرکے اونکے ساتھ ہوکر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان
بن حکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پہونچکر تین روز
لڑائی موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہی
اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوای لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد اور فتنہ
دفع ہو اور یہ خیر البلاد اس شر وشور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین اوس سے
فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہی کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گرون اطاعت
اوسکے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سبکے سب لڑائی پر مستعد ہوکر
مدینے سے باہر نکلے عبد اللہ بن غسیل سوار ہوئے اور لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت
دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھا کر دو صفون
کے بیچ مین لاکر کھڑا کیا وہ نے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا
عبد اللہ بن مطیع بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پہنچے
مسلم بن عقبہ نے اونکا سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے
اور اون نالائقون نے موافق حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا
اور مال واسباب لوٹا اور زناکاری مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ
نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی مثل
اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی
اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی مشقت کی اور گرداگرد مدینے کے کانٹون کی باڑ
لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع
کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور گھبرائے مسلم بن عقبہ اس واقعے
ڈر کر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکے
مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان نے بنی حارثہ کے پاس آکر اونکو
کچھ طمع خام دے کر ایک طرف سے راہ کھلوا دی لشکریان یزید اوس طرف سے گھس پڑے
اہل مدینہ سبکے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف کو آکر مقاتلہ اور محاربہ مین مشغول ہوگئے

نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین گیا ہی
اوسکو چھوڑ دو اور تضرع و عاجزی بہت سی کی اوس نے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کاٹ کر
اوسکے ہاتھہ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش
کرنے کو آئی ہی نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ منورہ کو قید مین رکھا اور
کھانا پانی اونکو کچھہ نہین دیا سعید بن مسیب[له] کو مسلم بن عقبہ کے سامنے لائے اوسنے
اونسے کہا کہ یزید کی بیعت اختیار کر اونھون نے فرمایا کہ بیعت کی مین نے ابوبکر اور عمرؓ
کے طریقے پر اوسنے کہا اسکی گردن مار دو اس درمیان مین ایک آدمی نے کھڑے ہو کر
اونکے جنون کی گواہی دی اوسنے اونکو چھوڑ دیا اور یہ مسلم بن عقبہ مسرف کہلاتا ہی
اس جہت سے کہ اسنے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب الحرہ
مین نقل کرتے ہین کہ یزید پلید کے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہی اور
بستر ہلاک پر پڑا ہی اوسنے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو مین اس مہم
کے سر کرنے کو تمکو افسر کرکے بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسی کو نہین
دیکھتا ہون مسرف یہ بات سنتے ہی اوٹھہ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تجھکو قسم ہی اے امیر المومنین
کہ یہ کام دوسرے کے حوالے نکر مجھہ سے زیادہ کوئی دشمن اہل مدینہ کا نہوگا مین نے
اس باب مین ایک خواب دیکھا ہی کہ ایک درخت مع اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان
بن عفان کے انتقام مین فریاد کر رہا ہی مین نے نزدیک اوسکے جاکر سنا کہ وہ درخت
کہہ رہا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھہ سے نکلے گا اوس روز سے مجھکو یقین ہی کہ مین
اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور اسی امید پر اپنے دلکو تسلی دے رکھی ہی یزید نے جو اسبات پر
اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ
مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونے مین مدینے کے اندر اور قبول بیعت اور اطاعت
سد راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک ایک کو نچھوڑنا سبکو قتل کرنا اور سب
اسباب اور مال اونکا لوٹنا اور اگر ایسا نکرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اونسے
تعرض نکرنا وہان سے عبداللہ بن الزبیر کی طرف جانا اور اوسکا کام تمام کرنا لکھا ہی کہ

[له] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

یہ مسرف نا عاقبت اندیش شہدای حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل
کرنے کے اب بھی مین دوزخ مین جاؤن تو مجھہ سے زیادہ کوئی بدبخت نہو گا اور ذکون
روایت کرتا ہی کہ مسلم بن عقبہ نے جس مرض مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھاکر کھانا مانگا
طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہی غذا اوسپر نہ کیجئے ورنہ دوا فائدہ نکریگی
اوسنے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے
تھی کہ قاتلان عثمان کو مارکر اپنا دل ٹھنڈا کرون وہ مراد میری حاصل ہوگئی اب سوا
موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہی کہ اللہ تعالی نے ان ناپاکون کے قتل
کرنے سے مجھکو سب گناہون سے پاک کر دیا ہوگا سید علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ یہ بات
اوسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اسواسطے کہ شہید کرنا اس جماعت
مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس
نالائق بدبخت کو چھوٹنا محال اور مشکل ہو جاے گا گناہ بخشا جا نا کسکا اور منجملہ صحابہ کے
جنکو جبرا قتل کیا وہ عبداللہ بن حنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوئے
اور عبداللہ بن زید حاکی وضوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو
مکے کی فتح مین حاضر تھے اور جھنڈا اونکی قوم کا اونکے ہاتھہ مین تھا اور بھی نقل کرتے
ہین کہ یہی مسرف شقی اور مروان بن الحکم شہدای حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے
کے پھرتے تھے یکایک عبداللہ بن حنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اونکی اونگلی شہادت
کی آسمان کی طرف اوٹھی ہی مروان نے کہا واللہ تو نے اگر بعد موت کے انگلی آسمان
کی طرف اوٹھائی ہی تو ہم نے کسقدر انگلیان اپنی حیات مین تمھارے ہاتھون سے آسمان
کیطرف نہین اوٹھائین اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین
نہین مانگین ایک شخص یہ بات سنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت
مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دعا اہل جنت کے قتل مین
تھی وہ بولا کہ ان لوگون نے مخالفت دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہی کہ مروان
بعد اس واقعہ کے یزید پلید کے پاس گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوسکو اپنا

مقرب ٹھرایا۔ ابن جوزی روایت لاتے ہین کہ سعید بن مسیب فرماتے تھے کہ اون راتون کو
جن مین واقعہ حرہ درپیش تھا کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نہ ہتا تھا اہل
شام مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہان کیا کیا کرتا ہی اور کوئی وقت
نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اور
اوسی اذان اور اقامت سے مین نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالی عنہ وارضاہ عنا اور اس
واقعے مین ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اون
ناعاقبت اندیشون نے گستاخی کی نقل کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ریش مبارک جڑ سے اوکھڑی ہوئی ہی لوگون نے پوچھا
کہ یہ کیا صورت ہی آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور رُمنہ سے نوچا کرتے ہو
انھون نے فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہی اہل شام واقعہ حرہ مین ایک جماعت شامیون
کی میرے گھر مین گھس پڑی اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی
بعد اوسکے دوسری جماعت گھسی اونھون نے میرے گھر مین کچھہ نپایا تو اونکو نہایت
غصہ آیا ہر شخص نے میری داڑھی اوکھاڑی اور اسحال کو جو تم دیکھتے ہو پونچایا اون شیاطین
سے اس طرح کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور مین آئے اب سنو ان ظالمون کا انجام کار
کہ دلالت کرتا ہی اونکے خسر الدنیا والاخرہ ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف
بدکردار نے بجبر و اکراہ اہل مدینہ سے بعیت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے
خوف سے جیسا حالت اکراہ اور اضطرار مین بعیت اور اطاعت کرنا قبول کی اونمین سے
ایک شخص نے کہا کہ بعیت کی مین نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اس طرح
کی بعیت اونسے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہو گئے تب اونکی والدہ نے
قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالی مجھے اسپر قدرت دے تو واللہ مین اسکو جلادون مرہ یاؤن
یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور لوٹ مدینے سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ و مقاتلہ
عبداللہ بن زبیر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا و تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم
واصل ہوا اوہ بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھ لے کر اوسکی قبر پر گئین کہ

اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوسکی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی
گردن سے لپٹا اوسکے ناک کی ہڈی چوس رہا ہی سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اون
بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اوسکے اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے انتقام
لیا ہی عذاب اوسپر کافی ہی وہ بولین نہین واللہ جبتک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہی
پورا نہ کرلون اس مسرف سے درگذر رون اور کہا اسکو پاؤن کی طرف سے نکالو اوس
طرف بھی ایک اژدہا پایا اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالی سے
دعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہی کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہی مجھکو فرصت
دے کہ مین اوسکو گڑھے سے نکال کر جلا دون بعد اوسکے ایک لکڑی ہاتھ مین لے کر سناب
کی دُم پر ماری کہ اوسکی قبر سے نکل گیا پھر اوسکی لاش کو نکلوا کر جلوا دی واقدی کہتے ہین کہ
ہمکو ایسا ثابت ہوا ہی کہ وہ بی بی یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی مان تھین بعد متوجہ ہوئے
مسرف کے مکہ معظمہ کیطرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی
قوم کو ساتھ لیے کر پھرتی تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پہونچین اور اوسکو
قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پہ دیکھا تھا
ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون نے اوسکو دار پر سنگسار بھی کیا یعنی اوسپر پتھراو ہوا اور
ذکر جلانے کا اس روایت مین نہین آیا شاید سولی پر رکھنے سے بعد دو تین دن کے جلا دیا
ہوگا پس جس شخص نے جلانے کی روایت نہین کی اوسنے قبل جلانے کے اوسکو سولی پر دیکھا
ہوگا واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اوس واقعے کے بعد تین راتین نہین
گذرین مر گیا اور راہ مین مدینہ منورہ کے اوسکا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت غمی
حالت مین مرا لیکن وہ سنے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا
مجھسے بعد کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کے کوئی ایسا عمل جو میرے نزدیک سب عملون سے
محبوب اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا
اگر تو مجھے باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت
عالم مین نہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیر المومنین

یعنی یزید پلید نے بعد میرے والی اور حاکم کیا ہی جلد مکہ معظمہ مین پہنچکر عبداللہ بن الزبیر کا کام
تمام کر اور اوس سے لڑنے مین کمی نکر منجنیق نصب کر کے پتھرون سے مار کر وہ خانہ کعبہ
کی طرف پناہ لاوے تو کچھہ خوف نکر اور منجنیق پھینکنے سے باز نرہ حصین بن نمیر اوسکی
وصیت کے موافق چونسٹھہ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور
منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکے لکھا ہی کہ ان لوگون کے ساتھہ ایک شخص تھا کہ اوسنے
اپنے نیزے کے سر پر آگ لگا لی تھی یکایک ایک ہوا تیز ایسی چلی کہ کعبۃ اللہ مین
اوس سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پہنچی کہ مرض ذات الجنب
مین جہنم واصل ہوا یہ خبر پہنچتے ہی پریشانی اہل شام اور بنو امیہ مین پڑ گئی سب کے سب سریع ا
اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہار شنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین ذیحجہ
سنہ تریسٹھہ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو سنہ چونسٹھہ مین اور قتال مکہ اور پتھراو کرنا
بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ
ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے
خبر دی ہی ظہور نار حجاز ہی کہ اوس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اوسکا ظاہر ہونا دلالت
کرتا ہی اوس مین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے مین ڈرانا
تھا برے لوگون کا اور خاص اس بلدہ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہ مین رحمت
اور شفاعت کی جگہہ ہی ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہوگا اور بعد
ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریای رحمت نے اوس نار
غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتدای سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ سے تیسری جمادی الآخرہ
تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلے آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور سارے گھر
اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسرے ماہ مذکور کو
بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جسمین قلعہ
ہو برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہی اور جس پہاڑ تک پہونچتی ہی

اوسکو جلا کر راکھہ کر دیتی ہے اور راکھ کی طرح پگھلاتی ہی اور
بادل کی طرح گرجتی ہی اور دریا کی طرح جوش مارتی ہی اور گویا اوسمین سے نہرین سرخ او
نیلی نکلتی ہین اور مدینۂ منورہ کے قریب پہنچتی ہین اور ساتھہ اسکے ایک ٹھنڈھی ہوا بھی
اوس طرف سے مدینے کی طرف آتی ہی قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے
ہین اوس آگ کی روشنی سارے اطراف جنگلون مین پہیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ
سے ایسا روشن تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہی اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام
کرتے تھے اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہو گئی تھی بعضون نے
مکۂ معظمہ مین اس آگ کی روشنی دیکھی اور ینبع و بصرہ مین بھی دکھائی دی بمصداق حدیث
مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی
سے اونٹون کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دکھائی دیا مورخین لکھتے
ہین کہ طول اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم
سیل کی طرح چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جلتے پتھر گل گئے
تھے وہ سب ملکر سد راہ ہو گئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور
مواشی گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی کہ اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ
کو تشویش دیتے تھے اس سد عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا بیت تو مپندار
کہ در کار خداوند خطاست * زانکہ او ہر چہ کند عین صلاحست و صواب * حاصل کلام یہ ہی
کہ عجائب اس آگ کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے
عجائب احوال سے یہ ہی کہ پتھر کو کھا لیتی تھی لیکن درختون مین کچھہ اوسکا اثر نہوتا تھا اور کہتے
ہین کہ امیر عز الدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے
مجھکو اور ایک اور شخص کو میرے ساتھہ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار قریب
اوس آگ کے پونہچے کچھہ ہمکو اوسکی حرارت محسوس نہوئی ساتھہ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی
چلی جاتی تھی مین نے ایک تیر اپنے ترکش سے نکالکر اپنا ہاتھہ اوس طرف دراز کیا
سب تیر کے پہل جل گئے اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات

سننے سے میرے ذہن مین ایک معنی اور پیدا ہوے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختون کو
آثار محترم نبوی سے ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے
حرم کی تعظیم اور رعایت ادب کا حکم فرمایا ہی لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اوس آگ کی شدت
حرارت سے کسی کو نزدیک جانے کی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی
موجین اور ہیبت کی فوجین پہنچی تھین اور بھی وہی کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص نہایت
معتبر سے سنا ہی کہ وادی مین ایک بڑا سا پتھر پڑا تھا آدھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا
اور آدھا باہر باہر کی الٹک کو آگ کھا گئی اور نصف داخل تک جو پہنچی تو بجھہ گئی اوس وقت اہ
مین جو جمال مطری لائے ہین اور کلام قسطلانی مین ظاہر اضافات معلوم ہوتا ہی سید علیہ الرحمہ
فرماتے ہین کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول کے لائق ہی اسواسطے کہ وہ اوس زمانے والون
سے ہین کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے مشاہدے سے معلوم کیا ہی اور ایک کتاب بھی
اونھون نے اس آگ کے احوال مین بکمال تفصیل سے لکھی ہی اور پتھر کا آدھا جلنا اور
آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی کہ
بعد کتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمہ اللہ لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہی
جبکہ یہ آگ اللہ تعالی کی آیات اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے ہی تو ہوسکتا ہی
کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعددہ پر احوال مختلف ظاہر ہون یعنی بعضون کو اسقدر
گرم معلوم ہوئی اور بعضون کو اونسی سرد یہ بات چندان غریب نہین اور اللہ تعالی کی
قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھہ عجیب نہین واللہ علی
کل شیء قدیر آگ کے نہ تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام متفق ہین
لکھا ہی کہ قاضی اور امیر مدینہ منورہ سب اہل مدینہ کے ساتھہ جمع ہوکر خدای تعالی کی درگاہ
مین تضرع اور زاری مین مشغول ہوئے اور رد مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی اور
بردے آزاد کیئے تاکہ دریای مغفرت الہی جوش مین آئے اور شب جمعہ اور شنبہ کو سب
مدینے والے لڑکے بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوئے اور گرداگرد حجرۂ شریفہ
کے برہنہ سر ہوکر حق تضرع اور عاجزی اور زاری بجالائے حق سبحانہ وتعالی نے اپنے

حبیب کی برکت سے اوس آگ کا شمال کی طرف مُنہ پھیر دیا اور اس بلدۂ عظیمہ والون کو
اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلاب آگ کی جو سارے جنگلون مین پھیلی تھین وہ بھی اوسی
طرف کو پھر گئین اس آگ کے ٹھہرنے کی مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی
اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوسکی روز جمعہ چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز
یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اس مدت کا باون روز ہوتے ہین ان دونون حکایتون
مین بھی مخالفت ہی ولیکن لکھا ہی کہ چندروز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوئی تھی اور
کبھی ویسی پست ہو سکتا ہی کہ قسطلانی نے غلبے کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے
بجھانے اور بے نشان ہوجانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دارالابرار
مین ظاہر ہوئی اور حضرت سید مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ
اور کوئی آفت اوسکو نہ پہنچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے
اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات
غرق ہوئے اور بڑی بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ نکلنے سے دوسرے سال کے
شروع مین مدینۃ الاسلام بغداد مین ایک قیامت کبری قائم ہوئی یعنی لشکر تاتار نے
خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہی کہ ایک
مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین
گھوڑون کے نیچے روندوائین اور مدرسہ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر
رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہوگیا اور آگ
اسطرح کی لگی کہ دارالخلافۃ اور اکثر مقامات اور مقبرہ اصافہ مدفن خلفای بغداد اور بڑے بڑے
مکانات برمکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے
خلافت خلفای عباسیہ منقطع ہوگئی وَلِلّٰہِ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ لَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ
اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہی کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے
بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تا کہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کنہ
دریافت کرنا طاقت بشری سے باہر ہی اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے

مصرع کند ہر چہ خواہد بر و حکم نیست + لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ[له]
اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالم قدرت سے اور پردۂ اسباب عادی کے باہر سے
اوس سے مدینۂ منورہ کا بچ جانا کمال اوسکے شرف و امتیاز کو ظاہر کرتا ہی لیکن اسباب
عادی چونکہ موضوع اس واسطے ہین کہ مسببات اوسپر مترتب ہون تو ظہور اوسکے آثار
کا چندان غریب نہین ہی جیسے غیر عادی سے غریب ہی اور اسی واسطے اگر کوئی آدمی
انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے
معجزے سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجۂ نبوت او رمرتبۂ ولایت
کے ثابت ہونے مین قدح نہ کرے گا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے
ناطق ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے کہ یہ پردۂ غیب سے ہی اور دائرۂ اسباب کے باہر ہی

باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار
کیا تھا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت
وہان کون لوگ رہتے تھے علمای سیر اور تواریخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسّی آدمی تھے
وہ اطراف بابل مین ویسے دن بارہ فرسخ کے پھیلاو مین اوترے بعد توالد و تناسل کے
ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سبنے مل کر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا پادشاہ
کیا پھر جب ان لوگون مین کفر اور کافری شروع ہوئی سب کے سب متفرق ہوئے
ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہو گئین پس اوس جماعت نے کہ سام
بن نوح کی اولاد تھی اللہ تعالی کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی اور مدینۂ منورہ کی
زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اونھین نے کی اور کھجور
کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق
بن ارفخشذ بن سام بن نوح کی اولاد تھے اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال
وغیرہ مین بہت ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین
اور عمان اور حجاز کے شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابر ہین اور مصر کے

[له] یعنی نہ سوال کیا جاتا اوس سے جو کچھ کرتا ہے اور وہ سوال کیے جاتے ہین ۱۲

فرعون ہیں اونھیں سے کہ ذریات ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اونکا پادشاہ ہوا اور
عمرین اونکی دراز اور عیشین انکی فراخ ہوئین یہانتک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک
صورت جنازے کی نظر نہ آتی تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے
اس سرزمین پر یہودی رہنے لگے علمای تاریخ اسباب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے
مین یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا سبب ہوا رزین رحمہ اللہ کہ بڑے علمای
حدیث سی ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان
بن عبد اللہ بن حنظلہ غسیل سے سنی اوسی کے مطابق ایک اور حدیث بھی بواسطہ
ایک قرشی کے بانی عبد اللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر جسکہ مادہ اتفاق کا صورت
اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اسطور پر ہی کہ جب حضرت
موسی علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے ساتھ تھے
پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا تو چونکہ بلدہ نبی آخر الزمان کا ذکر
توراۃ مین سنا تھا ایک گروہ نے اونمین سے مشورہ کرکے حضرت موسی علیہ السلام
کی رفاقت چھوڑکر اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے
گرد رہا کرتے تھے اونکے ساتھ موافق ہوئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے
یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہی لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہی یعنی یہود
سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے
نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ ان بلاد مین پھیل گئے اور مکہ و مدینہ و حجاز وغیرہا اون کے
تصرف مین آگیا تو گناہ اونکا سو جھا حضرت موسی علی نبینا والصلوۃ والسلام نے بعد غرق
ہونے فرعون اور فتح بلاد شام اور ہلاک کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو
بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو مارنا باقی کا استیصال تام کرنا اللہ تعالی کی مدد سے
جب موسی علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اون لوگون نے بموجب حکم رسالت کے ساری
قوم کو پادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کرڈالا اون مین ایک جوان تھا اولاد ارقم
سے نہایت حسین جمیل اوسکی صورت دیکھکر بمقتضای طبیعت بشری اوسکے قتل مین توقف

گیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً انکے حاضر ہونے سے پہلے
حضرت موسی علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اوس سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے
لشکر والون نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف تھا اور سوا عورتون اور لڑکون کے
اوس قوم سے ایک متنفس بھی ہم نے زندہ نہین چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سنکر نہایت اونسے بیزار ہوئے
اور کہنے لگے کہ تم نے خلاف حکم پیغمبر کیا اس جوان کو بھی کہ اوسی عموم مین داخل تھا کیون نہ قتل کیا اب تمھاری
جگہ ہم مین نہین ہی تب لشکریون نے آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر ہم لوگون کو جہان سے
آئے ہین وہان سے بہتر جگہ اور نہ ملے گی پس یہ سب کے سب زمین حجاز مین چلے آئے
اور یہین رہ پڑے یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز مین یہود کے رہنے کی
اور بھی ابن زبالہ کہتے ہین اصح یہ ہی جو طبری نے کہا ہی کہ بنی اسرائیل زمین حجاز مین
بخت نصر کے واقعہ مین آئے جسوقت مین کہ بلاد شام مین اوس نے دخل کیا اور بیت المقدس
کو خراب کیا اور بعضے ارباب سیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب
بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا تو انھون نے مشورہ کر کر سوا عرب کیطرف
چلے آنے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پاک
اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخر الزمان ایسے صفات حمیدہ کے ساتھ کسی قریے مین
قری عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرمائے گا جب یہ لوگ شام کے شہرون سے
باہر ہوئے تو قری عرب سے جس قریے مین ایک شمہ بھی صفات قریہ محمدیہ سے پاتے تھے
وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح چلتے چلتے جب یثرب مین پہنچے یثرب کو سارے صفات
مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون مین ایک جماعت تھی اولاد ہارون علیہ السلام سے اونسے
یثرب مین رہنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اوسکے گرد و پیش خیبر وغیرہ مین ٹھہرے
اور رہے ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اس مضمون کا
لکھا دیتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو خبردار
اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منہ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہین بعد طلوع

آفتاب عالمتاب نبوت و رسالت کے مشرق بطحی سے انصار نے اوس نعمت کے لینے
مین چنانچہ تفصیل اسکی آگے آتی ہی سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا
اور نکال و وبال بدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشای قدرت ہی پہلے یہود انصار سے
نزاع کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہون گے ہم
اونکے ساتھ ہوکر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالی نے قضیہ بالعکس کردیا وہ سعادت
انصار کو ملی جسکے یہود متوقع تھے مصرع این کار دولتست کنون تا کرا رسد + بیت
سعادت بہ بخشایش داورست + نہ بر کفت زیادہ ی زور آورست + ابن شیبہ جابر رضی اللہ
عنہ سے حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام حج
ادا کرکے دیار شام کو متوجہ ہوئے اور راستہ اونکا مدینۂ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز
یہود سے یہود کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اوٹھا کر جبل اُحُد پر
جا ٹھہرے اس اثنا مین مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل
بادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہنچا حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر
ایک قبر کھودی اور کہا ای بھائی موت تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف
متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا وعلیہ السلام اپنی حالت زندگی مین قبر شریف کے
اندر جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام
اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوئے واللہ اعلم ف ۱ اکثر قبائل یہود کی سکونت باہر
مدینے کی مسجد قبا کے نواح مین تھی اور رنج و غم عیش سے گذران کرتے تھے کہ
باقتضای حکمت قادر ذو الجلال اَوس ۲ اور خَزرَج نے اون یہودیون پر چھاپا مارا اور انکا کام
تمام کیا **فصل** قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات کے اور قطع نظر
بیان اختلافات سے خلاصہ یہ ہی کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر
مورخین بیٹا سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن بن ارض سبا مین جسے
اللہ تعالی نے قرآن مجید مین بلدۂ طیبہ کر موسوم فرمایا ہی عیش اور خوشی سے گذرانتے
تھے اور مارب سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہی سب موضع اور قریے

باغات اور عمارات پر مشتمل متصل چلے گیے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافرونکو
اسباب سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہو تی تھی اور میوجات کی
کثرت اس درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے
سرون پر رکھکر ہاتھون سے رسیان بٹتے ہوئے درختون کے نیچے سے گذرتے اور
ٹوکریان اونکے بغیر ہلائے درختون کے میوجات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت کے ساتھ
جو تمہینے و و مہینے کی راہ تک طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمۂ واحد پر
متفق امن و امان سے رہتے تھے مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کی خمیر طینت مین داخل ہی اس نعمت
کی قدر نہ پہچان کر خدا سے درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہوجاے
تاکہ اونٹون اور گھوڑون پر سوار ہوکر ان منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زاد راہ
اوٹھا کے لے چلا کرین اس مین لطف زیادہ ہی قادر مختار جل جلالہ نے اونکی دعا کی قبولیت
مین بہت جلدی فرماکر لشکر قہر اونکے بلاد کی طرف بھیجکر اونکے انتظام امور عیش و آرام کو برہم
کردیا لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ سیل عرم کو کہ اوسکی تفسیر بعضے علما مطر شدید کے
ساتھ کرتے ہین اور بعضے سیل فقاز یس ملخ بار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور
وہ سد جو طول مین فرسخ در فرسخ تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبر عادی ہی
جسنے ساری ولایت مین کی سیلین روکنے کو باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا بن
یسحب ہی اوس سیل کے زور سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا کہ جس پتھر کو پچاس آدمی توت دار
اولٹ نہ سکتے تھے ایک ملخ اوس سد سے اوکھاڑ دیتی تھی نعوذ باللہ من عذاب اللہ اور
اولاد کہلان بن سبا اکابر و روسای یمن سے تھے اور اونمین سے عمرو بن عامر ماء السماء
رئیس اعظم تھا اوسکی زوجہ طریقۂ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوسنے اپنی کہانت سے بعضے علامات
اور آثار سد ٹوٹنے کے دریافت کرکر پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی اوس دیار سے
نکل جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلجانا معیوب سمجھکر اوسنے
ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانہ جلای وطن کا ہوجاے ایک یتیم کو برسون اسنے اوسے پرورش
کیا تھا خلوت مین بلاکر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوسوقت تو مجھ سے

عذاب میرا البتہ سخت ہے

کسی بات پر جھگڑنا اگر مجھسے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت کا نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ میرے
ساتھہ پیش آنا کہ مجھکو جلای وطن اختیار کرنے مین عذر صریح ہاتھہ لگ جاے اور بی سبب
چلے جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اوسکے ایک دن سب روساے قبیلہ کی دعوت
اور سب کے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے
زیادہ سخت کہا بلکہ ایک طپانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین اس دیار
مین ہرگز نہین رہنے کا جب یتیم دست پرورده کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہمکو کیا امید
رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے
حسد کی جہت سے اوسکے نکل جانے کو غنیمت جانکر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو
نے پانچ کر اپنے تیرہ بیٹون کو کہ سب طریقہ حمیریہ کے بطن سے تھی اور ایک گروہ کو اولاد
کہلان بن سبا سے ساتھہ لے کر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق و ہلاک سیل عرم سے
بچ گیا باقی جتنے وہان رہ گئے سب ہلاک ہوئے یقین ہی کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا
کہ اوس سے انصار سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِنْ تَنْصُرُوا اللهَ
يَنْصُرْكُمْ القصہ عمرو بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی
مدح وثنا بیان کی اون مین سے ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر
اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ ثعلبہ بن عمرو جد اعلی اوس وخزرج ہی ملک حجاز اختیار
کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا بعد چندے جب اولاد و تابعین اوسکے بکثرت ہوئے تو
یثرب مین آکر قوم یہود مین بود و باش اختیار کی اور اونکے ساتھہ میل جول پیدا کیا اور
آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک دوسرے کی ایذا کا خواہان نہو گا اس طور پر رہنے سہنے
لگے انھین اوس وخزرج کو بھی اللہ تعالی نے ثروت عنایت فرمائی وہ باعث حسد
حقد یہود نے بہبود ہوا قریظہ ونظیر آخر کو عداوت پر مستعد ہوے اور قسم توڑنے مین
کچھہ حیا نہ کی اور نے حد وحساب اونپر ظلم کیے جب اوس وخزرج اونکے ہاتھون بہ تنگ
آئے تو ابو جبیلہ کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے ایک لشکر عظیم لا کر اوس وخزرج کا
انتقام یہود سے لیا اور سارا مال و اسباب یہود کا اونکے حوالے کیا پھر اپنے سر سے سے

عرم
اگر دو ذکر کی بند
وہ بن حضرت کی بند
سے کا نام مکمل

عمر ابو جبیلہ
اوس وخزرج
سی نہ عرصے
شام اور شام
سی طرف جانے
سی شاہ شام
پادشاہ شام
ہو گیا تھا

اوس و خزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنی طرف شمال و جنوب مین مستقل ہوکر اور صدمۂ نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کرکے آپس مین باقتضای علاقہ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر کو اوس اور خزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت مبدل بجدال ہوگئی اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالی وتقدس نے سلطان انس و جان سید کون و مکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے درمیان اپنے فضل و کرم سے بھیجا وہ سب مسلمان ہوکر حضور کی برکت صحبت سے آپس مین ایسے موافق ہوے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اوسکا قالب چنانچہ آیۂ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ الآیہ اونکی محبت سے خبر دیتی ہی اور یہ بدل جانا عداوت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہی خواص زمان اعجاز نشان سید زمین و زمان صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت ہی انصار کے رہنے کی اس دار الابرار مین جیسا کہ معروف اور مشہور ہی اور اخبار غریبہ سے یہ ہی کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہی کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور راہ اوسکا گذر مدینۂ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے مین اپنی جگہ بٹھایا آپ شام اور عراق کی طرف متوجہ ہوا ایہان کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بد عہدی کرکے مار ڈالا تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب مین آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینے پر آیا اور جہان تک اوس سے ہوسکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی مین مارا گیا تو اوسنے قسم کھائی کہ جبتک اس شہر کو خراب نکرے قدم آگے نہ بڑھاوے بعضے علمای یہود نے اوسکے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کی حفظ اور حمایت مین ہی اسکو کوئی خراب نہین کر سکتا ہمنے اپنی کتابون مین اسکی تعریف پڑھی ہی اور نام اسکا طیبہ ہی اور یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہی تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا اور ایک جماعت احبار کے ساتھ مین کی طرف

متوجہ ہوا اور راجا کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سن سن کر اپنے دل مین آپ کی طرف سے
انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہین کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک
گھر بنوایا اور چارسو علمای تورات کہ اوسکے ساتھ تھے اور اوسکی رفاقت چھوڑکر حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینے کا رہنا اختیار کیا تبع نے ہر ایک کے واسطے
ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت سا مال دیا اور ایک خط لکھکر
اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس مین یہ دو بیتین بھی تھین
ابیات شَہِدتُ علی احمدَ انّہٗ رسولٌ من اللّٰہِ باری النسم + فلو مُدَّ عمری
الی عمرہٖ لکنتُ وزیرًا لہٗ وابنَ عم + خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین جو سب سے
بڑا تھا اوسکو سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی
مین پہنچا دے اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جسوقت آپ یہان تشریف لاوین اوس
گھر مین اوترین اور ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس
گھر کا متولی کیا اور مدینے مین جن لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور
نصرت کی وہ سب اونھین علما کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
تشریف لیجانے کے وقت تک ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین
پہنچایا واللہ اعلم **باب چو** ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوۃ
والتسلیمات مین حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے جب شدت
عداوت قریش ملاحظہ فرمائی اور یہ بات حضرت نبوی کو معلوم ہوئی کہ جبتک اللہ تعالی
کسی دوسری قوم کو ہماری مدد کے واسطے برانگیختہ نکرے گا یہ لوگ احکام آلہی کو قبول
نہ کرینگے تو آپ کارسازی آلہی کے اس باب مین خواہان وجویان ہوئے اور اسی
جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف
لیجاکر اظہار دین اور تبلیغ رسالت آلہی فرماتے کہ شاید اونمین سے کسیکو سعادت ملے
اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس نعمت کے حاصل کرنے مین توقف

کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال خوب جانتی ہین اور سب سے
زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہی اس اثنا مین
قبیلہ بنی عبد الاشہل قریش کے ساتھہ عہد باندھنے کو مدینے سے مکے کو آئے حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے اُنکو بھی اسلام کیطرف بلایا ایک جوان
اون مین سے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ ای قوم اس مرد کے ہاتھہ پر
بیعت کرلو قسم خدا کی یہ عہد بہتر ہی اوس عہد سے جو قریش کے ساتھہ باندھنا چاہتے
ہو اور یہ کام اہم ہی اوس کام سے جسکے لیے تم آئے ہو دوسرے شخص نے کہ اوس
قوم کا رئیس تھا درمیان مین کھڑے ہوکر لوگون کو قبول کرنے دعوت پیغمبر سے منع
کیا سب لوگ اسکی ڈر سے چپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ قریش کے
ساتھہ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گیے ایاس بن معاذ نے اس جہان فانی سے
رحلت کی بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے
موافق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کی کارسازی فرمائی کہ جماعت اوس و خزرج
موسم حج مین مکہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون پر
اپنی نبین ظاہر فرماتے تھے اس جماعت کی طرف سے گذر ہوا انکو دیکھکر فرمایا کہ نہ آخر
تم لوگ موالی یہود مدینہ سے ہو کہا اون لوگون نے ہان کیون نہین فرمایا بیٹھہ جاؤ
ہملوگ تمسے کچھہ کہنا ہی وہ بیٹھہ گئے فرمایا پروردگار تعالی نے مجھکو خلق کیطرف رسول کرکے
بھیجا ہی اور مجھپر ایک کتاب نازل فرمائی ہی اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پہنچانے سے
مانع ہی اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پہنچو اونھون نے
یہ کلام سعادت انجام سنکر ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان
ہی کہ یہود ہمکو اوسکے ساتھہ ڈرایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج کل مین آفتاب رسالت
چمکا چاہتا ہی اور ہم اوسکے سایۂ حمایت مین آکر تمکو ایسا مارینگے جیسا عاد نے ارم کو
مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہووین اوس و خزرج نے بیعت اسلام
کی اور مددگاری سید انام کا عہد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے اس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین

کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہی واقع ہوئی اب اوس جگہ ایک مسجد
بنی ہی کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور و ایمان تا زہ
مشتاقین کے دلون مین پیدا کرتا ہی اور قول صحیح پر یہ ہی کہ اصحاب عقبۂ اولی چھہ آدمی
ہین اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اونھین مین سے ہین اور
بعد اسکے کہ یہ جماعت مدینۂ منورہ مین پہنچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا
ذکر مدینۂ منورہ مین گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر اور کوئی مجلس انصار کی ایسی نہ رہی کہ
اس ذکر سے منور و معطر نہو گئی ہو دوسرے موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت
اور عویم بن ساعدہ اونمین سے ہین اونھین چھہ مذکور کے ساتھہ نزدیک اوسی عقبہ
کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس
زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سوای توحید و نماز کے کوئی چیز واجب
نہ ہوئی تھی اور بموجب اونکی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن
و فقہ دین کی تعلیم اور جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا حضرت مصعب نے
مدینے مین پہونچکر اون بارہ آدمی کے ساتھہ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھہ
اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اول جمعہ تھا جو مدینۂ منورہ مین
قائم ہوا بعد اسکے دعوت اسلام اور احکام شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوئے یہانتک
کہ ایک دن ایک باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سناتے
اور احادیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد[1] بن معاذ کو پہنچی وہ نیزہ
ہاتھہ مین لیے کہ باغ کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اور وعد او وعید جو رئیسون کا
رسم ہی ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ نئے دین کو نون کو بیراہ کرتا ہی ہمارے دروازے
کیون آوے اور وہ باتین جو کسی نے کبھی نہین سنین کیون کہے اگر بعد اسکے یہان آوے گا
تو اپنی سزا پاوے گا اس کہنے کے ساتھی وہ جماعت منتظمہ برہم ہوگئی دوسرے دن
پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھہ اوس جگہ کے قریب دعوت
اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پہنچی سعد بن معاذ آج بھی

[1] لہ سعد بن معاذ و اسید بن حضیر خالہ کے بیٹے اسعد بن زرارہ کے تھے ۱۲

اگرچہ منکر آسے لیکن اونہی گرمی کے ساتھہ اسعد بن زرارہ کچھہ اونکو نرم پاکر پاس آکر کہنے لگے کہ
ای میری خالہ کے بیٹے پہلے تو سن کہ یہ مرد کیا کہتا ہی اگر کوئی بری بات کہتا ہی اور لوگون کو
گمراہ کرتا ہی تو تو بچھہ اوس سے بہتر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہی تو تو
اوسکو برا نہ کہہ اور اوسکے یہان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہی کہ مصعب بن عمیر
نے یہ سورہ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰم ۝ والکتاب المبین ۝ انا جعلناہ
قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ۝ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ۝ افنضرب عنکم
الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین ۝ وکم ارسلنا من نبی فی الاولین ۝ وما یاتیہم
من نبی الا کانوا بہ یستہزءون ۝ فاہلکنا اشد منہم بطشا ومضی مثل
الاولین ۝ سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سنتے ہی بے تاب ہوگئے اگرچہ فی الحال
شہادت ظاہر نہ کی لیکن دل نور ایمان سے منور ہو گیا وہان سے اپنی قوم کیطرف آئے اور
سب بنی عبد الاشہل کو بلا کر اسلام ظاہر کیا اور اون سبکو دین اسلام کیطرف دعوت
کرکے کہا کہ جس کسی کو تم مین سے اس بات مین شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اس سے بہتر لا دے
ہم دیکھین کیا لاتا ہی واللہ یہ ایک ایسا امر ہی کہ جانین اوسپر فدا ہون اور سر اوسکی راہ مین
جائین اور کہا ای اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجے کا عاقل جانتے ہو
سب نے کہا انت سیدنا وافضلنا اونھون نے کہا تو مجھپر تمھاری قوم کے مرد
وعورت سے بات کرنا حرام ہی جبتک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے بفضل اللہ
خوب اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نہ رہا کہ نور اسلام سے مشرف نہوا ہو بڑے بڑے
اشراف سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوئے والحمد للہ علی
ذلک **فصل** مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرما کر موسم حج مین ایک
بڑی جماعت انصار کے ساتھہ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنیکے شوقین
تھے حجاج مشرکین کے قافلے مین مکہ معظمہ مین پہنچے اور جناب سید کائنات علیہ
افضل الصلوۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ساتھہ اکٹھا ہونے کا
ایام تشریق کی راتون سے بیچ کی رات مین وعدہ ہوا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد

گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چھپکے نکل کر عقبہ کے پاس
والے پہاڑ کی گھاٹی مین سب کے سب جمع ہو کر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر بیٹھے تھے جناب سید الاولین والآخرین حبیب رب العالمین
علیہ الصلوۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو ساتھ لیکر تشریف لائے
عباس کہ اوس وقت تک شرف اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ ای قوم
جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے
انکو منع کیا ہماری بات نہین سنتے اور تم لوگون کے جمع کرنے سے باز نہین آتے
اب اگر تم کو عہد کو وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہی تو بہتر اور نہین تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان
نہو جاؤ اور ہمکو زینہار اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سنا اور
جانا ای عباس جو کچھ تم کہتے ہو یا رسول اللہ اب آپ کیا فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے
باب مین اور اپنے پروردگار کے باب مین ہم سے آپکو لینا منظور ہو لیجیے بسم اللہ
حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات نے چند آیتین قرآن مجید کی پڑھین اور دین
اسلام کیطرف رغبت دلائی اور فرمایا کہ خدا کا عہد یہ ہی کہ اوسکی عبادت کرو اور اوسکے
ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہی کہ خدا کے احکام پہنچانے مین میری حمایت
واعانت ونصرت کرو اور جو شخص اس کام سے مانع آوے اوس پر جہاد کرنے سے باز
نرہو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ باپ داوے کے وقت سے
ہمارا کام لڑائی اور قتال ہی لیکن ہمارے اور یہود کے درمیان مین قسما قسمی اور مواعدہ ہی
اب ہم اوس سبکو قطع کرتے ہین ایسا نہو کہ آپ پھر اپنی قوم کیطرف رجوع کرین اور
ہمکو اکیلا چھوڑ دین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماکر فرمایا کہ ایسا نہو گا مین
تم سے اور تم مجھسے ایسے ہوگے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن ساتھ بدن کے
زندگی میری تمھارے ساتھ ہو گی اور موت بھی میری تمھارے ساتھ اونھون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جائین اور جان اور مال اپنا
سب آپ پر فدا کرین تو اوسکی جزا کیا ہی فرمایا جنّٰتٍ تجری من تحتہا الانہار

اونھون نے کہا ؎۱ نبایعک یا رسول اللہ ابسط یدک فقد بایعناک
اس بیعت کو بیعت کبری کہتے ہین اور بعضے ارباب سیر اسکا نام عقبہ ثانیہ رکھتے ہین
مگر سیاق کلام سید علیہ الرحمہ کا جیسا مذکور ہوچکا ہی مقتضی اسبات کا ہی کہ اس عقبہ کا نام
عقبہ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار عالی مقدار نے بیعت کرچکے تو آیۂ کریمہ
؎۲ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ نازل ہوئی
بعد اسکے آپ نے اون تہتر آدمیون کے بارہ فرقے کیے اور ہر فرقے کا ایک ایک
محافظ اور نقیب ٹھہرایا کہ اونکے احوال کی محافظت کرتا رہے تو اونکے امور دنیوی
اور دینی سب درست ہوجائین اور یہ بارہ نقیب رؤسای انصار ہین اونکے صفات
اور احوال کتب اسماء الرجال مین مذکور ہین اس درمیان مین ایک انصاری نے عرض
کیا کہ یارسول اللہ اگر آپ فرمائیے تو ہم سب مشرکون کو کہ آج منا مین جمع ہین مار ڈالین اور
کوئی اون مین سے باقی نرہے فرمایا ؎۳ لم اومر بذالک بعد اسکے وہ سب اپنے اپنے
خیمہ گاہ مین جاکر ٹھہرے پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے
حضور مین عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لیچلین اور
ہمارے ملک کو سرفراز فرمائین تو زہی قسمت ہماری ہم سب طرح تابعداری کرینگے
جو آپ کا حکم ہوگا اوسکے بجالانے مین کسی طرحکا عذر نہ کرینگے فرمایا مجھکو
اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین
نہین ہوئی جس وقت اللہ تعالی جہان جانے کو حکم فرمائے گا وہان جاؤنگا یہ فرمایا
اور انصار کو وداع کیا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ انصارہ واشیاعہ اتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

باب پانچوان بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام مین

کہ مکۂ معظمہ سے مدینۂ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار
قول و قرار کرکے اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والسلام
باب اختیار ہجرت و تعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو
پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے

؎۱ یعنی بیعت کرتے ہین ہم اللہ یا رسول اللہ بسط کیجئے ہاتھ اپنا پس تحقیق ہم نے بیعت کی تمہاری ۱۲
؎۲ یعنی تحقیق اللہ تعالی نے مول لیا مسلمانون کی جانون اور مالون کو بعوض اسکے کہ اونکو ہے جنت ۱۲
؎۳ یعنی مجھکو اسبات کا حکم نہین دیا گیا ۱۲

ایک ہجر پلا و بحرین سے دوسرا قنسرون زمین شام سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد
اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد ہونے کی تعیین مین ابتک توقف تھا
کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی طرف رخصت فرمایا بعد چند روز
کے اکثر صحابۂ کرام مدینہ کیطرف راہی ہوئے مثل عمر بن خطاب زید بن خطاب حمزہ بن
بن عبد المطلب عبد الرحمن بن عوف وطلحہ بن عبد اللہ وعثمان بن عفان وزید بن حارثہ
وصہیب رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ
معظمہ مین صحابہ سے سوای حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نرہا یعنی صحابۂ کرام مین سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برآمد ہونے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ نہ نے معذوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات
مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دن پر دن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا دیکھہ دیکھکر حسد وعداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابۂ کرام کی رحلت سے مدینہ
کی جانب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اونکو یقین ہوا اور سمجھے
کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہین تو آپ کے باب مین سبکے سب
مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوئے اون سبکا سرگروہ ابوجہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی
آکر انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج مین دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا
مشورہ دیا ابوجہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین انکے
ہاتھون مین دے کر ایکبارگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم
کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہو جائے یہ اسی
حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پہنچا کر اون
اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالی وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ
اَوْ یُخْرِجُوْكَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
اس حال پر مطلع ہوکر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد ہجرت کیا عبد اللہ

بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت مین اس آیت سے
تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ
مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات کو
ہماری خوابگاہ مین لیٹین تاکہ مشرکین دھوکھا کھاکر حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون
اور اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے
امانات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد دیانت وامانت سے سونپا کرتے تھے پھیر
دین بعد اسکے حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کے پاس آکر قصد ہجرت سے انکو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول
اللہ ابوبکر بھی غلامی کرتا چلے فرمایا ہان ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ
تھے کہ چار مہینے سے انکو خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس لائے کہ حضرت ایک کو اونمین سے قبول فرمائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے قبول فرمایا مگر بشرط بیع بیس آٹھ سے درہم کو اون نے ایک ناقہ خریدا اور شاید
حکمت ناقہ کے خرید کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے استعانت
کرین چنانچہ خلاصۂ آیہ وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا اس طرف ناظر ہی اور نام
اس ناقے کا بقول صحیح قصویٰ تھا اور ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل
سے کہ اسکا نام عبداللہ بن اریقط تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور حفظ اسرار
مین مشہور تھا باجرت ٹھہراکر ارشاد فرمایا کہ تین دن کے بعد دونون اونٹون کو جبل ثور
پر حاضر کرے اور یہ ابن اریقط بھی دین کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام اسکا
معلوم نہین ہوا واللہ اعلم پھر حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا مین تشریف لائے ہنوز بر آمد نہوے تھے کہ سارے قریش
ہجوم کر کے دروازۂ دولتسرا پر آکر کھڑے ہو گئے اور اونھون نے چاہا کہ اوسی وقت
وہ صاحب کے سب شقاوت ابدی مین گرفتار ہو جائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر مبارک

سر مبارک پر ڈال کر برامد ہوئے ابو جہل لعین نے ہنسکر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر
تم لوگ ہمارے دین کے تابع ہو تو ملک عرب و عجم تمکو مل جاے اور بعد موت کے
بہشت برین تمھاری جگہہ ہو اور اگر میرے تابع نہو گے تو دنیا مین میرے ہاتھہ سے
مارے جاؤ گے اور آخرت مین دوزخ تمھارا گھر ہوگا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہان مین کہتا ہون ایسا ہی ہوگا اور تو بھی ایک اونھین دوزخیون مین سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی
خاک اونپر پھینکی اور اول سورہ یسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک اور آیہ کریمہ
وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا
پڑھکر اونکے سامنے سے نکل کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لاکر
کھڑکی کیطرف سے برآمد ہوکر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اسی درمیان مین ایک
شخص نے جماعت کفار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کسکا انتظار کرتے ہو
وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمد کو شہید کرین اوسنے کہا وای تم پر یہ محمد نہ تھا
جو تمھارے آگے سے نکل گیا یہ سنکر ابو جہل لعین اور سارے اوسکے ہمراہی خاک مذمت
اپنے سرون پر ڈال کر چلے گیے صبحکو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا
صاحب کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ اور برآمد ہونا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بیعت عقبہ سے اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاول
کو پنجشنبہ کے روز واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہی کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون
روایتون مین اس طرح پر توفیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور
غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو
سوا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے
کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہی کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما ہر روز حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین
پہنچاتے بہت مشہور روایت یہ ہی کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے
مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور

تفصیل اون معجزات کی جو کے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پہنچنے تک
ظہور مین آئے مثل اس بات کے کہ غار کے منہ پہ مکڑی نے تانا تنا اور کبوترون نے
انڈے دیئے اور کفار نے اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے
گھوڑے کا پاؤن زمین مین دھس گیا اور ام معبد کے یہان آپنے تشریف لا کر دبلی
بکری کا جسکا دودھ خشک ہو گیا تھا دودھ دوہا اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس
کیطرف سے غیب کی آوازین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وسلامت و صفات
کمال پر دلالت کرتی تھین سنین کتب احادیث اور سیر سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ
یہان مقصود اصلی مدینہ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہی اسواسطے بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات
جو قصہ ہجرت مین منقول ہین ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہین
کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے بریدہ اسلمی ستر
آدمیون کے ساتھ کہ باشارہ کفار قریش معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اوسکے
عوض مین سو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہی
اور تیرا کیا نام ہی وہ بولے میرا نام بریدہ ہی آپ نے بطریق تفاؤل اس نام کے مادے
سے کہ بر دوت ہی اور خبر دیتا ہی سلامت وجمعیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
سے فرمایا قد برد امرنا وصلح پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہی وہ بولے اولاد اسلم سے
فرمایا خیر وسلامت ہی پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا اولاد سہم سے فرمایا پایا
تو نے اپنا سہم یعنی اپنا حصہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے آپ سے پوچھا کہ تم
کون ہو فرمایا کہ مین ہون محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان
لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اور وہ ستر آدمی بھی جو اونکے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا
چاہیے ہو اور اپنا عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے
اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس سعادتمند کے گھر کو مشرف فرمایئے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی

میری اونٹنی ماموراہی جہان بیٹھہ جائے گی وہین اوترونگا بیت رشتہ در گردنم افگندہ دوست
می بردہر جاکہ خاطرخواہ اوست بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو
گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اس منزل مین حضرت کے ساتھی فوکش ہوئے اور دو جوڑے سپید
ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا حضرت ابوبکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کئے اور
اوس طرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب و روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبحکو
مدینے کی بلندیون پر کھڑے ہوکر طلوع افتاب جمال محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب
گرم ہوجایا کرتا اپنے اپنے گھرون کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھرون کو پھر آئے تھے
کہ یکایک ایک یہودی اسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر
گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھے پکارکر کہا کہ تمھارا مقصود اور مقصد آگیا **غزل**

اینک آن سروخرامان میرسد
کز پی درد تو درمان میرسد
در دل افسردہ روحی میدمد
کز برایت آب حیوان میرسد

اینک آن گلبرگ خندان میرسد
شوق کن ای بلبل گلزار عشق
مردہ تن افسردہ جان میرسد
دور شو ای ظلمت شام فراق

شاد باش ای خستہ ہجران بلا
کان گل نواز گلستان میرسد
تازہ باش ای تشنۂ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو
باہر نکلے پہلے آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف
مین دوشنبہ کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ
دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت
و نبوت و ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اسی دن مین واقع ہوا جیسا
ابن جوزی شرف المصطفی مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا
بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان
عدالت شان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محرم کے مہینے سے باتفاق رای جناب ولایت مآب
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز
اور ایک روایت پر زیادہ اس سے حضرت نے اسی مقام مین تشریف رکھکر مسجد قبا کی بنا ڈالی

اور مدت اقامت مین اسی جگہہ نماز پڑھاکئے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے تفاوت
سے کہ مکۂ معظمہ مین امانات پھیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر صحیح
مین آیا ہی کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابو بکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول
تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے چہرۂ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک لیکر
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے اور یہی روایت مین آیا ہی کہ اوس دن
بعضے آدمیون کو بسبب ازدحام خلائق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابو بکر صدیق رضی
ہین اور قرینہ اوسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ لوگون سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور
اونکی ایک سی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ
کے واسطے چادر مبارک اپنی اوٹھاکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے

فصل بعد اوس مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف
الروایات جمعہ کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
داخل مدینہ مین تشریف لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ و سوار مجتمع ہوکر ہتھیار
باندھکر آپ کی رکاب مین چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر
ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگون سے شاید کچھہ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری
جگہہ تشریف لیے جاتے ہین فرمایا کہ مجکو قریہ آکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور
رہنے کا حکم ہی پھر جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے
اس بات پر امید باندھی کہ سلطان کون و مکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص اپنے اپنے
دروازے پر کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین تو ہم آپ کی بڑی
خدمت کرینگے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہی جہان بیٹھہ جائے
وہی میرا قرارگاہ ہی اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہی جہان قبیلۂ بنی سالم رہتا تھا
پہونچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبۂ بلیغہ متضمن ترغیب و ترہیب

اوا فرما کر مسلمانون کے دلون کو نور سے معمور کیا اب وہی جگہہ مسجد جمعہ کر مشہور ہی بعد اسکے
آپ سوار ہو کر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوئے پھر اوسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی مہار تھام تھام کر
اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعای خیر
فرماتے ہوئے تشریف لیے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہہ جہان منبر
شریف نبوی ہی ناقہ نے اختیار بیٹھہ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی
کے وقت جو حالت پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے بیٹھنے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف نے انتہیا
وہان سے اوٹھکر ہی ہوئی اور چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھہ گئی ایک روایت مین آیا ہی
کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ
شریف سے اوتار کر آپ کی نظر شریف سے گذران کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِہٖ یعنی آدمی کی جگہہ وہین ہوتی ہی جہان اوسکا اسباب
رہے پھر آپ نے اونھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ
بیت مبارک منزلی کان خانہ را ماہی چنین باشد + ہمایون کشوری کان عرصہ را شاہی چنین باشد
پہلے ہم جہان ذکر نسب انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب رضی اللہ عنہ کا وہی ہی
جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ مین احبار یہود سے
ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفے مین نقل کرتے ہین کہ جب ناقہ مبارک
حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھہ لڑکیان بنی نجار کی دف بجاتی اور
گاتی نکلین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ + يَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ای قبائل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ
فرمایا واللہ مین بھی تمکو دوست رکھتا ہون رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ
جسوقت سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والثنا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان
انصار کی کوچہ و بازار مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ + اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت
اور مرد آپ کے تشریف لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَاءَ

دعون[له] ک الله اور حبشی لوگ موافق اپنی عادت کے خوشی مین آکر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس[عه]
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مجکو یاد ہی کہ جس دن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین تشریف
لائے آپ کے نور عالم آرا سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہو گیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت
ہوتا ہی اور جس روز اس جہان فانی سے آپ چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا جیسا بعینہ
آفتاب غروب ہونے کے وقت ہوتا ہی محمد بن اسحق حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپ نے
اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا اور مین اور میری والدہ اور میری
اولاد سب بالاخانے پر رہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے مان باپ تیر قربان ہون
مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اس بات کی ہی کہ سرور انبیا نیچے کے مکان مین ہین اور
ہم لوگ اوپر چڑھکر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہی یا رسول اللہ آپ بالاخانہ اختیار فرمائین
اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو رہنا بہت مناسب ہی کہ لوگ
ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین تم اور تمھارے
اہل کا اوپر ہی رہنا مناسب ہی ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن ہمارے رہنے
کی جگہہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اوس پانی کے جذب
کرنے کو اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے نہ دیا کہ مبادا یہ پانی نیچے
گرے اور آپ کے غلامون کو کچھ تکلیف پونہچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھ اور
نہ تھا دوسری روایت مین آیا ہی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور
التماس یہ ہی کرتے تھے کہ بعد چندے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اونکی عرض کو قبول
فرماکر بالاخانے پر تشریف لے گیے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اونکے اہل و عیال نیچے کے
مکان مین اوتر آئے اور بھی اونھین سے روایت ہی کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ
آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے بھیجا کرتے تھے ایک دن کسی نے ان مین سے کھانا پکانے
مین بہت تکلف کیا پیاز اور لہسن بھی اوس مین ڈالا اور حضور مین بھیجا آنحضرت صلوات اللہ علیہ

[له] رسول اللہ کے ۱۲

[عه] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے وقت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نو برس کے تھے ۱۲

اوسکو نوش نہ فرمایا اور مکروہ رکھا لیکن اصحاب کرام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل
تمھارے نہین ہون میرا ایک مصاحب ہی کہ اوسکو اسکی بو سے تکلیف ہوتی ہی مین نہین چاہتا
کہ اپنے صاحب کو تکلیف دون اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو
نوش نفرمایا مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یا لہسن حرام ہی فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے
سرگوشی رکھتا ہون اِس جہت سے اِسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ
نہین ہی حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ
جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ رکھین ہم کیونکر کھائین اور صحیح تر روایت سے
ثابت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات
مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین زیادہ اور کم بھی آیا ہی الحاصل جب حضرت
سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہوئی
تو ابو رافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور دو اونٹ دے کر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہما اور حضرت
ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ اونکے
عبد اللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہوئے تا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور انکی
والدہ ماجدہ ام رومان اور اسما بنت ابو بکر صدیق اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم
عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم جب حسب حکم
عالی اون حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان
شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت
رب العالمین مین مشغول ہوئے وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ مصرع مجاہدت
حسنت ہنوز آغاز می بینم + جب یہ نعمت انصار با وقار کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اونکی
ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نا بہبود نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح کی خباثتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے

اون مین سے کھل کر دشمنی کی اور جہان تک اون سے ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے مین
قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی یاسر بن اخطب کہ سب یہودیون سے عداوت
مین بڑھ گئی اور بکمال حسد مین گرفتار ہوئے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر
مین یہودیون سے مخالفت کرکے اسلام لائین تھین روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کی
نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جسدن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو وہ
دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت
مین حاضر رہے بعد اوسکے جب رات کو پھر کر آئے اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہوکر گرے
مین اپنی عادت کے موافق اونکے پاس گئی مگر وہ تھکاوٹ کے جہت سے میری طرف کچھ متوجہ
نہوئے اس درمیان مین میرے چچا نے میرے باپ سے کہا اھو ھو یعنی آیا یہ وہی
پیغمبر آخر الزمان ہی کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے باپ نے کہا نعم واللہ
پھر چچا نے کہا کہ خوب یقین ہی اسبات مین کہ وہی ہی کہا نعم واللہ انہ ھو یعنی ہان قسم
خدا کی یہ وہی ہی چچا نے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہی محبت یا عداوت
اوسنے کہا العداوۃ واللہ جبتک مین زندہ رہونگا اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا
پھر دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہانتک
کہ آخر کو دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہما اور بعضے یہودیون
نے حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھہرایا اونکے ساتھ ایک جماعت
اوس وخزرج بھی منافق ہوکر درکات جہنم مین پہنچے اور بعضے احبار اور علمای یہود کہ حق تعالی نے
ازل سے سعادت اونکے نام مین لکھی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور
یقین کیا کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہی چنانچہ عبد اللہ بن سلام اوسی روز
کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو ایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین
حاضر ہوئے اور اسلام لائے بیت مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم ؛ لاجرم روی ترا دیدم و
از جا رفتم + ولیکن حضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میرے اسلام
کی خبر پانے سے پہلے بلا کر میرا حال پوچھئے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمایئے

دیکھئے وہ میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کچھہ یہودیون کو بُلا کر فرمایا کہ ای گروہ یہود وای تم پر کہ مجھہ پر ایمان نہین لاتے باوجود اس بات کے
کہ تم مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقیناً جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم
تمکو نہین پہچانتے اور تمھارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبد اللہ بن سلام کے
باب مین کیا کہتے ہو وہ تمھاری قوم مین کس مرتبہ پر ہے کہا ھُوَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا
وَابْنُ اَعْلَمِنَا یعنی وہ ہمارا سردار و سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے
فرمایا اگر وہ مجھہ پر ایمان لاوے اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول کروگے
یا نہین انھون نے کہا ایسا ہوسکتا ہے کہ وہ تم پر لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے
حضرت سلطان زمن ہین زمان نے تین مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینون مرتبہ
اوسی طرح جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر
نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای قوم تم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول درحقیقت
مین خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیون منکر ہوکر اپنے تئین شقاوت مین ڈالتے ہو یہودیون نے
کہا تو جھوٹا ہے ہم کہان پہچانتے ہین کہ یہ خدا کا رسول ہے بعد اسکے عبد اللہ بن سلام کے
حق مین کہتے تھے ھُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل اگر خباثت
یہود کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کر لینا چاہیے فَوَاللّٰهِ مَا اَغْفَلَهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ اور
حقیقت مین یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے والا
کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابون مین آپ کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپ
کے نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا تھا
اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ
تعالے ارشاد فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنی اس نبی کو
ایسا پہچانتے ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو یعنی علم یقین کر باوجود
ایسے علم یقین کے شقاوت اور وبال ابدی مین گرفتار رہے نعوذ باللہ
مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ مصرع علم کہ رہ بحق ننماید جہالت است علمای

ك یعنی عبد اللہ بن سلام برا ہے اور برے کا بیٹا ہے اور بڑا جاہل اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے
ل پس قسم خدا کی کس قدر بے خبر ہین اور کس قدر شقی ہین
م پہچانتے ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو
ن پناہ مانگتے ہین اللہ سے ایسے علم سے کہ نفع نہ دے اور ایسے دل سے کہ نہ ڈرے

سیراور تواریخ اسباب پر متفق ہین کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ
مین دس برس تھے اور اتنی مدت مین جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات او سریات اور فتوحات
اور فیوضات اور شرائع واحکام کہ عالم کو انوار ہدایت اور اسرار حکمت سے منور فرمایا واقع ہوئے
سیر کی کتابون مین موجود ہین چونکہ ہمکو مقصود ذکر احوال طیبۂ طیبہ ہے اسواسطے اون وقائع کو بشرح
وبسط اس کتاب مین ذکر نہین کرتے انشا اللہ تعالی ایک کتاب علیحدہ اس مضمون مین لکھین گے
واللہ الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت مین واقع
ہوئے مناسب ہے اسواسطے کہ مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہے
اسواسطے بیان روایات اور اختلافات کو جو تعیین تاریخ وغیرہ مین واقع ہوئے ہین ترک کرنا
مناسب معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن مین بعد بنانے
مسجد قبا اور عمارت مسجد شریف مدینۂ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار
کے بحکم پروردگار تعالی وتقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر وفساد وکفر جاہلیت
آب شمشیر سے دھو ڈالین اور نور علم وایمان سے جہان کو منور کرین پس بعد گیارہ مہینے کے
دوسری صفر کو واسطے غزوۂ ابوا کے طالب کفار قریش مین ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے
اور وَدّان ہین کہ ایک جگہ ہے قریب ابوا کے اون لوگون سے ملاقی ہوئے لیکن بغیر
قتال واقع ہوئے مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال مین حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ کو
جھنڈا سپید دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف ابوجہل لعین کے قافلے
کہ تین سو سوار کے ساتھ اودھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب نے درمیان مین
پڑکر فریقین مین صلح کرادی اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو ساٹھ اور ایک قول پر
اسّی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لوا انکے ہاتھ مین دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان
اونکا سردار تھا اور بعضون کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہین کہ اسلام مین
جو اول لوا درست کیا گیا یہی تھا اور یہان بھی لڑائی واقع نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی
راہ مین پھینکا گیا ازجملۂ مناقب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کے

ابتدا مین حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال مین
سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی
اور ایک قول پر اڑھائی سو برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت
حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کیے اور وہ پہلے مجوس فارس سے
تھے پھر دین نصاری مین آئے پھر ایک عالم نصرانی کی وصیت سے دین محمدی حاصل
کرنے کے شوق مین مدینۂ منورہ مین پہنچے اور اتنی عمر مین وس جگہ سے زیادہ بیچے گئے
اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا شرف اسلام سے مشرف ہوئے
رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیئے نے مدینے کے باہر باتین کین اور حقیت نبوت
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمہ زہرا سلام
اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت
عائیشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکۂ معظمہ سے مدینۂ
منورہ کو طلب فرمایا اور اسی سال مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات
مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا دوسرے
سال مین ہی لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہی اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے
ہجرت سے حضر مین نماز چہار گانی فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جس طرح
اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال مین طریقہ اذان شروع ہوا اور روز عاشورہ کے
روزے کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہوئے حکم روزہ ماہ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو
روزۂ عاشورہ مین تھا جاتا رہا فقط اوسکا استحباب اب تک باقی ہی اور آخر عمر شریف مین فرمایا کہ
اگر سال آیندہ تک پہنچون گا تو نوین تاریخ محرم کو بھی روزہ رکھون گا اور دوسرے سن مین
ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوۂ بواط کے دوسو صحابہ ساتھ لے کر قافلۂ قریش
سے کہ امیہ بن خلف اون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اوسی طرح مدینہ
منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولی مین واسطے غزوۂ عشیرہ کے برآمد ہوئے اور راولادمدلج
اور راولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہونے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سوار مہاجرین ساتھ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے
بعد اسکے کرز بن جابر فہری سواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکا تعاقب
بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوے کو بدر اولی لکھتے ہین اور اسی سال مین
اواخر جمادی الآخرہ مین عبد اللہ بن جحش اسدی کو کہ آپ کی پھپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار ایک قول پر بارہ
سوار ساتھ کرکے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھون نے قافلہ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام
سے آتا تھا قریب مکہ معظمہ کے پاکر ہرچند کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخری ہے قتال کیا اور
مال لوٹا یہ لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونے
سے کہ اللہ تعالی نے اس مہینے کو اشہر حرم مین داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت کو
اون سے قبول نفرمایا یہان تک آیہ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت
سلطان الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم الہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا
اور اوس سریہ مین عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول جس
شخص نے امیر المومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد
ہے کہ خلفا مین اول جسکو امیر المومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صرح بہ العلماء
اور اسی سال مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کو
علی مرتضی سلام اللہ علیہ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوس وقت سولہ برس کی تھی اور
ایک روایت پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضی کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور
اسی سال مین بعد سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کیطرف قبلے کی
تحویل ہوئی اور اسی سال مین ماہ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقہ فطر نازل ہوا
اور مصلای مدینہ مین نماز عید پڑھی گئی اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے
کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود وہی ہین اور اسی سال مین سترہوین ماہ رمضان کو
غزوہ بدر کبری واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی اور ابوجہل لعین
مع ستر سردارون قریش کے جہنم واصل ہوا اور ستر آدمی اونکے گرفتار ہوکے آئے عباس
بن عبد المطلب اور عقیل بن ابی طالب منجملہ اونکے تھے اور ابو لہب بھاگ کر مکہ معظمہ مین پہونچکر

مرض طاعون میں گرفتار ہوکر سات دن کے بعد مرگیا اور لشکر اسلام مین آٹھہ انصار اور پانچ
مہاجر درجۂ شہادت کو پہونچے اور مسلمان اس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے ستتر مہاجرین اور
دو سے چھتیس انصار اور ستر اونٹ اور دو گھوڑے اور آٹھہ تلوارین اور چھہ زرہین تھین اور
مشرکین ساڑھے نوسے تھے اور سو گھوڑے اور ذوالفقار اسی غزوہ مین ہاتھہ آئی تھی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھہ مخصوص کی تھی اور اسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون
کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور انھین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی
کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور
حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین
پہونچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو
برآمد ہوکر مقام کدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرماکر بغیر وقوع حرب وقتال پھر آئے
اور اسی سال مین عصما بنت مروان ماری گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو
واسطے غزوۂ بنی قینقاع کے برآمد ہوئے اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین کھا آخر کو
عبداللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکے قتل سے باز رہے لیکن جلای وطن کرنے کا
اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید اضحی پڑھی گئی اور اسی سال مین امیۃ بن الصلت شاعر مرگیا
یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابہای متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا اور بت پرستی
اوسنے چھوڑ دی تھی اور علمای اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا
منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھکر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ
کے ساتھہ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت و رسالت و خاتمیت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی
حسد کھاکر نکال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت سرور دین و دنیا علیہ
آلاف التحیۃ والثنا نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم وحکمت تھی استماع فرماکر فرمایا اٰمَنَ لِسَانُہٗ
وَکَفَرَ قَلْبُہٗ اور ایک روایت مین ہو اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ یعنی ایمان لایا شعر اوسکا اور
کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی وھو المضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی حجہ کو
غزوۂ سویق تھا کہ ابوسفیان نے بعد غزوۂ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور

غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلا نہ لے اپنی جگہہ پر نہ بیٹھے
پس دو سئے سوار لے کر مکہ معظمہ سے اوس جگہہ تک کہ وہان سے مدینہ طیبہ تین میل باقی
تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے کھجور جو اوسکے حوالی مین تھے لوٹ کے
بھاگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سئے سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی
جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خوف سے تھیلی ستو دن کی کہ اپنے زاد راہ کے واسطے
اوٹھائے تھے پھینک کر بھاگتے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوے کا نام غزوۂ
سویق ہی پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ کو پھر آئے بقیۂ
ذی الحجہ یہان تشریف رکھکر بقصد غزوۂ نجد بر آمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف
رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرما کر اکثر مہینا ربیع الاول کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش
کی طلب مین بحران کی طرف بر آمد ہو کر ربیع الاول ورجمادی الاولی وہین بسر کرکے
وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
کو ذی قرد پر بھیجا وہ قافلہ قریش کو کہ ابو سفیان بھی اون مین تھا غارت کرکے چاندی بہت
سی لوٹ کر لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھہ جاکر کعب بن الاشرف
یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکون کو
مسلمانون کے ساتھہ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنم واصل کیا اور اسی سال مین عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ ام کلثوم بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان
مین سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھہ نکاح ہوا پہلے وہ
خُنیس بن حذیفہ بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت
زینب بنت خزیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے ام المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے
اونھون نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے
کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال مین امام المومنین حسن ابن علی ابن ابی طالب سلام اللہ
علیہما نصف رمضان مین پیدا ہوئے اور ولادت امام شہید حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی
چوتھے سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو ہوئی اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوۂ اُحد

واقع ہوا کہ اوس مین دندان مبارک اور شقت شریف زخمی ہوئے اور سید الشہدا سیدنا حمزہ
بن عبدالمطلب مع ستر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہنچے
اور بائیس ۲۲ مشرک جہنم واصل ہوئے اور سردار مشرکون کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوۂ اُحُد کے
غزوہ حمراء الاسد واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد سے
رجوع فرماکر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین اونھین لوگون کو
ساتھ لے کر جو جنگ اُحُد مین حاضر تھے دشمنان دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ نجانین کہ
مردان دین نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجا کر تین روز
وہین اقامت فرماکر رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے
پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین رہے
چوتھے سن مین سریۂ بیر معونہ واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قُرّا وہان شہید ہوئے اور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کی قنوت مین اونھین قاتلین کے
حق مین دعای بد کی اور اوسی سال مین سریۂ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے
آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکام دین کا بہانہ کرکے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے ہمراہ لے گئے اور مقام رجیع مین پہونچکر
عذر غدر کرکے قبیلۂ بنی ہذیل کو بُلا کر بعضے صحابہ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے
مکہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کے انتقام مین اونکو قتل کرین ازجملہ شہیدان رجیع ایک
عاصم بن ثابت تھے کہ حق سبحانہ وتعالی نے موافق اونکی دعا کے اونکے بدن کو کفار کے
مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گرد سے آکر گھیر لیا
کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالی نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش
کو اوٹھا کر لے گئی اور اسی سال مین ربیع الاول کے مہینے مین غزوۂ بنی نضیر واقع ہوا چھ
روز تک اونکو محاصرے مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور ضمیر کی طرف جلای وطن پر راضی
ہوکر نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین شروع بدر صغری واقع ہوا کہ ابوسفیان نے جنگ
اُحُد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم سر سال بدر مین آکر محاربہ اور قتال کرین

جب وعدے کے دن نزدیک پونہچے ابوسفیان نے ڈرکر نعیم بن مسعود کو بیس قرابضہ زر دینے کا
وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈراوے جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ڈیڑھ ہزار صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیکر برآمد ہوئے
اور پھر سالمًا غانمًا مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا شان نزول آیہ کریمہ الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ
إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ الآیہ کا یہی قضیہ تھا اوراسی سال مین زید بن
ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود
کی سیکھی تاکہ اونکے خفیات اوراسرار کو دریافت کرلیا کرین اوراسی سال کے ذیقعدہ مین قضیہ
رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا اوراسی سال مین وقت محاصرہ بنی نظیر شراب کی حرمت نازل
ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین ہوئی اور تحقیق یہ ہی کہ تحریم خمر چند بار
ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال مین اور ایک قول پر چھٹے سال مین جس مین غزوہ حدیبیہ
واقع ہوا آیہ کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ
رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق
قطعی ہوگئی اوراسی سال مین شوال کے مہینے مین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین
لائے پہلے زوج اونکے ابوسلمہ تھے اوراسی سال مین زینب بنت خزیمہ ام المومنین اور
فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انتقال فرمایا پانچوین سن ربیع الاول
مین غزوہ دومۃ الجندل تھا اوس مین بھی مقاتلہ اور مجادلہ واقع نہین ہوا اور محرم مین غزوہ
ذات الرقاع اوس مین صلواۃ خوف مشروع ہوئے اوراس غزوے کے ذات الرقاع
کہلانے مین اقوال ہین صحیح ترین اقوال یہ ہی کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابوموسی اشعری
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور
ننگے پاؤن ہونے کی جہت سے پاؤن مین چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہین
کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہی یا ایک جگہہ کا نام ہی کہ بعضی زمین اوسکی سیاہ ہی اور بعضی
سفید اوراسی سال مین شعبان کی دوسری تاریخ غزوہ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانیکا نام ہی جو
بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہی اوراس غزوے کو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین اور جویریہ

بنت الحارث کہ اصلی نام اونکا برہ ہی اسی غزوہ مین گرفتار ہو کر آئین تھین انحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اونکو آزاد فرما کر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت
لگی اور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھہ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذیقعدہ
کے مہینے مین غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اوس غزوے مین
حضرت سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضی سلام اللہ علیہ
کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے
اور آپکے حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابوسفیان اونکا سردار تھا
لطائف الحیل سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اون مین سے مخذول ہوا اور اس غزوے
مین چھہ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی
کہ پھر کفار قریش مدینے کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلوۃ والسلام
من الملک المنان جس وقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین
علیہ السلام آئے اور غزوۂ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب
جلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اوسکے اوترنے کے اونکے
راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا
اور اسی سال مین قصہ ابو لبابہ کا کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا
واقع ہوا اور اسی سال مین صلوۃ خسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ پہنچا کہ پانچ روز تک دولت سرا
کے اندر نماز بیٹھہ کر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین
اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن مین
غزوۂ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دو سو سوار سے رجیع والون کی
طلب مین جنھون نے بیر معونہ پر قرا کو شہید کیا تھا برامد ہوئے اور قریب وادی غطفان
کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھہ گئے

اوراس غزوے مین والدۂ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ کے رونے سے صحابۂ کرام
بھی روئے جیسا کہ مشہور ہی اور اسی سال مین غزوہ غابہ ہی کہ غطفان حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیان چھین
لائے اور اوسی سال مین قضیہ نماز استسقا واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعای
شریف سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیۂ عرنیین ہوا اور
اسی سال مین غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوۂ بنی المصطلق اور جویریہ بنت الحارث کا
گرفتار آنا اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا
بنوانا اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ
کا ماریہ قبطیہ اور اوسکی بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلہ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ کے بھیجنا اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو اپنے واسطے اختیار فرمایا اور سیرین کو حسان بن وہب کو بخشا
اور یعفور حجۃ الوداع سے پھرنے کے وقت مرگیا اور دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے
وقت تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب واقع ہوا اور نماز کسوف مشروع
ہوئی اور اسی سال مین خولہ نے اپنی زوج کے ظہار سے شکایت کی اور سورہ قَدْ سَمِعَ اللّٰہُ
قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِہَا نازل ہوئی اور اسی سال مین ام رومان حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی والدہ نے وفات فرمائی
اور اسلام لانا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلہ اوس کے ساتھ مدینہ مطہرہ مین آئے
اوس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہوکر غزوہ خیبر مین
شریک اسی سال کے آخر مین تھا ساتوین سن مین غزوہ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین علی
سلام اللہ علیہ نے جب سپر اونکے دست مبارک سے گرگئی خیبر کے دروازے کو کہ سات آدمی
اور ایک قول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پھیر نہ سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ پر
اوسکو سپر بنایا اور جبتک فتح نہو لی ہاتھ سے نہ پھینکا اوس غزوے مین لشکریان اسلام سے
گئے اور ۱۵ آدمی شہید ہوے اور یہودیون مین سے ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت

حی ابن اخطب کی کہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہین اسے غزوے مین قید ہو کر آئین تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرما کر اپنے نکاح شریف مین لائے اور یہود کا زہر ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوے مین واقع ہوا اور آفتاب کا پھرنا بعد غروب ہو جانے کے بسبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سر مبارک جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات حالت وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوے مین واقع ہوا اور اسی غزوے مین کھانا حمار اہلی اور جانوران درندہ کا اور بیچ ڈالنا مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی کرنا لونڈیون کا استبرا سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوے مین نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدای اسلام مین اسوقت تک حلال تھا بعد اسکے اوطاس کے دن دوسری بار بعد فتح کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی کہ قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہی اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی نہین ہی سوا روافض کے اور قصہ لیلۃ التعریس اور آرام فرما جانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر سے پھرنے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین ام حبیبہ بنت ابو سفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہو گیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات اہل سے سوار کے ساتھ عمرہ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شرف مین کہ مکہ معظمہ کے قریب ہی نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور اونکا انتقال بھی سن ترسٹھ ہجری مین اوسی جگہ واقع ہوا اور اب قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہی اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بی بیون سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اور سب بی بیون سے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہی کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص و خالد بن الولید و عثمان بن ابی طلحہ

مدینہ منورہ مین ہجرت کر گئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضون کے نزدیک اون
حضرت کا اسلام ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور ذوالحجہ مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے اون کے پیدا ہونے کی بشارت
پہونچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین
منبر رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتوین سن مین اور اسی سال مین سریہ موتہ واقع ہوا کہ حارث
بن عمیر کو ملک بصری کی طرف نامہ مبارک دے کر بھیجا او شرحبیل بن عمرو غسانی نے اونکو
شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ
دے کر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کر کے لڑائی سخت کی جھنڈا
اسلامیون کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہو کر گرے تو جھنڈے
کو جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ نے لیا
چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد
بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا
اور اسی سال مین سریہ خبطہ ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلہ قریش
کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا تو دریا نے دابہ عیر کو کہ نہایت
عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہی اونکے واسطے کنارے پر پھینکا صحابہ نے آدھے
مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھایا اور اسی سال
مین فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان
مآب صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمی لے کر مدینہ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن
عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہ مع اپنے عیال کے ہجرت کیے ہوئے آتے تھے جحفہ کے
مقام مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور پہلے اس سے بحکم رسالت
مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور ابو سفیان اور
اونکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیمہ

ہجری ... سے ہجری [illegible]

بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین
عکرمہ بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق کی خلافت مین اجنادین
کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کے دست
مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوے اور جسوقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیون بوڑھے کو کیون تکلیف دے
ہمین اونکے پاس آجاتے اور یہ فتح مبارک بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و
دنیا علیہ الصلوۃ والثنا نے مکہ معظمہ مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون مین حوالی
مکہ مین سرایات بھیجا کیے خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن
ولید کو عزی کے توڑنے پر اور عمرو بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قیس کو منات پر تعینات
فرمایا اور شرک اور فساد کے نام ونشان کو بالکل وہان سے کھو دیا بعد اوسکے دسوین شوال کو
دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقای مکہ ہمراہ لے کر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے
اصحاب کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے لگے کہ اب ہم ہرگز شکست
نہ کھائینگے غیرت بارگاہ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی گو نہ ہزیمت لشکر اسلام
مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نومسلمون نے کہ اوسوقت تک اونکے سینے نجاست
حسد اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبث باطن کو ظاہر کیا کسی نے کہا کہ محمد صلی
اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج
وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہوجائے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے
فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار کی طرف پھینکے بہ مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو
شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم مین گئے
پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ کی ساتھ اوطاس کی طرف روانہ فرمایا وہان سے
بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے زیادہ بکریان اور چار ہزار

روقہ چاندی اور چھہ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران شیما بنت الحارث رضاعی بہن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا اور اونکو اونکے اہل وعیال
کی طرف بھیجدیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف لائے وہان والون کو
اٹھارہ روز تک محاصرے مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی باہر آوے
آزاد ہی پس دس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابوبکرہ بھی اونھین مین سے ہین کہ اپنے تئین
بکری مین ڈال کر نیچے اوتر آئے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت کو پونہچے اور
طائف سے بغیر اتمام فتح اور نصرت مہم مراجعت فرما کر جعرانہ سے احرام باندھکر چھٹی
ذی قعدہ کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن
حاضر ہوکر ایمان لائے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے قیدیون
کو پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے سو اونٹ اوسکو
انعام فرمائے اور اوسکے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اسی مقام مین
بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا
اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک
اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی مادۂ غنیمت مین کچھہ کلام کیا حضرت سید الرسل
ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرما کر ثواب خاص آخرت
اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مبشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہی یہ لوگ میری
قوم سے ہین اور ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور اشیا لٹ گئے اور بلاد اور املاک
اونکے ہاتھون سے نکل گئے مین نے چاہا کہ انکے اموال پھیر دون تاکہ انکے ایمانون مین
تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید وسعاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ
مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال مین کعب بن زبیر نے قصیدۂ بانت سعاد حضرت
سعلی مین حاضر کرکے امن وسلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت ام المومنین سودہ بنت ربیعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین

اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی نے کہ زوجہ ابی العاص تھین
وفات فرمائی تو بن سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دے کر بعث فرمایا وہ قریب
پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اونکی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت بنی تمیم
حاضر ہو کر حضرت سید الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالی
نے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرٰتِ نازل فرمائی اور آپ نے ولید
بن عقبہ کو انکے صدقات کے واسطے قوم خزاعہ پر بھیجا قوم خزاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر
نکلے تو ولید بن عقبہ بخیال اس کے کہ یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْا
نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے
الگ رہے اور اسی سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
کو مدینہ منورہ اور اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرت کے اور خیال طعن
بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث
اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی سے تسلی اور تشفی فرما کر اس رتبہ عالی سے
اونکو ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق
رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور پیچھے رہنا
تین صحابی کا جس سے آیہ کریمہ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوہ تبوک
مین واقع ہوا حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے دو مہینے تک وہان تشریف رکھ کر
بغیر وقوع قتال و جدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل جربی اور
اذرح نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کر کے اکیدر ملک
دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوسکے بھائی کو قتل کیا اوسنے بھی
جزیہ قبول کر کے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے وقت مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو
بوحی الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا
ضِرَارًا الآیہ اور رمضان المبارک مین مدینہ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر

اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھین گے بعد اسکے اطاعت اسلام کرین گے اور جیسا حکم ہوگا ویسا بجا لائین گے آپ نے شرط فاسد کو اونسے قبول نفرمایا اور اونکو پھیر دیا شان نزول آیہ کریمہ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم الایہ یہی تھی اور عثمان بن ابی العاص کو اون لوگون پر امیر کیا اور متعاقب اونکے ابوسفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اونکے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اونکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ سورۂ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنے کو منع فرمائین اور کسی مشرک کو حج کرنے ندین اور خبر پونہچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل نہوگا سوای مومن کے اور اسی سال مین زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی کے ساتھہ ملاعنہ کیا اور اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ مین اونکے جنازے کی نماز پڑھی اسی جگہہ سے شافعیہ نے غائب پر نماز جنازہ جائز رکھی ہی حنفیہ کہتے ہین وہ خاص ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اور جنازہ نجاشی کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا پس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غائب پر اور اسی سال مین حضرت ام کلثوم زوجہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذی قعدہ مین عبداللہ بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آن حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے ایفای وعدہ اور استمالت قوم اُبی کے لیے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف اوسکو پہنایا اوسکی قوم نے جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہی ہزار آدمی ایمان لائے اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی جہت سے اسی سال کو عالم الوفود کہتے ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کی فتح پر موقوف رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش نے کہ امام اور پیشوای عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوئے تو اونھون نے جانا

کہ اب کسیکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہو گی چونکہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور سب دین
باطل ہو جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا فوج فوج مردم ہر قوم
گروہ گروہ کے آنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالیٰ کے إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى دِينِ الْإِسْلَامِ اور دسوین
سن مین ربیع الاخر کے مہینے مین بنی الحارث پر لشکر بھیجا اور اونکو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلامان وازد وغان وعامر اور وفد زبید حاضر ہوئے انہین
عمرو بن معدیکرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے
مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا اور اسی سال مین عبد القیس واشعث ووفد بنی حنیفہ حاضر ہوئے
انہین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہو گیا اور اوسنے دعویٰ نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ الصلوۃ
والسلام نے مجکو اپنا شریک کر لیا ہی اور اسی سال مین نجران کے نصاری کے ساتھ مباہلہ کا
قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی ڈیڑہ سو آدمی کے ساتھ اپنی
قوم سے اسلام لائے آنجناب علیہ الصلوۃ والسلام نے اونکو ذو الخلیقہ کی طرف ایک
بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہی کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے
چرایا تھا اور اسی سال مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو
یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے
نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین
ہوئی اور اونکے حیطۂ ضبط مین نہین آئی اور آپ کے عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق
اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیہ کریمہ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ الآیہ نازل ہوئی
اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو تخصیص
من کنت مولاہ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمایا اور اسی سال مین ضمام بن ثعلبہ نے حضور مین حاضر ہو کر شرائع
دین دریافت کر کے اپنی قوم مین جا کر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طی قبیلہ حاتم

طائی گرفتار ہو کر آیا اون مین حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن بیٹا حاتم کا شام کی طرف بھاگ گیا
پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنے بھائی کے
پاس جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور بموافق ایک
قول کے قضیۂ اولاد حاتم نوے سال مین واقع ہوا اور اسی سال مین خالد رضی اللہ عنہ
کو بنی حارث پر کہ نجران مین رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور مین حاضر ہوئے نظر
مبارک اوس گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہین گویا کہ ہند کے آدمی ہین اور اسی سال
مین باذان والی یمن کے وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضرموت
کی طرف بھیجا اور پیادہ اونکی رکاب مین سلطان زمین و زمن علیہ آلاف التحیۃ والسلام
باہر تشریف لائے اور اونکو شرف مشایعت سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید
اس سال کے بعد تو مجکو نپاوے اور یہ آخری ملاقات ہماری تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ
یہ سنکر روئے پھر آپ نے اونکو وداع فرمایا اور اسی سال مین جریر بن عبد اللہ کو ذی الکلاع
بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امراسمیت مسلمان ہوا اور اسی سال مین فروہ بن عمر الجذامی
کہ پادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب پر متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک
روم نے اوسکو گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اوسنے کہا تو خود جانتا ہی
کہ یہ وہی رسول ہی کہ عیسی علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی ولیکن تو
اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہی اور سعادت اسلام سے مشرف نہین ہوتا پھر فروہ کو
ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارہوین سال مین حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ
علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے اہل بقیع کے حق مین استغفار کیا اور فرمایا کہ اے
اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہان سے چلے گئے یہان فتنے آنے والے ہین کہ شب
تاریک سے زیادہ تاریک ہین اور اسی سال مین دوشنبے کے دن چھبیسوین تاریخ صفر
کی اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ اُبنیٰ والون پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ
کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک
سے درست فرماکر اُسامہ کو عنایت فرمایا وہ باہر نکل کر مقام جُرف مین ٹھہرے حضرت

ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین و انصار کو مثل ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و سعد بن ابی وقاصؓ و ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور امثال اونکے اسامہ بن زیدؓ کے ہمراہ فرمایا اور بعضے لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل و قال واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سمع فرماکر برآمد ہوئے اور خطبۂ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے باپ زید بن حارثہ کی تعریف مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارت اور ریاست کے لائق تھا اور بعد اپنے باپ کے یہ بھی اسی کام کا سزاوار ہی پھر سوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولت سرا مین تشریف لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب و اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما اوسی حالت مین آئے آپ نے بوحی الٰہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو خبر دی ویسا ہی ہوا کہ اوسنے صنعای یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مارکر اسکی عورت کو کہ فیروز کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کرکے اوسکے قصر مین نقب لگاکر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاؤ کے نکلی پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبراکر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمھارے پیغمبر کی وحی کی ہی اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور ذوالحمار بھی کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوکر اسلام لایا پھر یمامہ مین جاکر مرتد ہوگیا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھہ شریک فی النبوۃ ہونے کا دعوی کیا اور شراب و زنا کو حلال اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا اوسکے تابع ہوگیا اور اوس ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضے مین اختراع کیے تھے کہ مضحکۂ عقلای عالم ہوئے چنانچہ معارضۂ والعادیات مین اوسنے کہا ہی وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا

وَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا
اور کہا یَا ضِفْدَعُ بِنْتَ ضِفْدَعٍ عَيْنِ اِلٰى کَمْ تَنِقِّيْنَ لَا الْمَاءَ تُکَدِّرِيْنَ وَلَا الشَّارِبِيْنَ
تَمْنَعِيْنَ رَاسُكِ فِي الْمَاءِ وَذُنُبُكِ فِي الطِّيْنِ اور کہا اوسنے اَلْفِيْلُ مَا الْفِيْلُ لَهٗ خُرْطُوْمٌ
طَوِيْلٌ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيْلِ کہتے ہین کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور
استدراجات بھی ظاہر ہوئے تھے لیکن سب اوسکے مدعا کے برخلاف اگر کسی کو اوسنے
درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مرگیا اور اگر کسی کے آنکھ کے روشنی کی دعا کی تو وہ اوسیوقت
اندھا ہوگیا ایکبار اوسنے حضرت سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا تھا
اس عبارت کا مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُحَمَّدٍ امّا بعد فَاِنَّ الْاَرْضَ لَنَا نِصْفٌ وَ
لِلْقُرَيْشِ نِصْفٌ وَلٰكِنَّ الْقُرَيْشَ يَعْتَدُوْنَ جناب سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
اوسکے جواب مین رقم فرمایا مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ دوشنبہ کے دن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھہ کر
بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف لائے لوگون نے کہا کہ آج
مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو اور ایک قول پر چاشت
کے وقت بارہوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالی و تقدس سے ملاقات کی اہلبیت کرام
نے سہ شنبہ کے روز آپ کو غسل دیا اور سارے دن گروہ گروہ مسلمانون نے نماز جنازہ
شریف ادا کئے رہے اور شب چہارشنبہ کو لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَوْلَادِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ
وَاَنْصَارِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ وَسَلَّمَ باب چھٹا کیفیت بنای مسجد نبوی اور سارے مقامات
عالیہ مین علمای سیر اور تواریخ شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا
صلوٰۃ اللہ علیہ اکر دروازہ مسجد شریف پر بیٹھہ گئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
هٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اور اوسپر سے اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَبِّ اَنْزِلْنِيْ
مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ اوس زمانے مین اس جگہہ کھجور کا باغ تھا اوس مین

ایک دو یتیمون کا مربد تھا اور وہ دونون یتیم ایک انصاری کے یہان پرورش پاتے تھے
اور یہی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہان پر کچھ لوگ نماز پڑھا
کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون یتیمون کو بلایا اور اوس
جگہ کو مول لینا چاہا ہرچند اون دونون نے بلاعوض اوس قطعہ کے نذر کرنے مین مبالغہ کیا
مگر آپ نے نہ مانا اور بلاعوض لینے پر راضی نہوئے اول اونکو قیمت دی بعد اوسکے مسجد کی
بناڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والون کے
خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بے موقع
واقع تھے اونکو اوکھاڑ کر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنۃ البقیع مین قریب بیر ایوب کے کہ
مسجد سیدنا ابراہیم سے اوتر کی طرف ایک جگہہ ہی وہان اینٹین گرتی تھی اور سرور دین
و دنیا علیہ الصلوۃ والثنا خود بنفس نفیس اور اکثر صحابۂ کرام پتھر اور اینٹ ڈھو ڈھو کر
لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے
واسطے ندای بشارت مآب دیتے تھے کہ اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فارحم الانصار
والمھاجرین اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے بنائے حدیث شریف
مین آیا ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی زینہ ڈالی حضرت جبرئیل
علیہ السلام حضرت حق تعالی وتقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق
عریش موسی کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ نہو اور مزین اور منقش کرنے مین
تکلف نکرو چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی
تھی کہ مینہ برستے وقت چھت کی مٹی آدمیون کے سرون پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف
کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی تک چون گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی
تک ترسٹھ گز اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین واقع ہوئی آپ نے سرے
سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایسا فرمایا کہ اگر
تجھسے ہوسکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیری ملک کی ہی بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے

ہاتھ بیچ ڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھالیں اونھوں نے عرض کیا یارسول اللہ مین ایک مرد فقیر
ہون اور یہ یا اللہ میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اون صحابی سے دس ہزار
درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ اس قطعہ
زمین کو اوس بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھہ سے مول لیجیے آپ نے اوسنے اوسے
عوض مین مول لےکر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ اپنے دست مبارک سے
نیۂ مین رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالی عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اینٹ لاکر رکھی بعد حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے بھی
آپ کے حکم سے اینٹین رکھین یہی طرز بنای مسجد قبا مین بھی واقع ہوا مگر اوس بنا مین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے مین کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمان ہجرت سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وسلم مین مدینہ منورہ مین حاضر نہ تھے اور اوس وقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف
نہین لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہین کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹین اوٹھا اوٹھا کر لاتے تھے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اون سب کے ساتھہ اینٹین اوٹھانے مین شریک تھے ایکبار
میری نگاہ پڑی تو دیکھا مین نے کہ آپ نے بہت سی اینٹین شکم مبارک سے سینۂ مبارک تک
بھر کے اوٹھائے ہین مین نے عرض کیا یارسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے مین لیچلون
فرمایا اینٹین بہت پڑی ہین تو بھی اوٹھالا اور یہ مجھی کو لیجانے دے اور فرمایا یا اباہریرہ
لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ غالب کہ یہ واقعہ دوسری بنا مین واقع ہوا ہے اسواسطے
کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر مین ساتوین سن مین ہے اور پہلی بنا مقدم ہے اور
حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر
رضی اللہ عنہ دو دو اینٹین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرماکر فرمایا
وَیْحَ عَمَّارٍ یَقْتُلُہُ الْفِئَۃُ الْبَاغِیَۃُ یَدْعُوْھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ وَیَدْعُوْنَہٗ اِلَی النَّارِ اور
پہلے بنا مین سولہ یا سترہ مہینے تک قبلہ بیت المقدس کی طرف رہا اور اوس وقت مین

مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائین طرف جدھر اب قبلہ ہی دوسرا دروازہ
مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہین تیسرا دروازہ جدھر سے آپ تشریف لاتے
تھے وہ باب آل عثمان ہی جسے اب باب جبرئیل کہتے ہین قریب محراب تہجد آن حضرت
علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبرئیل کہتے ہین اور بعد نازل ہوسے
قرآن کے باب تحویل قبلہ مین جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالی کی طرف سے
آکر یہان سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان مین واقع تھے اوٹھا دیئے اور بنای
مسجد نبوی اوس جگہہ پر کہ اب وہین ہی آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی
اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ پندرہ روز تک آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانہ مخلق
کے پیچھے جسکو اب اسطوانۂ عائشہ کہتے ہین نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب
محراب مقرر ہی آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے
مین علامت محراب جیسے اب مساجد مین متعارف ہی نہ تھی ابتدا اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہی جسوقت ولید ابن
عبد الملک کیطرف سے وہ امیر مدینہ منورہ تھی اور جس زمانے مین کہ نماز قبلہ بیت المقدس کیطرف ادا کرتے تھے آپکے
کھڑے ہونے کی جگہہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کیطرف پیٹھ دے کر شام کیطرف متوجہ ہوکر
جائین اور باب عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جائین اور باب عثمان داہنی
طرف کو واقع ہو بس وہی مقام ہی اور آن سرور دین و دنیا علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ
والثنا منبر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہوکر اصحاب
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبہ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول
قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اوسی جگہہ نصب تھی تکیہ فرماتے
ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے مین آیا تھا اور بروایت صحیح مدینے ہی کا تھا ایک
انصاریہ کا غلام جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائین
تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپنے
التماس اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا صحیح
روایات سے ثابت ہی کہ جب منبر شریف رکھا گیا جس جگہہ کہ آج رکھا ہی اور مقام اول سے

آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جسپر کبھی تکیہ فرماتے تھے آپ کے فراق میں بہت سے
تلملا گئی اور رونا شروع کیا اور چلانے لگی جیسے اونٹنی چلاتی ہی اور ایسی بیقرار ہوئی کہ
تمام حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھ کر بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
منبر شریف سے اتر کر اپنا دست شفقت اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر
چھوڑ دون جہان تھی تاکہ تو تھی اور اگر تو چاہے تو تجھکو بہشت برین مین بٹھاؤن کہ
وہان کی نہرون اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کے دوست تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ
کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا
کہ اسنے دار الخلد اختیار کیا روایت ہی کہ جب حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے بہت
روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق مین
روئے اور زاری کرے تو کیا تم لوگ لائق تر اس بات کے نہین ہو بیت سنگی و نباسے
کہ در رو خاصیتی ہست + بہ زآدمی دان کہ در و معرفتی نیست + قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہی بلکہ حد تواتر تک پونہچی ہی اور بہت سے صحابہ نے
اوسکی روایت کی ہی اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول مدت کے
بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہی کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کروا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور عرض
ایک ذراع اور عرض ہر درجے کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم کے
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامۂ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت
عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھ برس اپنی خلافت
سے نیچے کے درجے سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہہ پر گئے اور ایک
قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے
زمانۂ امارت مین جس وقت شام سے مدینۂ منورہ مین آئے تو اونھون نے بقصد اسبات
کے کہ اس منبر شریف کو شام مین لے جائین اوسکو اپنی جگہہ سے اوٹھانا چاہا اوسی وقت

آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرح کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کرکے اوس قصد سے باز رہے اور صحابہ کرام سے اوسکے عذر مین کہنے لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوسکو زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھ درجے اور زیادہ کئے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھا کر رکھا بعد اونکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنے ہی درجے اور بڑھاوے امام مالک رحمۃ اللہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفای عباسیہ نے پھر نیے سرے سے منبر بنوایا اور بقایای منبر نبوی کی تبرکًا اور تیمنًا کنگھیان بنوا کر بعین اور کچھ سے جو آگ مین جو آتش زدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاء عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تواریخ یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہی واللہ اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوس مین کچھ کچھ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطان روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اونکی سن نو سو اوٹھانوے مین منبر عالی سنگ خام سے بنوایا تھا اور قبہ اوسکا ہفت جوش کا اور مادۂ تاریخ اوسکا بعضے فضلای روم نے یون پایا تھا منبر اعمر سلطان مراد ستر حم غفر اللہ لہ کہتا ہی کہ بعد سلطان مراد خان کے پھر کسی نے منبر شریف مین تغیر نہین دی سوای ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان عبد المجید خان بن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما وغفر اللہ لہما نے نئے سرے سے مسجد نبوی بنوا دی اور سن بارہ سو ستتر مین عمارت اوسکی تمام ہوئی منبر شریف کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو

فصل اب رہے اسطوانات منبرکہ مسجد نبوی از جملہ اونکے جتنے ستونون کے تبرکًا اور تیمنًا زیارت کرتے چلے آتے ہین وہ آٹھ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبۂ شریف ادا فرماتے تھے اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسطوانہ مخلق اوسی کا نام ہی اور مخلق اسواسطے کہتے ہین کہ وہ ستون کسی بار وہ چیز سے ملوث ہوگیا تھا اوسپر

خلوق ملوا ہونے کا اتفاق ہوا تھا اور بعضے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہہ کو نفل پڑھنے
کے واسطے اختیار فرماتے تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوسکو اسطوانۃ
القرعہ اور اسطوانۃ المہاجرین بھی کہتی ہین اور کلام مطری سے کہ اس بلدۂ عظیمہ کا مورخ
ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اسطوانہ مخلق یہی اسطوانہ ہی اور یہ اسطوانہ حجرۂ شریفہ کیطرف سے
تیسرا ہی اسی طرح منبر شریف کی طرف سے بھی اور درمیان مین روضۂ مطہرہ کے واقع
ہوا ہی سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون
کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہان اب محراب نبوی ہی نقل فرمایا اور بڑے بڑے
مہاجرین جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور امثال انکے رضی اللہ عنہم اجمعین اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور یہین جمع
کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری مسجد مین ایک جگہہ ہی اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر
آدمی جان لین تو بغیر قرعہ ڈالے کسیکو اوس جگہہ نماز پڑھنا میسر نہو جس وقت حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ اولاد صحابہ رضوان اللہ عنہم نے
کہا کہ وہ جگہہ کہان ہی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اوسکی تعیین واقع نہین ہوئی کہ
لوگ اونکی حضوری سے باہر آئے عبد اللہ بن زبیر کہ حضرت ام المومنین کے بھانجے تھے
وہین حاضر رہے ایک جماعت اس امید پر کہ وہ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
پوچھین گے اور ہمکو خبر دین گے مسجد مین حاضر رہے بعد دیر کے حضرت عبد اللہ
بن زبیر حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ
کے متصل وا اہنی طرف نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا
صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہی وہ یہی جگہہ ہی اور دعا اس اسطوانہ کے پاس مستجاب
ہو تیسرا اسطوانہ توبہ ہی کہ حجرۂ منیفہ کیطرف سے دوسرا ستون ہی اور منبر شریف کیطرف
سے چوتھا ہی اسطوانہ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہین کہ درمیان اس اسطوانہ
کے اور درمیان قبر شریف کے بیس گز کا فاصلہ ہی واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ

بھی کہتے ہین کہ وہ منجملہ نقبای انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے
باندھا تھا کہ توبہ اور عذر اونکا قبول ہو اور اصل اس قصہ کی یہ ہی کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ
صاحب عہد و پیمان بن قریظہ تھے جس وقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس
گروہ نا بہبود کا محاصرہ کیا وہ بمشورۂ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق مشورہ
ابو لبابہ عمل کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اونکے پاؤن پر گرے اور گریہ و زاری
کیے اور گڑگڑائے کہ اون سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین سے جاکر عذر خواہی
کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک ادا
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک ذبح اور قتل ہی یعنی اپنے ہاتھہ سے اپنے حلق کیطرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ
سے از راہ بشریت اونکے جزع اور فزع دیکھہ کر سرزد ہوئی بعد اوسکے جانا کہ مجھہ سے
خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی ندامت مین اور اس تقصیر کے عذر کے
واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھہ جو اوس اسطوانہ کی جگہہ پر تھی بھاری زنجیر سے
باندھا اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع اور زاری کیا کیے بیٹے
اونکے اگر نماز اور قضای حاجت کے وقت کھول دیتے تھین بھوک کی شدت اور رونے
پیٹنے کی کثرت سے قوت سامعہ اونکے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ
بھی جاتی رہے اللہ تعالی نے آیہ کریمہ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ
الآیہ اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ
مین اس قید سے نہ نکلون گا جبتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے
نہ کھولین گے اور کھانا پینا کچھہ نہ کھاون گا اسمین یا مرجاؤن گا یا میرا گناہ بخشا جاے گا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اوسکے واسطے
شرط استغفار بجا لاتا لیکن جب اوسنے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جبتک خدا تعالی
کا حکم نہ آئے گا مین نہین کھول سکتا یہانتک کہ ایک صبحکو اونکے قبول توبہ کی آیہ ام سلمہ
رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لا کر اون کو

کھولا یا پھر اونھون نے عہد کیا کہ کبھی دیار بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہان
خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بعضے اور صحابہ کا
بھی بعضے تقصیرات سے بندھنا ثابت ہوتا ہی اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانہ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد
نماز صبح کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین
اصحاب اور مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس مسجد
کے اور کوئی جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لاکر ان فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جسقدر قرآن رات کو نازل
ہوتا اون لوگون کو سناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتین کرتے
اور اونکی باتین سنتے ﴿ف﴾ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً
لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحِمَ الْفُقَرَاءِ وَمُعِیْنًا لِّلضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاکِیْنِ آفتاب نکلنے کے وقت اغنیا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی
نہین پاتے تھے بمقصد تالیف قلوب دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ان آنے والون کی طرف بھی کھنچتا تھا فرمان آیا ﴿ف﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ
یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ الآیتین اور کبھی اعتکاف کے
واسطے سوائے اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس
سے تکیہ لگا کر بیٹھتے چوتھا اسطوانہ السریر کہ شباک شریف سے ملا ہوا ہی اور اسطوانہ
توبہ سے شرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی اسطوانہ توبہ کے پاس بچھتا تھا
اور کبھی اس اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اب اسی اسطوانہ کو کہتے ہین اور حدیث
شریف مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین اعتکاف کرتے تھے اور
روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت مین کنگھی کرتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخون خرما سے کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان
اسطوان اور قنادیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو چٹائی پر راحت فرماتے تھے اور دن کو

ف اے اللہ رحمت بھیج اس نبی کریم پر جسکو تو نے بھیجا رحمت واسطے سارے عالم کے رحم کرنے والا فقیرون پر اور مدد کرنے والا ضعیفون اور مسکینون کا ١٢

ف اور تھام رکھ آپ کو اونکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح اور شام طالب ہین اوسکے منہ کے ١٢

پای مبارک کے نیچے اوسے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ محرس اورسکو اسطوانہ علی ابن
ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے کی جگہ اکثر اوقات مین یہی تھی اور
یہ بھی ہی کہ وہ راتون کو اوسی جگہ بیٹھہ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کرتے تھے
مطری کہتے ہین کہ اونکے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلے مین ہی جدھر سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف لاتے
چھٹا اسطوانۃ الوفود وہ پیچھے ہی اسطوانۃ المحرس کے شمال کیطرف سے اور وفود جمع وافد
کی ہی اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جب وفود
عرب اطراف ونواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مین اسلام لاتے اور
تعلم شرایع واحکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانے کے پاس جلوہ فرما ہوکر
اپنی بزم با جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظمای صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھتے۔
ساتوان اسطوانہ مربعۃ القبر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل
علیہ السلام اکثر اوقات اسی جگہ وحی پونہچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے
اور اسطوانۃ الوفود کے ایک اسطوانہ اور ہی شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولتسرا
حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریف
سے برآمد ہونے کے وقت یہان کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمہ
زہرا و حضرت حسن اور حضرت حسین سلام اللہ علیہم کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ
وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس زمانے مین اس اسطوانہ اور
اسطوانۃ السریر کے ساتھہ تبرک حاصل کرنے سے بجہت گھر جانے شباک کے
زائرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرداگرد نہ بیٹھہ سکنا ہوگا ورنہ ظاہر ہی
کہ نصف اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہی اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور
بیٹھنا میسر ہی اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہی پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی اتنی
توجیہ البتہ ہوسکتی ہی کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر

کے پاس اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہی تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے
مین محرومی ہی واللہ اعلم آٹھوان اسطوانۂ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی محراب تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہی اوسی اسطوانہ مین ہی اور یہ اسطوانہ
حضرت فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا کے حجرۂ مبارک کے پیچھے شمال کیطرف واقع ہی
روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہہ ہر شب حصیر بچھا کر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے
تھے صحابہ نے آپ کا اتباع کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرماکر
حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر لیجائین صبحکو صحابۂ کرام نے معروض کیا کہ یا رسول اللہ آپ
یہان ہر شب نماز ادا فرماتے تھے ہم لوگ بھی آپکا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت
سے مشرف ہوتے تھے فرمایا کہ مین ڈرا اس بات سے کہ کہین تمپر یہ نماز فرض ہوجائے
اور تم سے اوسکے بجالانے مین کوتاہی ہو یہ احوال ہی اون اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے
اسطوانات مسجد شریف کے فضل اور شرف رکھتے ہین ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری
مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہی اور کوئی اسطوانہ ایسا نہین ہی کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ
علیہم نے اوس جگہہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اون مین ایک ایک
اسطوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضۃ من ریاض الجنۃ مین بعضے اسطوانات پر
اونکا نام بھی لکھا ہی چنانچہ اسطوان ابی بکر وعمر وعثمان وعلی و اسطوان سعید بن یزید بن
عباس مترجم کہتا ہی غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی اور
اب اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین چند اسطوانات پر نام لکھا ہی چنانچہ اسطوانہ عائشہ
و اسطوانۂ ابو لبابہ و اسطوانۂ السریر اور سوا اسکے شاید چار اسطوان پر اور لکھا ہے

فصل بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ صفہ
بضم صاد مہملہ و ادغام فا ایک سایہ دار جگہہ تھی پائین مین مسجد نبوی کی کہ فقرا و مساکین
صحابہ وہان رہتے تھے اوسی کی طرف اونکو منسوب کرکے اصحاب صفہ کہتے ہین بعضے
نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب تھا تحویل پانے کے بعد

احاطہ تجملۂ اول کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تا کہ فقرا و مساکین مہمان رہین اور اصحاب صفہ کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کیے ہین اور خوابگاہ اونکا رات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوسکے اور جگہہ نہین رکھتے تھے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ اونکے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص اکثر اوقات ایسا ہوتا تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور کمال درماندگی سے اون سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازۂ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آنحضرت علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اونکے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی و تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم اپنی قدر و منزلت جو حق تعالی و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہی جان لو تو اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیاے صحابہ کو حوالہ فرماتے تا کہ اونکی میہمانداری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے تو اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صفہ کا لقب اضیاف المسلمین تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملۂ اصحاب صفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستر آدمی اصحاب صفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گرد سے سمیٹ لیتے تھے تا کہ کشف عورت نہ ہو جاے اور کبھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہان تک کہ ایک روز اوسی حال مین مین رہگذر پر بیٹھا تھا ابو بکر صدیق اوس طرف سے گذرے مین نے اونکو سنا کر

ایک آیہ قرآن کی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کھائے اونھون نے التفات بھی نکیا بعد اونکے
ابوالقاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال
دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا اَبَاھُرَیْرَۃَ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ادھر آ
مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ مبارک تک پہنچا کوئی شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے ایک قدح بھرکر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جاکر اصحاب صفہ کو بُلا لا
مین نے اپنے دلمین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہی جو اصحاب صفہ بلائے گئے ہین مجھی کو
فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا و لیکن چونکہ اطاعت
خدا و رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے اِمْتِثَالاً لِاَمْرِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مین اصحاب
صفہ کو حضور مین بُلا لایا وہ سب کے سب آکر و لستر مین بیٹھے آپ نے فرمایا اَبَاھُرَیْرَۃَ
مین نے عرض کیا لَبَّیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا دودھ کا قدح اوٹھاکر ان اصحاب
کو دے مین نے قدح اوٹھاکر اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون مین سے خوب سیر ہوکر
پیا اور دودھ کچھ کم نہین ہوا بعد اون سب کے سیر ہونے کے مین قدح اوٹھاکر آپکے
حضور مین لایا آپ نے تبسم کیا اور فرمایا اب فقط ہم اور تم رہے مین نے عرض کیا
صَدَقْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا بیٹھ جا جہان تک تیری بھوک ہو پی لے مین نے
پیٹ بھرکر پیا اور باقی حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور مین رکھدیا آپ نے
خطبہ شکر حق تعالی و تبارک پڑھا اور دودھ جو قدح مین باقی تھا اوسکو نوش فرمایا
اور قضیہ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صفہ کے واسطے ظہور مین آیا تھا حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوا ہی اور روایات متعددہ مین آیا ہی کہ ہر ایک
انصاری اپنے اپنے درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشون کو
ایک رسی مین باندھکر دو اسطوانون مسجد کے بیچ مین لٹکاتے تھے اور اصحاب
صفہ کو اوسکے نیچے بٹھاکر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے تھے تاکہ سب بے تکلف کھائین
ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لاکر لٹکا دیا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقے کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہو سکتا تھا

لیکن اوسنے نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کہائے محمد صلی اللہ علیہ
وَآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

فصل بیان حجرات شریفہ مین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف
کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجرون کی بھی بنا ڈالی تھی کیونکہ اوس زمانے تک
دو ہی زوجہ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسرے حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہما تھین بعد اوسکے جتنے ازواج مطہرات بڑھتی گئین ہر ایک کے واسطے
ایک ایک حجرہ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی گھر حارثہ بن النعمان
انصاری کے تھے اونھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب
عالمیان مآب علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات کئے اور آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام
کے اکثر بیوت موافق عرف دیار عرب کے شاخہای خرما سے تھے کملی سے ڈھنکے ہوئے
اور دروازون پر کملی کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف ہی
جانب قبلہ اور مشرق اور شام واقع تھے جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضے
گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرما سے کہ
اوسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب
تھے اور بلندی چھتون کی ایک قد آدم اور ایک ہاتھ سے زیادہ نہ تھی اور حضرت
جناب سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی
قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہی اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے
گھر کے اور درمیان دولت سرای حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب تھا ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے
ہین اکثر اوقات حضرت علیہ الصلوۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ
کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم
کی خیر وعافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا اوس طرف سے تشریف لائین اونکے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ

کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کرکے اوس خوخہ کو بند کروا دیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت
علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل
ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوسکے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف
لیجاتے اور اونکا حال پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات مین رونق افروز ہوتے
حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ایک روز حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے ہمنے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا
اور ام ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے
طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا مین نے آپ کے دست مبارک دھلائے آپ نے
دست مبارک چہرۂ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دعا کی اوسکے بعد سجدے
مین چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کرسکے اس مین
حسین علیہ السلام آپ کی پشت مبارک پر گرکر رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرماکر
اپنا رونا بھول گئے اور اوسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ
یَا حُسَیْنُ تو کیون روتا ہی اوسنے عرض کیا ای باپ ہمنے آپ کو ایسا روتے کبھی
نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا ای بیٹے مین آج تمھارے جمال مسرت مآل کو
دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالی کی طرف سے میرے
پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کے حالت مین شہید کرے گی
یہ خبر سن کر مین نے دعا کی کہ الٰہی دنیا مین رنج و محنت ان پر ہو تو بارے آخرت انکی بخیر کر
فصل ایک عام حال مین بعضے صحابہ کے گھرون کے دروازے اور رستے مسجد
شریف کی طرف تھے آخر الامر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب
دروازون کے بند کرنے کا امر فرمایا سوای دروازۂ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالے
عنہ کے احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے آیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام
مرض مین کہ رحلت فرمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرما ہوکر خطبۂ بلیغہ

پڑھا اور فرمایا کہ حضرت رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مخیر کیا
اسبات مین کہ اگر چاہے دنیا مین رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے
نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولی کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے
کسی کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا ذکر فرماتے ہین سوای حضرت خلیفۂ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کہ وہ سنتے ہی رونے اور سمجھ گئے
کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت قریب پہونچا بعد اسکے حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ بذل اور مدد کرنے والا صحبت
اور مال مین ابوبکرؓ ہی اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل اپنا ٹھہراتا تو ابوبکرؓ کو ٹھہراتا
ولیکن اخوت اسلام باقی ہی جتنے دروازے مسجد کی طرف ہین بند کرو سوا دروازۂ
ابوبکرؓ کے اور بعضے احادیث مین آیا ہی کہ کوئی خوخہ مسجد مین نچھوڑو سوای خوخۂ ابوبکرؓ کے
اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین جو گھر مین روشنی کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ باہر
کی طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی ہو سکتا ہی اور خوخہ ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے مسجد شریف مین حاضر ہوتے اسی واسطے
اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہی والا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع نہ تھا علمای سنت وجماعت کو اس حدیث سے
تمسک ہی فضل حضرت ابوبکر مین سارے صحابۂ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز اونکو
آخر حیات آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہان تک کہ نقل
کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک
سوراخ رکھون کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولتسرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے
فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر چاہو تو روا نرکھون گا اس درمیان مین بعضے
لوگون نے آپس مین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا
آپ نے فرمایا کہ یہ بات مین نے اپنی طرف سے نہین کی حق تعالی نے حکم دیا ہی
اور مجھکو اسمین کچھ اختیار نہین اور فرمایا کہ ابوبکر کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہون

اور دوسرون کے دروازون پر ظلامت بعضے علمانے باب تاویل مین اگر ادعا کیا ہی کہ
اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہی اور سبھون کے
دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہی منع طلب خلافت سے ورنہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ مین تھا اور دوسرا
بقیع مین یہ بات اس بعض کہنے نے تکلف نہین یہ جو کہتا ہی کہ کوئی گھر ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر
متعدد تھے بہ تعداد زوجات اور وہ گھر جسکے دروازہ کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا
مسجد نبوی سے باب السّلام اور باب الرّحمۃ کے درمیان مین کہ ایک وقت مین اوس گھر کو
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اونکے
پاس کہین سے آئی تھی انفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے
ہین کہ اسباب مین احادیث اور بھی منقول ہین کہ ظاہر اون احادیث کا مخالف ہے
مضمون مذکور کا از جملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہی وہ کہتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سوای دروازہ علیؑ
بن ابی طالب کے اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہین اور اسناد اس حدیث کے
قوی ہین طبرانی اوسط مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ سارے صحابہ کرام جمع ہو کر آئے
اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے سبکے دروازے بند کر دیے اور علیؑ کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ
نہ مین نے بند کیا نہ مین نے کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہی
کہ مین سبکے دروازے بند کروا دون سوای دروازہ علیؑ کے اور بھی امام احمد و نسائی
بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ سب دروازون کے بند
کرنے کا حکم ہوا سوای دروازہ علیؑ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کہ اونکے گھر کا دروازہ
مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہان تک کہ حالت جنابت مین بھی اسی راہ سے
آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہین کہ وہ کہتے
تھے کہ ہم لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ

۱؎ بعض مؤرخین [illegible] کردہ میت [illegible] جیسے [illegible] واقع ہوا ۱۲

وسلم کے ابوبکرؓ کو جانتے تھے اونکے بعد عمرؓ بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے لاتا ہی کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین ابوبکرؓ کو پھر اونکے بعد عمرؓ کو پھر اونکے بعد
عثمانؓ کو اور دوسری روایت مین ہو کہ برابر نہین کرتے تھے ہم ان تین شخصون سے
کسی کو انتہی اور سید علیہ الرحمۃ نے فقط ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما کو کہا ہی اور اتنا زیادہ کیا
کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ اللہ تعالی نے تین فضیلتین علی ابن ابیطالب
کو دین ہین اگر اون فضائل مین سے ایک خصیلت بھی مجھہ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا
او رما فیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی
اونکے نکاح مین دی اور اونسے اولاد ہوئی دوسری یہ کہ سبکے دروازے بند کروانے کا
حکم ہوا سوا اونکے دروازے کے تیسری یہ کہ خیبر کے دن جھنڈا اونکے ہاتھہ مین دیا گیا
اور نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ عثمانؓ و
علیؓ کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر کہا کہ علی سے کچھہ نپوچھو
اور اوسکا کسی سے قیاس نکرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نزدیک کتنی ہی ہم سبکے دروازے بند کروانے کا حکم دیا سوا دروازہ علیؓ کے شیخ
ابن حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اون احادیث سے حجت اور قبول کے لائق ہی علی الخصوص
جبکہ بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابن حجر کہتے ہین کہ
ابن جوزی نے اس حدیث کو جو شان علی مرتضی سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی ہو موضوعات
مین لکھا ہی اور اوسکے بعضے طرق پر کلام کیا ہی اور کہا ہی کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح
کے ہی جو باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہوئی ہی غالبًا رافضیون نے اوسکو
اوسکے معارضے مین وضع کی ہی اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اسباب
مین خطای شنیع کی ہی کہ اس حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث
کے طرق بہت ہین بعضے اون طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہنچی ہین
اور یہ حدیث حدیث ابوبکر کے ساتھہ معارض نہین ہی جمع اور توفیق ان دونون حدیثون کے

عزبیان مین ثابت ہی اور بزار اپنی مسند مین اسکولایا ہی اور کہا ہی کہ حدیث علی روایات
اہل کوفہ سے ہی اور حدیث ابی بکر روایات اہل مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہی
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سد ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے
مستثنے کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کیطرف
تھا اور سوا اوسکے کوئی راہ آنے جانے کی نہ تھی اور مؤید اس کلام کا وہ ہی جو ترمذی
حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کی حالت مین کوئی شخص اس مسجد مین
نہ آوے مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند کروتے سوا باب علی کے اور
دوسرے وقت کھڑکیون اور روزنون کے بند کرنے کا حکم دیا اوسوقت استثنا کیا ابی بکر
کا سارے اصحاب مین اسواسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہ مسجد کیطرف ہو
جیسا حضرت علی کا تھا اونکا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کیطرف جیسا کہ علمای سیر اور
احادیث نے اسکی تحقیق کی ہی اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلاباذی نے معانی الاخبار
مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہی بیان تک تمام ہوا حاصل کلام شیخ
ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت کرتی ہی اس
بات پر کہ قضیۂ فتح باب علی مرتضی مقدم ہی یہ ہی کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب کے دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا سوا دروازہ
علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ و
سلم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اونکے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول اللہ
آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا ای چچا مین باہر ہون
مجھکو اس امر مین اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سید الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیۂ
فتح باب علی رضی اللہ عنہ سابق ہی اسواسطے کہ قضیۂ فتح خوخۂ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض موت مین واقع ہوا اور شہادت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کی غزوۂ احد مین ہوئی اور سید علیہ الرحمہ نے قضیۂ فتح باب علی کو بہت سے

احادیث سے بہت طرح سے ثابت کیا ہی از جملہ اون احادیث کے یہ ہی کہ ابن قبالہ
اور کبھی ایک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب
کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ یکایک منادی نے ندا دی یَا اَیُّهَا النَّاسُ سُدُّوْا
اَبْوَابَکُمْ وہ ندا سنکر سب کے سب چونکنا ہوئے لیکن کوئی شخص اپنی جگہہ سے اوٹھا نہین
پھر دوسری بار ندا آئی یَا اَیُّهَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ یَّنْزِلَ الْعَذَابُ
آدمی سب نکل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے علی مرتضی بھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کھڑے ہوگئے تو علی مرتضی کی طرف آپ نے متوجہ ہوکر
فرمایا توکیا کھڑا ہی جا اپنے گھر مین بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس
بات کے سننے سے لوگون کے دلون مین کچھ رنج سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد
وثنای الہی جل وعلا وشانہ کے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تو
ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بہ صفت طہارت اور اوس مین کوئی نرہے سوا تیرے اور
ہارون کے اور سوا ہارون کے دونون بیٹون کے کہ شبر اور شبیر ہین اسی طرح اللہ تعالی
وحی کی مجھپر کہ مین ایک مسجد طاہر بناؤن اور اوسمین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی
کے اور علی کے دونون بیٹون کے کہ حسن اور حسین ہین پس مین نے مدینے مین آن کر
مسجد بنائی اور مجھکو مدینے کے آنے مین اور مسجد کے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا
مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہی اور نہین جانتا مگر وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہی
پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبائل انصار میرے آگے آئے تاکہ مین
اونکے یہان اوترون اور رہون اونکے کہنے سے نہین اوترا اور مین نے کہا کہ میرے
ناقے کو روکو نہین وہ مامور ہی جہان بیٹھ جائے گی مین وہین اوترونگا اور وہین
میرے رہنے کی جگہہ ہوگی قسم ہی خدا کی دروازون کو نہ مین نے بند کیا ہی نہ مین نے
کھولا ہی اور علی کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہی مین امین کیا کرون اور حق
یہ ہی کہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہی اور حدیث

علی رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہو سکتا پس ہو سکتا ہی کہ دونون قصے
حق ہون اور وجہ توفیق وہی ہی جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے
علمای حدیث سے نقل کیا ہی وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْق

باب ساتوان بیان تغیرات اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے سرور عالم

صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد نبوی مین ائمہ اور امرا اور سلاطین سے ظہور مین آئی
اور ذکر اون کے اوضاع اور احوال مین بسبیل اختصار اور اجمال پر
مسجد نبوی مین پہلے زیادتی اور بڑھاو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اونکے نظر شریف مین
مصلحت نہ تھی کہ مسجد نبوی کو تغیر دیتے اونکے وقت مین اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے
ستون جو گر پڑے تھے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے بٹھائے
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلّی اللہ علیہ وسلم کا اس باب
مین اشارہ پا چکے تھے سن سترہ ہجری مین قبلہ اور شام اور مغرب کی طرف مسجد
نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا کیونکہ اوس طرف حجرات امہات
المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا قبلہ سے شامی لنگ تک
ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوسکا جانب مشرق سے جہت غربی تک ایک سو بیس
گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے مجھسے فرمایا تھا کہ تو مسجد کو بڑھانا
اسواسطے مین نے بڑھائی اور نہین تو یہ بات مین ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہ لوگون پر
تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بنای حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ
وسلم تھی یعنی اونھون نے بھی کچی اینٹون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے بنائی
نقل ہی کہ دار عباس رضی اللہ عنہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے
اون سے کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگی کرتی ہی اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہو جائے
ایک طرف اوسکے حجرات امہات المومنین ہین اور دوسری طرف کو تمہارا گھر ہی

حجرات امہات المومنین کھودے گئے کی تو میری مجال نہین رہا تمھارا گھر اوسکو یا تم بیچ ڈالو
اوسکی جو قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کرون یا اسکی عوض مین جو مکان مدینے مین
جس جگہ تمکو پسند آوے تم کہو مین تمھین دیلوا دون یا اس گھر کو مسلمانون پر تصدق کرو
بہرحال ان تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا
لا واللہ مین ان تین شقون مین سے کوئی شق اختیار نہین کرون گا یہ وہ جگہ ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب
رضی اللہ عنہ کو رفع مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے ایک حدیث پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنی تھی عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہی کہ سنا مین نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالی نے داؤد علیہ السلام پر وحی
بھیجی کہ تو میرے واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد علیہ السلام
نے بحکم الہی بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بنای عمارت کا خط ایک طرف سے ایک
اسرائیلی کے گھر پر آیا داؤد علیہ السلام نے صاحب خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے
ہاتھہ بیچ ڈال اوسنے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نمانا داؤد علیہ السلام نے اپنے دل مین
یہ بات ٹھہرائی کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالی نے
وحی بھیجی کہ ای داؤد علیہ السلام مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا کہ اوس مین
میری عبادت کرین تو آدمیون کے گھر غصب کرتا ہی تیری عقوبت یہ ہی کہ تو اس گھر کو
نہ بنا داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق دے
کہ اس بنا کو تمام کرے بیٹے داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام
کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھہ تعرض نکیا بعد
اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کے واسطے
تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کر لیا اور ایک گھر
اور جعفر بن ابی طالب کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھہ درہم کو

خرید کر کے مسجد شریف مین داخل کیا دوسرا نصف اسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت
مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بائین مسجد شریف مین شرقی الگ
پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطحا رکھا تھا بنایا تا کہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بات آواز
بلند کرنے کو چاہے تو وہان جائے اور مسجد شریف مین آواز بلند نکرے اور شعر نہ پڑھے
ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین
فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پہونچتے یہ مسجد پیغمبر ہی اسمین
آواز بلند کرنا جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسّان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین
بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے حضرت نے اونکی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن
ثابت نے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین نے اوس شخص کے سامنے
شعر پڑھا ہی جو تجھسے بہتر تھا یعنی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ وہان حاضر
تھے حسان نے اونکی طرف مُنہ کر کے کہا کہ اے ابو ہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دے کر
پوچھتا ہون کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ
اَیِّدْہُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ یعنی ہان
ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہی **فائدہ** مسجد مین شعر پڑھنا جو حرام ہی تو شعر
جاہلیت اور اہل بطالت ہی اور جو مشتمل ہو کذب اور زور پر والا ترمذی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسّان بن ثابت
کے واسطے مسجد مین منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھے اور کلام
فصل بیان پر یہ حدیث ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اَلشِّعْرُ حَسَنُہٗ
حَسَنٌ وَقَبِیْحُہٗ قَبِیْحٌ دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد
شریف کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیوارین اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی

لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونون کو لوہے اور شیشے کے عمودون سے مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی طرف کم اور جانب شرقی کو حرمت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال پر چھوڑا اوس طرف کچھہ زیادتی اور کمی نہین کی اور ابتدای عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول سن اونتیس ہجری مین واقع ہوئی اور اتمام اوسکا اوائل محرم سن تیس مین ہوا پس مدت عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت سن پینتالیس ہجری مین واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہی اور صحیح مسلم مین آیا ہی کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگون مین اس بات سے کچھہ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ مَنْ بَنٰی مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ اور شاید آدمیون مین انکار ہدم کرنے بنای اول اور منقش پتھرون کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ سے ہوئی اسواسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئی اور حدیث ابوہریرہ مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعای یمن تک بناوین تو وہ میری ہی مسجد ہی نقل کرتے ہین کہ جب سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیون نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوئی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتوی اور اصحاب رای تھے مشاورت کی جب اجماع منعقد ہوا حضرت نے منبر پر چڑہ کر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اسبات مین حدیث نبوی اور قول سیدنا عمر اور اجماع صحابہ کو متمسک کیا کہ شبہات لوگون کے اذہان سے اوٹھہ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنای مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بنای عثمانی کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے

ع جو بنی مسجد واسطے اللہ کے بنایا اللہ نے اوسکے واسطے گھر جنت مین ۱۲

یہ بنا تمام ہوا ایک طرف سے بنے تو دوسری طرف سے گرے لوگون نے کہا یا ابا اسحق تم ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک نماز اس مسجد مین افضل ہی ہزار نماز سے دوسری مسجد مین سوا مسجد الحرام کے اوتھون نے کہا ہان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنا کی جہت سے اسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہی کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہی اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے اتمام پر موقوف ہی ادھر یہ عمارت تمام ہوئی ادھر فتنہ نازل ہوا لوگون نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہی اونھون نے کہا اس شیخ یعنی عثمان بن عفان کا قتل ہو جانا ہی ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان کا قتل مثل قتل عمر ہی اونھون نے کہا نہین بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہی بعد اوسکے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ نے اشارہ اس بات کیطرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بنای مسجد سے اور زیادہ ہو گئی اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اسکے جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہی اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فساد اور قتال و کشت و خون کثرت سے ظاہر ہوا اوسکا بھی سبب قوی قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اون ہی کا ارادہ انتقام چنانچہ سیاق بیان واقعہ حرہ سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوسکے اور وقائع سے اوسکی طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید بن عبد الملک بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے خلفا اور امرا سے عمارت عثمانیہ مین دخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی طرف سے عامل مدینہ عمر بن عبد العزیز تھے اونکو ولید نے لکھا کہ مسجد شریف کے گرد جس کسیکا گھر واقع ہوا اوسے مول لے لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے تو اوسکا گھر گرا دے اور بدل مین اوسکے کچھ مال دیدے اگر مال بھی نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو

وسے دے اور حجرات ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن
عبد العزیز نے موافق اوسکے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو ہدم کرکے
داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جب یہ حکم ولید کا مدینہ مطہرہ مین آیا اور
حجرات ازواج مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینے مین ایک قیامت برپا تھی اور
کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھکر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب کہتے تھے کہ
کاش حجرات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا ہوتا کہ پچھلے
آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون ومکان سید انس وجان صلی اللہ علیہ و
سلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہی اور کیا زہد اختیار کیا ابن زبالہ نے بعضے
اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبد الملک حج کو آیا تو بعد اتمام مناسک
حج کے مدینے مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا تھا اثنای خطبہ خوانی
مین اوسکی نظر حضرت امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت
فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے جمال جہان آرا کو آئینے مین مشاہدہ
فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن عبد العزیز کو بلاکر بہت جھڑکی دی کہ
تونے ان لوگون کو ابتک یہان کیون چھوڑ رکھا ہی اور نکال کیون نہین دیا مین نہین
چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر انکو یہان دیکھون گھر اسنے مول لے کر مسجد مین داخل کر دے
حضرت فاطمہ بنت حسین علیہا السلام اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ
علیہم اجمعین گھر کے اندر تھے اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر
گھر سے نہ نکلین تو گھر اونپر گرا دو اور بغیر اونکی اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور
گھر کو ویران کرنے لگے تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت
کرام مدینے کے باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات
سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبد العزیز
کے ہاتھ سے واقع ہوا سات ہزار دینار گھر کے بدل مین اونکو دیتے تھے حضرت امام
حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لونگا یہ قضیہ عمر بن

عبد العزیز نے ولید کو لکھا اوسنے حکم بھیجا کہ بہتر ہی دہ دینار نہ لین گھرون سے چھین لو
اور اونکو باہر نکال دو اور بیت المال مین داخل کر دیہی نزاع حضرت ام المومنین حفصہ کے
گھر پر واقع ہوئی جس مین اولاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رہتی تھی جب اولاد
حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلینگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے گھر کی عوض کچھ نہ لینگے تو حجاج بن یوسف بھی اوسوقت مدینہ منورہ مین تھا اوسنے
حکم دیا کہ گھر اونپر گرا دو لیکن اس قضیے کو ولید نے سنکر عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ اولاد عمر
بن خطاب کی دلجوئی کرا اور اونکو راضی رکھ اور قیمت گھر کی اونکو دے اگر نہ لین تو اونکا اکرام کر
اور کچھ تھوڑی سی زمین اونکے گھر کی اونکے تحت تصرف مین رہنے دے اور مسجد کیطرف
اونکا دروازہ بھی باقی رکھ اور زمانہ ولید مین طول مسجد دوسو گز اور عرض ایکسو سٹھ گز کا
ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلف اور تصنع کیا یہانتک کہ چھتین اور
دیوارین اور ستون سب مطلا اور مرصع جواہر کیے اور انواع طرح کے نقش و نگار سے
اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صناع اور استادکار ہاتھ لگین روانہ
کرے قیصر روم نے حسب الامر چالیس استادکار رومی اور چالیس قبطی مسجد بنانے کو اور اونکے
ساتھ اسی ہزار دینار اور زنجیرین نقرئی اور قندیلین اور ایک داستخوان ہو کہ چالیس ہزار
مثقال طلا اور چیزین جواہرات سے مرصع پیشکش کئے اور علامت محراب جو ابتک مساجد
مین متعارف ہی اوسی سے ایجاد ہی اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص نے عمال روم سے چاہا تھا کہ معاذ اللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بمجرد اس قصد کے
ایسا زمین پر گرا کہ سر اوسکا ریزہ ریزہ ہو گیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھ مسلمان
ہو گئے اور ایک دوسرے ملعون نے اونہین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سور کی
تصویر کھینچدی عمر بن عبد العزیز نے اوسکی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اونکے حکم کے
عمل مین آیا اوس خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے
کسی درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوبصورت کھینچتا تھا تو تیس درہم اوسکی اجرت پر
بطریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب ولید مدینے مین آیا

عمارت مسجد شریف تمام ہو چکی تھی ایک روز بتماشای عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوسکو دیکھکر بہت پسند کیا اور تحسین و آفرین کی کہا کہ ساری مسجد کی چھت تنے ایسی کیون نہ بنائی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ ساری مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت پڑتا اوس نے کہا کیا مضایقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنواتے عمر بن عبد العزیز نے کہا یا امیر المومنین آپ کو معلوم ہی کہ دیوار قبلہ پر کیا خرچ پڑا اوسکے فقط نقش و نگار پر چالیس ہزار دینار صرف ہوا ہی ولید یہ بات سنکر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیون کیا کیا تو نے اپنے باپ کا خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنای تماشای مسجد مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات ہوئی کہنے لگا کہ دیکھہ تیرے باپ کی عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہی اون صاحبزادہ والا رتبت نے جواب دیا کہ ہان میرے باپ کی عمارت عمارت مسجد تھی اور تمھاری عمارت کنایس یہود و نصاری کی سی ہی اور ابتدای عمارت ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے سن ہجری مین پس مدت عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف پر چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبد الملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب السلام کے تھا کھدواڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان تھا اوسکے صحن مین اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی سے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ولید کی عمارت سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسی نے ایجاد کی ہی واللہ اعلم اور زمانۂ ولید مین نماز جنازہ مسجد شریف مین پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفۂ عباسی نے کچھہ مسجد شریف مین بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھہ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کیطرف دس ستون اور بڑھائے اور رسم تکلف و تزخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی رکھی اور اوس سے پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے پھر کسی نے زیادت نہین کی سوا اِسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہی کہ سن دو سو دو مین مامون خلیفہ نے کچھہ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم فصل بیان حجرۂ مبارک مین

جو مشتمل ہی قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین
کھجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے
اسمین بحکم الہی جل جلالہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بھی اپنے گھر مین رہتی تھین اور اونکے اور قبر شریف کے درمیان مین کوئی پردہ نہ تھا
آخر کو جب حضرت کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ نے دھڑک گھسنے لگے اور
کچھ مبالات باقی نہ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر کی دو قسمین کین اور ایک دیوار
اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھالی اور جبتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان
دفن نہین ہوئے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کبھی کبھی جس وضع سے کہ ہوتین حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر
حاضر ہوتین اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر
ستر کامل اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرہ زمانہ عمارت ولید بن
عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوسکو ہدم کیا اور منقش پتھرون
سے پھر بنایا اور اوسکے باہر ایک حظیرہ دوسرا بنا کیا اور اون دونون حظیرون مین سے کسی مین دروازہ
نہ رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک دروازہ ہی لیکن مسدود اور تحقیق پہلا قول ہی
اور عروہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو
اپنے حال پر چھوڑو اور اوسکے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہی عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین
نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہی سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے روایت کرتے
ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پاؤن ظاہر ہوا بعد تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پاؤن
امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی نیو مین آگیا تھا اسواسطے کہ قول
اصح سے ثابت ہی کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہی کہ سر مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا
محاذی سینۂ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام ہی اور سر مبارک حضرت عمر خطاب
رضی اللہ عنہ کا محاذی سینۂ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس شکل پر

پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاؤن دیوار حجرہ شریفہ کی نیو تک پونہچین تو کیا عجب
ہی اور بعد بنای عمر بن عبد العزیز کے پھر آج تک کوئی حجرہ مقبورہ کے اندر داخل نہین ہوا سوا
اوسکے کہ نقل کرتے ہین کہ سن پانچسو ارتالیس مین ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی
گئی جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص تھے مشائخ صوفیہ سے
کہ طہارت اور نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور چند روز اونکو بھوکا رکھکر کہ
نظافت اون مین اور زیادہ ہوجائے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے
اندر اوتارا معلوم ہوا کہ کچھ خاک چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی
محاسن سے پاک کرکے شرف دو جہانی حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت
کے واسطے کہ طہارت مقام مقدس سے متعلق تھی ایک خوجے کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی
خدمت پر تعینات تھا ایک متولی عمارت کے ساتھ[١] اوتارا وہ دونون مکان اطہر کی جاروب
کشی سے ممتاز و سرفراز ہوئے اور سن پانچسو پچاس ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی[١]
نے ایک جالی صندل کی بنواکر گرد حجرۂ شریفہ کے نصب کی اونہین دنون مین ابن
ابی الہیجا[٢] شریف نے ایک غلاف دیبای سفید کا بھیجا جسپر سرخ ریشمی پھول بنے تھے
اور سورۂ یسین لکھی تھی اوسکو مستضی باللہ خلیفہ عباسی سے اجازت لیکر حجرۂ شریفہ پر
پہنایا اوس تاریخ سے عادت پادشاہون کی یہی رہی کہ ابتدای جلوس مین ایک غلاف
حجرۂ مبارک کے واسطے بھیجا کیے چنانچہ ابتک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہی اور سن
چھہ سو اٹھتر مین قلاؤن صالحی کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبہ سبز مسجد شریف
کی چھت سے اونچا تانبے کی جالیون سمیت جیسا آج تک موجود ہی بنایا گیا اور پہلے اوس سے
قبہ شریفہ مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد اوسکے سن آٹھ سو
اٹھاسی مین ملک قائتبا بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف کا
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا کچھہ پتھر وغیرہ نہین لگائے کہ اس خاک مین برکت اقدام سید انام
علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی بعد اوسکے دسوین صدی کے درمیان مین سلطان سلیمان
رومی نے روضۂ مقدسہ یعنی رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ کا فرش سنگ خام سے کیا

[١] جمال الدین اصفہانی کے ہاتھ سے ... [illegible] ... اور ... [illegible] ... ابن ابی الہیجا
[٢] ابن ابی الہیجا شریف ... [illegible] ... ایک باغ ہی ... [illegible]

اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز دیا اور گرد رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ
کے ایک دیوار نئی کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا مترجم عفی اللہ لہ
کہتا ہی کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید خان رومی نے
مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف و تصنع کیا کہ اوس سے پہلے
کبھی نہوا تھا ساری مسجد نبوی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا اور
سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہی کمال صنعت و دستکاری صناعان روم پر
معمور کیا سارے ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصًا باب السلام کو سونے سے
لاد دیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ
باب جبرئیل کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم
تھے اوسنے ایک پانچوان دروازہ اور بنایا وہ باب مجیدی کر کے مشہور ہی اور پانچ منارون
قدیم مین چار منارے وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئے وضع پر بنایا ہی نہایت
خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکے دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے
آنکھ نہین پھرتی اور رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک
برنجی بطور کٹہرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد سے سوای باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا کر کے مشہور ہی ایک کٹہرا سبز اوسکے گرد لگا کر باقی رکھا اور جو چیز تھی از قسم قبہ
روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد شریف مین قالین پشمی منقش تکلف کا
فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بکثرت آویزان کر دیے کہ رات بہ کثرت
روشنی سے دن کا گمان جاتا ہی اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات کیے ہین کہ آدمی
اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرہ شریفہ مین سوا ترمیم اور
تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالی اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرما وے تخمینا بارہ برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی
اور سن اتمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری ہین حق یہ ہی کہ اس مائۃ اخیرہ مین کہ لوگون کے
ایمانون مین ضعف آگیا ہی ایسی ہی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے تھی جیسی اوسنے

بنائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ **فصل** ازجملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت مین ازجملہ معجزات سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہیے قضیۂ نقب حجرۂ شریفہ ہی کہ سن پانچسو ستاون ہجری مین واقع ہوا نقل کرتے ہین کہ سلطان نورالدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی مذکور اوسکا وزیر تھا سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین مرتبہ خواب مین دیکھا کہ آپ دو شخصون کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ مجھکو ان دونون کے شر سے خلاصی دے سلطان نے فراست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی امر غریب کہ ایذا دہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مدینۂ منورہ مین حادث ہوا اور مجھکو وہان جلد پہونچنا چاہیے پس سلطان اوسی وقت بیس خواص مجلس اور بہت سا مال و متاع اپنے ساتھ لے کر تیز ساندنیون پر سوار ہوکر روانہ مدینۂ مطہرہ ہوا سولہ دن کے عرصے مین شام سے مدینے مین پہونچکر اون دونون ملعونون کی تلاش مین مشغول ہوا اور حیلہ اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام اور اکرام دینے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے کا حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اوسنے ہر شخص کو مال بیکران عطا کیا مگر اون حاضر ہونے والون مین کسی کو بہ شکل نامطبوع اون دو ملعونون کے جنکو خواب مین دیکھا تھا نہ پایا تو پوچھا کہ سوا ان حاضر ہونے والون کے کوئی اور شخص بھی شہر مین باقی ہی جو حاضر نہین ہوا لوگون نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہین جو حاضر نہوا ہو مگر دو مغربی کہ نہایت صالح اور سخی اور جواد اور عفیف ہین شب و روز اپنی جگہ پر عبادت مین رہتے ہین اور کسی کے ساتھ اختلاط نہین رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہین سلطان نے حکم دیا کہ اونکو حاضر کرین لوگ اونکو حسب الحکم بلالائے سلطان نے بمجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہ وہی دو شخص ہین اوسی ہیئت سے کہ جنکو سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دکھایا ہی پوچھا کہ تم دونون یہان کس جگہ رہتے ہو کہا اس رباط مین جو حجرۂ شریفہ کے پاس ہی سلطان اون دونون کو اوسی جگہ چھوڑکر اونکے حجرے مین گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن طاق پر رکھے ہین اور کچھ کتابین وعظ و نصیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ڈھیر ہی کہ فقرای مدینۂ منورہ پر صرف کیا کرتے تھے اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پڑی ہی

سلطان نے چٹائی کو اوٹھایا دیکھتا کیا ہی کہ ایک بڑی بھاری سُرنگ حجرۂ شریفہ کی طرف
اون دونون ملعونون نے کھودی ہی اور ایک طرف کو ایک کنوان کھودا ہی کہ سرنگ
کی مٹی نکال نکال کے اوسمین بھرتے ہین اور ایک روایت سے یون معلوم ہوتا ہی کہ چمڑے
کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اون مین مٹی بھر کر رات کو بقیع کے گرد پیش
ڈال آتے تھے آخر کو بعد تعذیبات شدیدہ کے حقیقت حال کھلی کہ وہ دونون ملعون
نصرانی تھے اور نصاری نے اونکو حجاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھہ کر کے
مدینۂ منورہ مین بھیجا تھا تاکہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہوکر معاذاللہ جسد
مطہر کے ساتھہ گستاخی سے پیش آئین جس رات کو کہ سرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچایا
ہین ایسا ابر و باران آیا اور رعد و برق اور زلزلۂ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور
اسی کی صبحکو سلطان سعید پہونچتا ہی سلطان کو یہ بات سنکر حالت عظیم پیدا ہوئی اور
نہایت رویا اور اون دونون ملعونون کی شباک حجرۂ شریفہ کے نیچے گردن ماری اور
آخر روز مین جلا دیا اور گرد حجرۂ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی تک پہنچ گئی وہان
سے سیسہ گلا کر نیو بھرلائے تاکہ وہان تک پھر کوئی نہ پہنچ سکے اور دوسرا قضیہ یہ
ہی کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعضے امرای عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور
ولایت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً اونکی تحت تصرف تھی اور اون
اشقیا کے احوال تواریخ جاننے والون پر روشن ہین بعضے زندیقون نے صلاح دی
کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجساد شریفۂ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مصر
مین نقل کرلائین تو یہان کے لوگون کی منفعت عظیمہ کا موجب ہوا اور سارے جہان کے
لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرین حاکم مصر نے یہ مصلحت پسند کر کے اس خیال
محال مین ایک مکان لق و دق اور حظیرۂ عظیمہ بنوا کر تیار کیا اور ایک شخص معتمد کو
جسکا نام ابو الفتوح تھا نباشی قبور شریفہ کے واسطے مدینۂ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینۂ
منورہ کہ ابو الفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہوگئے تھے اول مجلس مین
جو ابو الفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے آیۂ کریمہ وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ

وَطَعَنُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَئِمَّةَ الْکُفْرِ اِنَّھُمْ لَآ اَیْمَانَ لَھُمْ لَعَلَّھُمْ یَنْتَھُوْنَ
اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّکَثُوْٓا اَیْمَانَھُمْ وَھَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ
تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت وہیجان پیدا ہوا قریب
تھا کہ ابو الفتوح کو اوسی مجلس مین مار ڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد شریفہ اونھین اشرار کے
تصرف مین تھی اسواسطے اوسکے قتل مین سرعت او رتعجیل مناسب نہ دیکھی ابو الفتوح کو بھی
ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجکو قتل کر ڈالین تو مین راضی ہون اس سے کہ
موضع شریف مین ہاتھہ لگاؤن اور اسی رات کو ایک ہوای تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی
اور اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گیند کی طرح ڈھلکتے پھرتے ابو الفتوح بھی یہ حال
دیکھکر نہایت ہیبت او رخوف مین آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو اپنے دلمین تمنای کرام
رکھتا تھا اوسکے دل سے نکل گئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکل گیا تیسرا قضیہ
خسف بعض ملاحدہ ہی محب طبری ریاض نضرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے
پاس آئے اور بہت سا مال اور ہدایا اوسکے لائے اس غرض سے کہ حجرۂ شریفہ مین دروازہ
کرکے اجساد مطہرہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکالدین
امیر مدینہ نے کہ بد مذہب اور طامع دنیا تھا اس بات کو قبول کیا اور اوس فعل نا مطبوع
وقبیح کا اذن دیا اور دربواب حرم شریف کو بلا کر حکم دیا کہ یہ لوگ جسوقت آن کر دروازہ حرم شریف
کھلوائین کھول دینا اور جو فعل یہ کرین اوسکا مانع نہونا بواب کہتا ہی کہ جسوقت نماز عشا سی
لوگ فارغ ہوئے اور دروازہ حرم شریف بند کیا چالیس آدمی پھوڑے اور کدال اور
شمعین ہاتھون مین لئے کر باب السلام پر آکھڑے ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا مین نے
امیر کے حکم سے دروازہ کھولدیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رونے لگا کہ الٰہی
یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہی سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات
تک پہونچنے نہ پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون
کے پاس جو زیادت عثمان کے قریب واقع ہی زمین مین دھس گئے امیر مدینہ اونکا منتظر تھا جب
بہت دیر ہوئی تو امیر نے مجھے بلا کر اوس قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھ دیکھا تھا کہہ دیا

امیر نے اسباب کو باور نہ کیا اور کہا تو دیوانہ ہی مین نے کہا امیر خود چل کے دیکھے
اب تک خسف کا اثر باقی ہی اور طبری اس حکایت کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہین
جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعضے مورخان مدینہ نے بھی ذکر کیا ہی
چنانچہ تاریخ سمہودی مین مذکور ہی واللہ اعلم **باب آٹھوان مسجد شریف اور روضۃ
من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب مین** از جملہ
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہی کہ صحیح بخاری مین مذکور ہی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ مِنَ الْمَسَاجِدِ
اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مسلم بھی مثل اسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے ہین کہ
فَاِنِّیْ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَمَسْجِدِیْ اٰخِرُ الْمَسَاجِدِ پس روایت مسلم کی ملا کر یہ نکلتا ہی کہ ایک
نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کے ہی جو اور انبیا کی مساجد مین واکیجائین
جیسے مسجد اقصی مین کہ سلیمان علیہ السلام کی مسجد ہی سوای مسجد الحرام کے کہ مسجد ابراہیم
علی نبینا و علیہ السلام ہی چنانچہ اور احادیث مین اس بات کی تصریح آئی ہی طبرانی معجم کبیر
مین ثقات سی نقل کرتی ہین کہ ارقم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوئے
کہ بیت المقدس جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون جاتے ہو کیا
قصد تجارت ہی انھون نے عرض کیا قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر
نماز پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین ہزار نماز کے برابر ہی اوس مسجد مین اور بعضے
احادیث مین آیا ہی کہ ایک نماز بیت المقدس مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین
پس فضل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور مساجد کے نماز پر برابر ہزار ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا
مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہی اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ احتمال رکھتا ہی کہ بیان مساوات کے واسطے
ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینہ کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر یا واسطے کمی
مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علما نے احتمال اول کو ترجیح دی ہی یعنی مساوات کو اور
ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے احتمال ثالث کی طرف گئی ہین یعنی
کہ ایک نماز مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام

کے ہزار نماز سے کم کے برابر ہی ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین مین اختلاف ہی بعضے مالکیہ اس طرف گئے ہین کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہی اور بعضے دوسرے نو سو نماز مسجد حرام کے برابر کہتے ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث سے مستنبط کیا ہی اور جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ استثنای مذکور بیان مزیت مسجد حرام کے واسطے ہی زیادتی ثواب مین مسجد مدینہ پر اسواسطے کہ وارد ہوا ہی کہ نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجے زائد ہی اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہو اور مساجد کی نماز پر نو نماز مسجد حرام کے اور مساجد کی نماز پر سوای مسجد مدینہ کے لاکھ درجے زائد ہوئی جیسا کہ دوسری حدیث مین شرح کے ساتھ وارد ہوا ہی کہ اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِی مَسْجِدِی بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ بِخَمْسِمِائَةِ صَلٰوۃٍ اور یہ ورود عدد و مزیت بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث مین غالب ہی کہ اوقات مختلفہ مین بحکم الٰہی ہوا ہوگا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ مین ہم پہلے اشارہ کر آئے ہین کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہی کثرت اعداد اور زیادتی کمیت کی طرف اور ہو سکتا ہی کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہو عدد اکثر پر اور واقع ہونا عدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہین ہی اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہی یہ ہی کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی کو نسبت اور مساجد کی مذکور ہوئی آیا مخصوص ہے اوسی ہی مسجد کے ساتھ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف مین تھی یا شامل ہی اون زیادات کو بھی جو بعضے خلفا اور امرا کے زمانے مین بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئین قول مختار موافق احادیث و اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہی کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ لَوْ مُدَّ هٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰی صَنْعَاءَ کَانَ مَسْجِدِی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی لَوْ مُدَّ مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَةِ لَکَانَ مِنْہُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت مین دلیل قاطع ہی مساوات پر

۱ یعنی ایک نماز مسجد حرام کی لاکھ نماز کے برابر ہی اور ایک نماز میری مسجد مین ہزار کے برابر اور ایک نماز بیت المقدس مین پانسو رکعت کے برابر ہی ۱۲

۲ یعنی اگر بڑھائی جاوے یہ مسجد صنعا تک تو وہ میری ہی مسجد ہو جاوے ۱۲

۳ یعنی اگر بڑھائی جاوے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذوالحلیفہ تک تو وہ مسجد نبوی ہی ۱۲

درمیان اصل مسجد اور زیادات کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک کرنے اگرچہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور اعظم ہونا بہ نسبت سارے مقامات کے باقی ہی
ابن تیمیہ کہتا ہی کہ اس باب مین سلف سے خلف تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہی شاید
مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہی قول مخالف کے نفی مین ورنہ اسباب مین
کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور امام نووی
کے بعض کتب مین اسباب مین خلاف مذکور ہی اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام
نووی نے اوس قول سے رجوع کیا ہی وہو الصواب **فائدہ** اکثر علما کے نزدیک مضاعفت
مذکورہ مین فرض و نفل دونون برابر ہین اور بعضے علمای حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس
حکم کو فرض کے ساتھ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہی
وَاَفْضَلُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِی بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃَ لیکن ظاہر ہو چکا ہی کہ بغیر مضاعفت کے
فضیلت پائی جا سکتی ہی اور ساتھ اسکے ہو سکتا ہی کہ نماز نفل مکے اور مدینے کے
گھرون مین مضاعف ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہی
جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہی اسی طرح
ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اَلصَّلٰوۃُ فِی مَسْجِدِی ہٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
وَالْجُمُعَۃُ فِی مَسْجِدِی ہٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَشَہْرُ
رَمَضَانَ فِی مَسْجِدِی ہٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ شَہْرِ رَمَضَانَ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
اور یہ بات بھی جانی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنی یہ ہین کہ ثواب کثیر ہاتھ
لگتا ہی نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھکر اس گمان سے کہ ہزار نماز
یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وھذا ظاھر اور ایک
عالم نے کہا ہی کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے
بیس دن کے نمازون کے برابر ہوتی ہی قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور

جگہوں میں ایک حسنہ کے دس لکھے جاتے ہیں اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور
مسواک وغیرہ پر مترتب ہیں ورنہ گنتی اوس حد کو پہنچ جائے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان
اللہ ذی الفضل العظیم والصلوۃ والصلوۃ علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم
اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہی کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہی کہ من صلی فی مسجدی اربعین صلوۃ اور زیادہ کیا طبرانی نے
لا تفوتہ صلوۃ کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من العذاب وبراءۃ من النفاق
یعنی آپ فرماتے ہین کہ جو شخص میری مسجد مین چالیس نمازین ادا کرے بغیر اس بات کی
کہ کوئی نماز درمیان مین سے فوت ہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہی کہ وہ بندہ دوزخ کی آگ سے
اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہی اور شاید حکمت چالیس عدد
کی تعیین مین یہ ہی کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہی اور منافق کو اوسکا
حاصل ہونا متعذر ہی اور جسکو حاصل ہو اوسکو برات نفاق سے بلاشبہ حاصل ہوگی اور جسکو
برات نفاق سے حاصل ہوگی اوسکو انشاء اللہ تعالی برات نار و عذاب سے بھی یقینی ہی
اور از جملہ اسکے وہ حدیث ہی جسکو بیہقی نے نقل کی ہی اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ
ہی کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کر کے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے
اوسکے نامۂ اعمال مین حج کامل لکھا جاتا ہی اور دوسری حدیث یہ ہی کہ جو شخص میری مسجد
مین نیک بات سیکھنے یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلۂ مجاہدین فی سبیل اللہ ہی اور جو
شخص نہ اس قصد سے آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو اور قصہ کہانی کہنا
تو وہ مانند اوس شخص کے ہی کہ اپنے محبوب کو اوروں کے ہاتھوں مین دیکھے

فصل فضائل روضۃ من ریاض الجنۃ مین جو احادیث وارد ہوئے ہین انمین از جملہ اونکی
وہ حدیث ہی جو صحیحین مین آئی ہی کہ ما بین بیتی ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ
اور بعضی روایات مین ہی ما بین قبری ومنبری اور زیادہ کیا ہی بخاری نے
ومنبری علی حوضی اور بعضے روایات مین ہی وان منبری علی ترعۃ من
ترع الجنۃ ترع کے معنی بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک

دروازه هین اور بعضون کے نزدیک درجه اور بعضے کے نزدیک وه باغچه جو بلندی پر واقع
هو ایک روز حضرت سرور انبیا صلی الله علیه وسلم منبر شریف پر کهڑے تھے ارشاد فرمایا که
اسوقت میرا قدم ایک ترعه پر هی ترع جنت سے اور دوسری روایت مین آیا هی که میرا منبر
میرے حوض پر هی اور دوسری حدیث مین فرمایا هی که اسوقت مین کهڑا هون اپنے
حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگه کو کهتے هین جهان سے حوض مین پانی داخل هو اور
منبر کے پاس جهوٹھی قسم کهانے مین سخت وعید وارد هوئی هی فرمایا هی که جو شخص میرے
منبر کے پاس جهوٹھی قسم کهائے تاکه مسلمانون کا حق تلف کرے وه اپنی جگهه دوزخ مین
آماده کرے اور دوسری حدیث مین آیا هی فعلیه لعنة الله والملائکة والناس
اجمعین اور جبکه یه جگه حقیقة بهشت کی هوئی تو بموجب آیه کریمه لا یسمعون فیها
لغوا ولا کذابا اوس جگه جهوٹھه پایا جانا دار دنیا مین ممنوع اور حرام هوگا جیسا دار آخرت
مین معدوم اور منتفی هی اور بعضے احادیث مین آیا هی که ما بین حجرتی ومصلای
روضة من ریاض الجنة بعضے لوگ مصلا کو مصلی مسجد نبوی پر حمل کرتے هین جو منبر
شریف سے حجره مبارک کے پاس تک هی اور بعضے مصلای عید پر جو شهرپناه مدینه منوره
کے باهر مکه معظمه کی راه کیطرف واقع هی لهذا نقل کرتے هین که حضرت سعد بن ابی وقاص
رضی الله عنه نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلای عید کے درمیان مین اپنے واسطے
ایک گهر بنایا تها اس روایت کے موافق ساری مسجد نبوی ساتهه اون زیادات کے جو
غرب کی جانب واقع هوئے هین روضة من ریاض الجنة ٹهرے گی اور خصوصیت
اوتنی جگهه کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع هی باقی نرهے گی اور ان احادیث کی
تاویل اور تحقیق مین وجوه متعدده علماء سے منقول هین بعضون نے کها هی که منبر کا حوض پر
هونا کنایه هی اس بات سے که اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت حاصل کرنا
سبب ورود هی حوض نبی صلی الله علیه وسلم پر اور موجب هی شرب کا اوسکے زلال جانفزا سے
بعضے دوسرون نے کها هی که ممکن هی که جو منبر حضرت صلی الله علیه وسلم کے وقت مین تها
اور آپ نے اوسکو مشرف فرمایا هو قیامت کے دن اوسکا بهی اعاده فرمادین اور کنار حوض

کوثر پر کہ ترعۂ جنت عبارت اوس سے ہی قائم کرین تعظیمًا لِلنَّبِیِّ وَتَنْوِیْهًا لِشَانِهٖ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور کچھ لوگ اسبات کیطرف گئے ہین کہ یہ سب خبرین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس منبر سے دی ہین جو اللہ تعالی آخرت مین آپ کے واسطے حوض کوثر پر رکھے گا
نہ اس منبر سے جو مسجد شریف مین ہی یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہی آپ فرماتے
ہین کہ درمیان میرے حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہی ریاض جنت
سے اور میرا منبر میرے حوض پر ہی ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہی جو روضہ
مقدسہ کی حد یا ذ رشتے کو ذکر فرمایا ہی اسی نہج پر حدیث روضہ مین بھی مختلف توجیہین
آئی ہین بعضون نے کہا ہی کہ اتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابہ ہی
بروضۂ جنت کے ساتھہ نہ یہ کہ حقیقت مین روضہ جنت ہی چنانچہ تسمیہ مساجد سے ساتھہ
ریاض جنت کے حدیث اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا مین اشارہ اوس بات
کیطرف ہوتا ہی خصوصًا زمان سعادت نشان حضرت علیہ الصلوۃ والسلام مین کہ آپ کی
مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل کرتے تھے اور بعضے اسبات
کیطرف گئے ہین کہ اس سے مقصود بیان شرف عبادت ہی اس مکان عظیم مین کہ موصل ہی
روضۂ رضوان کیطرف چنانچہ کہتے ہین اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ وَالْجَنَّةُ تَحْتَ
اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ باعتبار اسبات کے خدا کی راہ مین تلوار مارنا اور اپنی امہات کی خدمت
بجا لانا ریاض جنت مین پہونچاتا ہی یہ دونون قول نہایت ضعیف اور بعید ہین اسواسطے
کہ ریاض جنت کے ساتھہ مشابہ ہونا اور منزل رحمت ٹھہرنا اور روضۂ جنت کیطرف موصل ہونا
سارے مساجد کو شامل ہی خصوصیت مسجد نبوی کی کیا ہی اور اگر اللہ تعالی کی رحمت
خاص پر اور ایک روضۂ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اسکے بھی اب تک
تکلف سے خالی نہین اور تحقیق یہ ہی کہ کلام اپنی حقیقت پر محمول ہی اور درمیان حجرہ
شریفہ اور منبر شریف کے حقیقت مین ایک روضہ ہی ریاض جنت سے اس معنی کر کہ
قیامت کے دن اوتنی زمین کو جنت فردوس مین نقل کر لیجائین گے اور اوسکو ساری
زمین کی طرح سے معدوم اور منتفی نہ کرین گے جیسا کہ ابن فرحون اور ابن جوزی نے

امام مالک سے نقل کی ہی اور اسبات پر ایک جماعت علما کا اتفاق بھی ذکر کیا ہی اور
شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علمای حدیث نے اس قول کو ترجیح دی ہی ابن ابی حمزہ کہ اکابر
علمای مالکیہ سے ہین فرماتے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ اللہ تعالی نے اتنا ٹکرا زمین پاک کا
ریاض جنت سے دنیا مین بھیجا ہو جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراہیم مین واقع ہوا ہی
اور بعد قیام قیامت کے پھر اوسکو اپنی مقام اصلی پر لیجائین اور نزول رحمت اور
استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم ہی یہ معنی حقیقت مین جامع ہین سارے
اون معانی کو جو اور لوگون نے کہین ہین علاوہ اوسکے اس معنی سے ایک سر اور بھی
ظاہر ہوتا ہی کہ جیسا اللہ تعالی نے رتبہ خلیلیہ ابراہیمیہ کو ایک پتھر جنت سے عنایت
کرکے امتیاز دیا ہی اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اعطای روضۃ من ریاض الجنۃ سے خاص
کیا ہو تو کیا تعجب ہی اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینون کے معلوم ہو تو چندان
عجب نہین اسواسطے کہ آدمی ادراک حقائق اشیای آخرت اس حیات فانی مین اپنی
کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا کہ چاہیے کر نہین سکتا اور وہ جو بعضون نے فقط
مزیت ثواب اور فضیلت عبادت پر حمل کیا ہی اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی
ہو سکتی ہی جو شان اُحد اور عیر مین وارد ہین کہ اُحد جبال جنت سے ہی اور عیر جبال
دوزخ سے پس کوئی عالم اس بات کی طرف نہین گیا ہی کہ جوار اُحد مین عبادت کرنا
موصل ہی جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم مین پہنچاتا ہی بلکہ
آخرت مین جبل اُحد دروازۂ جنت پر ہوگا اور عیر دروازۂ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب اتنی
زمین حقیقت مین روضۃ من ریاض الجنۃ ہی تو چاہیے کہ بھوک پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے
ہی نہ لوازم جنت سے اوس مین نہو جیسا اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی اِنَّ لَکَ اَنْ لَّا تَجُوْعَ
فِیْهَا وَلَا تَعْرٰی اسکا جواب یہ ہی کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعہ شریفہ سے لوازم
جنت منفک ہو گئے ہون جیسا منفک ہو گیے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اون مین بھی
لوازم جنت نہین پائے جاتے اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور خبر ثابت نہین ہوتی
رکن و مقام کی شان مین تو دلائل و براہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب

اور روضہ کے اعتبار لیسے نہین ہین اسکا جواب یہ ہی کہ دلیل تو عبارت ہی خبر سرور انبیا
مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے بس جس طرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق
سے معلوم ہوئی ہی اوسی طرح روضۂ شریف اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہی اور اگر
کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونون جگہ ممکن ہی اور اگر حقیقت پر جاؤ تو دونون جگہ
ثابت ہی پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہی واللہ اعلم وَمِنْہُ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ
التَّحْقِیْقِ وَھُوَ بِاِفَاضَۃِ الْعُلُوْمِ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ جَدِیْرٌ وَحَقِیْقٌ

باب نوان ذکر بنای مسجد قبا اور اون مساجد نبویہ مین جو با ثورہ اور مظاہر انوار

محمدیہ ہین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ صَلٰوۃً کَامِلَۃً مُکَمَّلَۃً

پہلے معلوم ہوچکا ہی کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے
تو قبل از رونق بخشی مدینۂ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو
بن عوف مین کہ ساکنان قبا تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک
روایت مین ہی کہ اہل قبا نے بھی بنای مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابہ
کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ ایک شخص تم مین سے میرے ناقہ پر سوار
ہوکر اوسے پھراوے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور اوسکی پیٹھ پر
سوار ہوئے ناقہ نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے جب
بھی نہ اوٹھی بعد اوسکے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھ کر پاؤن کا ب مین
ڈالا ہی تھا کہ ناقۂ مبارک کودکر کھڑی ہوگئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
فرمایا کہ اوسکی باگ چھوڑ دے اللہ تعالی نے اوسکو حکم دیا ہی جہان ٹھہرے گی آخرش
جس جگہ وہ ٹھہری اوسی جگہ آپ نے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر
جمع کرین پھر آپ نے ایک خط تعیین قبلہ کے واسطے کھینچ دیا اور ایک پتھر اپنے
دست مبارک سے اوٹھا کر نیو کی جگہ رکھ دیا بعد اوسکے صحابۂ کرام کو ارشاد
ہوا کہ ہر ایک بترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعضے
روایات مین آیا ہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا

ے وقت ہوا ہی جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی رنہ قبلہ اوسوقت مین بیت المقدس کیطرف
تھا اور روایت ثقات سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنای مسجد قبا کے وقت
آپ بھی پتھر ڈھوتے تھے اور بقول بعضے مفسرین آیہ قرآنی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى
مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ مسجد قبا کی شان مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی
مسجد بنی ہی اور اون مسجد والون کی مدح مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ
اَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای بنی عمرو
تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق ہوئے اونھون نے عرض
کیا یارسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے سے استنجا کرکے
پانی سے خوب طہارت کرلیتے ہین فرمایا یہی سبب ہی جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے
ہو تمکو چاہیے ہی کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ
مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہی اس قول کی موید بعضے احادیث
بھی ثابت ہوئے ہین اور حق یہ ہی کہ اس آیہ کریمہ کا مفہوم دونون مسجدون پر صادق ہی
اسواسطے کہ دونون کی بنا اول ہی دن سے تقوی پر ہی پس ہوسکتا ہی کہ دونون مراد
ہون جیسا کہ بعضے علمای حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہی واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ
علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام
سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقوی کیطرف
اور پیچھے پیچھے اونکے آپ بھی تشریف لے چلے اس ہیئت پر کہ دونون دست مبارک
حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کندھون پر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات
کی تاکید کرتی ہی کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقوی ہی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِي اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ
اَوَّلِ يَوْمٍ هُوَ مَسْجِدُ قُبَا قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ اَنْ يَتَطَهَّرُوا
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے

اور دو رکعت نماز اوس مین پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری مین آیا ہی کہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوارہ اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یونہین کیا کرتے تھے اور ابن شیبہ دوشنبے کے روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہین اور محمد بن منکدر سے ثابت ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسیکو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہی اوس خدا کی جس کے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہی کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحاب کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکے طلب مین ہم کتنے اونٹون کے جگر نہ پھاڑتے پھر شاخین خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو باندھ کے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا لوگون نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین فرمایا واللہ تم لوگ کافی نہین ہو اور ابن بالہ زید ابن سلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَرَّبَ مِنَّا مَسْجِدَ قُبَا وَلَوْ کَانَ بِاُفُقٍ مِنَ الْاٰفَاقِ لَضَرَبْنَا اِلَیْہِ اَکْبَادَ الْاِبِلِ باسناد صحیح طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہی دو بار زیارت بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر تم لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا سر رکھا ہی تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین کرو اسی طرح باسناد صحیحہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے بھی ثابت ہوا ہی اور بھی خبر مین آیا ہی کہ مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَۃِ غُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ اور مراد مساجد اربعہ سے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہی اور حدیث ترمذی مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَا کَعُمْرَۃٍ اور عمرہ کی مثل ہونے مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعضے طرق مین چار رکعت کی تصریح آئی ہی

اور وہ چبوترہ جو صحن مسجد میں ہے کہتے ہیں کہ ناقہ مبارک کی بیٹھنے کی جگہ ہے اور سمہودی کہتے
ہیں کہ سوای کلام ابن جبیر کے اسبات کی کچھ اصل میں نے نہیں پائی لیکن لوگوں میں
مشہور ہی اور طول و عرض مسجد کا چھاسٹھ گز کہا ہی اور علما کہتے ہیں کہ کچھ زمین منارے
کی طرف عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہی اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد
شریف نبوی کیطرح اس مسجد کی بنا میں بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول
زمان کی جہت سے گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوسکی تجدید
کرتے رہے اور اوس مسجد شریف میں جسکا تبرکاً زیارت کرنا لازم ہی وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہی
کہ مسجد کے قبلہ میں واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کیطرف سے تھا
اوسکو بند کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلای شریف تیسرے ستون کے پاس ہے
اگر پہلی راہ سے داخل ہوں اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے میں ایک جگہ ہی اوسکا نام
مسجد علی ہی سمہودی کہتے ہیں کہ شاید یہ مسجد وہی دار سعد بن خیثمہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوسمیں آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہی اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہی چنانچہ
اسکا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھ آوے گا آب ذکر مسجد قبا کے ساتھ ذکر مسجد ضرار کا بھی
کہ ضد مسجد قبا ہی تفنناً کیا جاتا ہی سننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراض فاسدہ کہ اہل نفاق
کو لازم ہیں بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ
کُفْرًا الآیہ اوس باب میں نازل ہوئی بیہقی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے
ہیں کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوسنے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد
بناؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیلہ اور نفاق کرتے رہو اتنے میں میں قیصر روم کے
پاس جا کر اوس سے ایک لشکر عظیم لا محمد کو اور اونکے اصحاب کو یہاں سے نکالوں اسمیں
وہ منافقین مسجد ضرار تیار کر کے سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت شریف میں حاضر ہو کر
عرض کرنے لگے کہ ہمنے ایک مسجد بنائی ہی اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوسمیں نماز پڑھیں
تو موجب برکت و سعادت اوس میں کا ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِیْهِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ

تقوم فیہ الی قولہ واللہ لا یھدی القوم الظلمین اور بعضے نقل کرتے ہین کہ جس مین پر
مسجد قبا ئی ہی ایک عورت کی ملک مین تھی اوس عورت کا نام لینہ تھا اور اوسکے پاس
ایک گدھا تھا وہ اسی جگہہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ ہم گدھے
بندھنے کی جگہہ پر نماز پڑھین ہم اپنے نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد اور بناوین گے یہانتک
کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے بھاگا تھا
اور اہل مکہ کے ساتھہ ساز کر کے شام کو گیا وہان جاکر دین نصرانی اختیار کیا اور اوسی مین
واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول کے حکم سے مسجد ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی
گئی طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے مسجد ضرار کو جعفر منصور
کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا اور اب اوس مسجد کا نام و نشان باقی
نہین معلوم نہین کہ کس جگہہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہی کہ حوالی مسجد قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب
اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین پہلے یہ بات معلوم ہو چکی ہی کہ حبیب
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی جل سلطانہ بلدہ طیبہ مدینہ کیطرف
روانہ ہوئے تو قبیلۂ بنی سالم بن عوف تک پہونچے تھے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ
وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینۂ منورہ مین تشریف لاکر جمعہ قائم فرمایا یہ تھا اور قریب
اوس مسجد کے ایک وادی ہی جس کی غرب کی جانب بنی سالم بن عوف کے گھر تھے اور
ابتک اون گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر اسی وادی مین تھا
جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہی کہ اونھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر
ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہی اس جہت سے پانی برسنے
اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھہ نماز ادا نہین کرسکتا میرے گھر مین
آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہہ کھڑے ہوکر نماز ادا فرمائیے تو مین اوسی جگہہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علمای سیر نے لکھا ہی کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون
دونون مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہی
واللہ اعلم اور عمارت قدیم اس مسجد کی گر گئی تھی قریب نوسو سن کے کسی عجمی نے اوسکی تجدید

قولہ
بیچ اوسکے
الی قولہ
اور اللہ
نہین ہدایت کرتا
مسجد ضرار
[illegible]

کی او سمین چھت اور حائط بھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب بیس گز ہی اور عرض اوسکا
شرق سے غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین
وہ ایک چھوٹی سی مسجد ہی مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے
مربع کالے پتھرون سے بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہی گیارہ گیارہ گز جس زمانے مین
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نظیر کا محاصرہ کیا تھا اسی مسجد کے قریب قبہ مبارک
نصب کیا گیا تھا اور اس مسجد کی جگہہ پر چھہ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوسکے
اوسی جگہہ مسجد بنا دی گئی ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت
انصار کے ساتھہ اس مسجد کی جگہہ پر بیٹھکر فضیخ کو کہ ایک قسم ہی اقسام مشروبات سے
استعمال کرتے تھے جب آیۂ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے مُنہ کھول دیے
اور جسقدر اوس مین فضیخ تھی گرادی اس جہت اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما نے
کہا ہی کہ یہ قصہ شاید مسجد کی بنا سے پہلے کا ہی یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا
اور امام احمد اپنی مسند مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوسکو نوش فرمایا
اسی جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین
واللہ اعلم اور شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے
کی وجہ معلوم نہین ہوتی سوا اسبات کے کہ یہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع
ہین اوسکا مکان اونچا ہی اور طلوع شمس اوسپر پہلے ہوتا ہی اور کہا ہی کہ یہ گمان نکرنا چاہیے
کہ یہ وہ جگہہ ہی جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادۂ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ
قضیہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہی چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ علیہ نے اسکی تصریح
کی ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ حدیث اعادۂ شمس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سی باسناد
حسن ثابت ہوئی ہی اور اوسکے ثبوت کے طرق متعدد ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا
صحیح ہونا ثابت کیا ہی اور ابن جوزی اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری
مین کہتے ہین کہ ابن جوزی نے خطا کی ہی اسبات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہرایا ہین

اور مسجد قریظہ یہ مسجد ساری باغون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب
واقع ہی جسوقت مین کہ حضرت سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا
تو آپ اسی مسجد کی جگہہ پر فروکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہو کہ اوسکے جوار مین
ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبد الملک
نے اس مسجد کی بنا کے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کر دیا اور وہ جگہہ مسجد کے شمال
کی طرف پچھان کی کونے پر واقع ہی اور عمارت قدیم مین اوس جگہہ ایک منارہ تھا مسجد
قبا کے منارے کے وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گر گیا سن سات سو کے قریب
اوسکا کچھہ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنا دیا گیا
کہ ابتک موجود ہی اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد قبا کی وضع پر تھی کہ اس مین
چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہی قبلے سے شام کیطرف
چوالیس ۴۴ گز کی ہوگی اور شرق سے غرب کیطرف تینتالیس ۴۳ گز کی اور قصہ محاصرہ
بنی قریظہ یہ ہی کہ جب سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خندق سے فراغت پاکر
مدینہ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانے مین تھے اور ایک طرف سر مبارک مین
شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کامل کرکے مشقت وکلفت کو جسم شریف سے دور کرین
کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلودہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازۂ شریف پر پہنچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار
نہین کھولے اللہ تعالی وتقدس کا حکم ہی کہ آپ سوار ہوجیے اور بنو قریظہ پر دوڑ مارئے
اور مین اوس قوم پر جاتا ہون کہ اونکو سستا و بیدل کردون جبرئیل علیہ السلام
یہ خبر پہنچاکر پھرے کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ وبازار مین غبار بلند
ہوگیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال موذن
رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کو حکم دیا کہ جو شخص خدای تعالی کے حکم کا مطیع اور سامع ہی
اوسکو چاہیے کہ نماز عصر بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا
جھنڈا خاص عنایت فرماکر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک [illegible]

مین رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخر کار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ
کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم دے اوسپر راضی رہین
سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ ابتک زخم سے خون
جاری تھا حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا
اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہو گیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین
حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ نے بنو قریظہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی السَّیِّدِکُمْ بعضے علما اس
حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے
اور محققین کہتے ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے
کی تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی
بغیر کسی کی اعانت سواری سے اوتر پڑین تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اوٹھو
اور اونکو اوتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت کی نسبت صادر ہوا
نہ سارے حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اسبات کی کہ جس بات پر حکم سعد جاری ہو
اوسکا امتثال کرین بعد اوسکے فرمایا یَا سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ بنی قریظہ کے باب مین کیا
حکم دیتا ہی اونھون نے عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے
اور اونکے اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکے جورو لڑکون کو لونڈی غلام
بنا لیجیے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا
کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا جو سات پردۂ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو ہیون
کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ کی گردن ماری گئی اور سر اَنَا الضَّحُوْكُ الْقَتُوْلُ
تجلی اسم الٰہی محیی و ممیت سے ظاہر ہوئی نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ اور مسجد مشربہ ام
ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کیطرف ہی حرہ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے
درمیان مین ایک احاطہ چار دیواری ہی جسنے چھت کی قبلے سے شام کیطرف گیارہ گز ہی اور
مشرق سے مغرب کیطرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہ
نماز پڑھی ہی اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت قبطیہ مین والدہ حضرت ابراہیم

بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اون کا ایک باغ یہان تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا
ہوئے اور یہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے
تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت
خوبصورت تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے پہلے اونکو حارثہ بن النعمان
کے گھر مین رکھا آخر کو اس جہت سے کہ مجکو اونکی نسبت ایک غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی
مدینہ منورہ مین جہان یہ مسجد ہی اوٹھا لے گئے اور اونکے دیکھنے کو کبھی کبھی وہین تشریف
لیجانے لگے یہ بات مجپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ تعالی نے اونکو ایک لڑکا
دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا جو باعث نزول آیہ کریمہ یَا أَیُّهَا
النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الایہ ہوا مشہور ہی اور مسجد بنی ظفر اوس مسجد کو اب مسجد
بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرہ پیغمبر کہتے ہین اور بقیع سے پورب کیطرف واقع
ہی اوس قبے کی راہ سے جو قبہ حضرت فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا
مشہور ہی اور ثبوت کو پونہچا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند صحابہ کرام علیہم الرضوان
کو ساتھ لے کر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر نماز ادا فرما کر ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوئے
اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھے وہ قاری جب آیہ فَكَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِیدًا تک پونہچا تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین ہون
اور جن لوگونکو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علمای تاریخ لکھتے ہین
کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو اوس پتھر پر جا کر بیٹھا وہین اللہ تعالی اوسکی تاثیر سے قابلیت
حاملہ ہوجانے کی عنایت فرماتا ہی اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ متقدمین
اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پونہچی ہی مطری کہتے ہین کہ حجرہ مین بہت سے
پتھر ہین کہ اون پر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلے کے سم کے
نشان ہین اور ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہی کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس پر
تکیہ لگایا تھا اور اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیون کا سا نشان ہے

حجاج ان سب کی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہی اوسپر لکھا ہی خلد اللّٰہ ملک
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللّٰہ امیر المومنین عمر سنۃ ثلثین و ستمائۃ
اور مسجد الاجابۃ یہ مسجد بقیع سے شمال کیطرف ایک اونچی زمین پر واقع ہی جیلے سے شام کیجانب
قریب بیس گز کے ہی اور مشرق سے مغرب کیطرف پچیس گز ہی اور اسکا امام مسجد نبوی یہ
بھی ہی صحیح مسلم مین آیا ہی کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کیطرف تشریف
لاتے تھے ایکا گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا
فرمائی اور جتنے صحابہ کہ ہمراہ رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز کے آپ نے
دعا کی نہایت طویل جب وہان سے پھرے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار
عالم سے تین دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط مین مبتلا کر کے ہلاک نکر دوسری
یہ کہ عذاب غرق انپر مسلط نفرما تیسری یہ کہ میری امت آپس مین قتال نکرے ان مین سے
دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک ہونا تیری امت کا
تلوار سے ہوگا یہی اجابت دعو تین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا امام مالک مین
بجای اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہی کہ کافرون کا انپر غلبہ نہو اور سعد بن وقاص
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھکر کھڑے ہوگئے
اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور
لذت کی بات اوس مسجد مین یہ ہی کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت
حاصل کر کے باہر نکلو تو نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہی اسکا مزا اوسی وقت کے ساتھ تعلق
رکھتا ہی حق تعالی اس مترجم غفر اللہ لہ پھر وہان پونہچائے اور وہی لذت پھر عنایت کری اور سب مسلمانون کے
حق مین یہی دعا ہی آمین اور مسجد طریق السافلہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو
جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہی اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور ہی
بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز مین مسجد
نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے سے جو

جہانتک انگوشتے کے متصل تھا برآمد ہو کر تشریف باہر کو لے چلے مین بھی اوٹھکر پیچھے پیچھے
ہو لیا پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اوسکے
آپ سجدے مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین خیال اسکے کہ شاید آپنے
اس جہان فانی سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اسکے آپ نے سر مبارک اوٹھایا اور مجھہ سے
میرے رونے کی وجہ پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس
جبرئیل آیا اور میرے رب کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے مین اوسپر درود
بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے مین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہی کہ جو تجھپر ایک
درود بھیجے مین دس نیکیان اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہی مین اوسپر
دس درود بھیجون پس مین نے اس نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم
سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہی اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے
زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی اور امام احمد حنبل نے بھی اس حدیث کو
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی اور ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے
کیا ہی اور یہ مسجد چھوٹی ہی طول وعرض مین آٹھہ گز ہی اور مسجد بقیع یہ مسجد بقیع کے
دروازے سے نکلتے ہوئے واہنے ہاتھہ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کیطرف واقع ہی شاید بعضے علما کو اس مسجد کے باب مین
کوئی سند معتمد علیہ ہاتھہ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہی کہ شاید یہ وہ جگہہ
ہی جو بقیع مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلای عید تھا اور سمہودی بعضے
دلائل پر نظر کر کے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہی کہ یہ مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہی
جس مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تشریف لاکر نماز پڑھا
کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جمع ہوکا خوف نہوتا تو مین اکثر اوقات مین
نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہانتک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے کہ جہت شرقی
اور شمالی مین مدینہ مطہرہ تک واقع ہین اب اون مساجد کا ذکر آتا ہی جو جانب غربی مدینۂ
مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق مصلی عید یہ مسجد مدینے کے باہر ہی

پچھان کیطرف دروازۂ مصری کے قریب وس راہ پر جدھر سے قافلہ مکہ معظمہ سے آتا ہی
واقدی کہتے ہین کہ پہلی نماز عید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے
کے بعد دوسرے سال ہجرت مین پڑھی ہی اور ابن زبالہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت لاتے ہین کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید ضحی
اوس جگہ ادا فرمائی جو دار حکیم بن العدا سے قریب ہی اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے
ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہی اور اب وہ ایک مسجد
ہی مصلا کر مشہور اور سمہودی دلائل و علامات پر نظر کر کے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ
ہی جہان ایک مسجد بنی ہی مشہور یہ مسجد علی اگلے زمانے مین مدینے کا بازار وہین
تھا اور دار حکیم بن العدا بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہ ایک اور مسجد ہی کہ
اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرم مدینہ نے اوسکی تجدید کی نہایت
ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اوسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری
کی اس مسجد کے قریب ایک باغچہ تھا قدیم عریضہ کر مشہور اوسکا اب تک کچھ نشان باقی ہی
اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہی اور یہ مسجد بڑی ہی بڑا سا صحن رکھتی ہی
کہتے ہین کہ زمان محاصرہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
اپنی دولتسرا سے نکل آکر اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی
تھی اور سمہودی اسی مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے
ہین کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے نماز عید اس جگہ اتباعاً للسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادا کی ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف مین مصلای عیدین کچھ
عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی اور آپ نے خطبۂ عید منبر پر نہین
پڑھا پہلے جسنے خطبۂ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا چنانچہ شیخ ابن حجر
عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شبہ نقل کرتے ہین کہ
پہلے جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین
آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی

اور منبر پر برآمد ہوکر خطبہ پڑھا اور بعضے علمانے کہا ہی کہ اتفاق اتخاد منبر صلوۃ استسقا
مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ حضرت کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین
اور سوا اسکے جو نماز استسقا مین ہوا کرتا ہی سب آدمی دیکھین اور احداث منبر خطبۂ عید
کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہین کہ بنا ان تینون
مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہی اور مصلای شریف کی فضائل
مین اور اس مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہی اور بہت سے اخبار اور
آثار وارد ہین اور حدیث مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمُصَلَّايَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ
بھی اوسی قبیل سے ہی اسواسطے کہ مابین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی
ہی کیونکہ حضرت علیہ الصلوۃ والسلام یہان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر
سے تشریف لاتے مصلی مین قدم رنجہ فرما کر مستقبل قبلہ ہوکر دعا فرماتے اور بروایت
سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ نجاشی کی اسی جگہہ
پڑھی ہی اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اوسکے پاس اوسکی جہت قبلہ پر واقع ہین
سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجد فتح وہی ایک مسجد ہی جو
کوہ سلع سے پچھان کیطرف اونچی سی ہی اور مشرق اور شمال کیطرف اوسکی سیڑھیان
ہین اور اوسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلی بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی
مسند مین بروایت ثقات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دعا کی دوشنبہ وسہ شنبہ وچہار شنبہ کو
پس چہار شنبہ کے روز بین الصلوتین اجابت دعا کی بشارت پائی اس درجہ پر کہ آثار
فرح وسرور آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر ہوتا تھا حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین کہ جب کوئی مشکل مجھکو درپیش ہوئی مین نے اوسی وقت مسجد فتح مین جاکر دعا کی
اللہ تعالی نے مجھے اجابت دعا کی بشارت پونہچائی دوسری روایت مین حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہہ پر جہان مسجد فتح
بنی ہی تشریف لاکر کھڑے ہوئے اور دست مبارک اوٹھاکر کفار قریش پر جو خندق کے

روز جمع ہوکر چڑھہ آئے تھے بد دعا کی اور وہان نماز نہین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بد دعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے غزوۂ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دعا کی اور خوف اعداسے نماز ظہر
وعصر ومغرب پڑھنے کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کی سب نمازین قضا کین اور
جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز خندق ایک ہی ہی اس غزوے کو غزوۂ احزاب
بھی کہتے ہین اور غزوۂ خندق بھی اور اس غزوے کے بعد پھر کبھی کفار قریش کو
مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھہ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اوس دن جب
مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر
دعا کی اللہ تعالی نے ایک ہوای تند و تیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگے
چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب مین تفصیل اس بات پر ناطق ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز تمھارے ساتھہ مقابلہ نکر سکین گے اور تم پر
چڑھکر نہ آوین گے اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد فتح اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح
اور انوار قبولیت دعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد و پیش مین ظاہر و باہر ہین اور
اوسکے داہنی طرف ایک وادی ہی اوسکا نام سلع ہی اوس مین کھجورون کے درخت
بہت ہین اور بہت ہی فضای پر انوار ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
اپنے ابای کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح
مین داخل ہوکر ایک دو قدم چل کر کھڑے ہوگئے اور دونون دست مبارک اوٹھاکر
دعا کی اور دست مبارک اتنے اوٹھائے کہ ردای مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑی
اور آپ ویسیہی دعا مین مشغول رہے اور روایات متعددہ سے ثابت ہوا ہی کہ اس مسجد
مین آپ کی دعا کرنے کی جگہہ بیچ والا ستون ہی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت
اوس مسجد کی متغیر ہوگئی ہی تو صحن مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن
اسکے ساتھہ اور روایات کو ملاکر ثابت کرتے ہین کہ آپکا کھڑا ہونا مغرب کیطرف اقرب
تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا نہ شرقی

کی جانب سے اور اوس طرف سے وہی قدم چل کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے
ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہیں کہ اس مسجد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو دعا کی تھی یہ ہے اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ ھَدَیْتَنِیْ مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُکْرِمَ لِمَنْ اَھَنْتَ
وَلَا مُھِیْنَ لِمَنْ اَکْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ وَلَا
نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ
لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ
خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ
وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَّ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ
الْمُضْطَرِّیْنَ اِکْشِفْ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ وَکَرْبِیْ فَقَدْ تَرٰی حَالِیْ وَحَالَ اَصْحَابِیْ پس
جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگار تعالی وتقدس نے آپ کی دعا قبول
فرمائی اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانو بیٹھ گئے اور دست مبارک پھیلا کر اور چشمان مبارک
نیچی کر کے جناب باری میں عرض کیا شُکْرًا کَمَا رَحِمْتَنِیْ وَرَحِمْتَ اَصْحَابِیْ اور ابو نعیم
طریق شافعی رحمہ اللہ سے لائے ہیں کہ دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احزاب
کے دن یہ تھی شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَةُ وَاُولُو الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ
لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاَنَا اَشْھَدُ بِمَا شَھِدَ اللّٰہُ بِہٖ وَاَسْتَوْدِعُ ھٰذِہِ
الشَّھَادَةَ وَھِیَ وَدِیْعَةٌ عِنْدَ اللّٰہِ یُؤَدِّیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ
قُدْسِکَ وَعَظَمَةِ طَھَارَتِکَ وَبَرَکَةِ جَلَالِکَ مِنْ کُلِّ اٰفَةٍ وَعَاھَةٍ وَمِنْ طَوَارِقِ
اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَطَارِقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا یَطْرُقُ بِخَیْرٍ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ غِیَاثِیْ
فَبِکَ اَغُوْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِیْ فَبِکَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِیَاذِیْ فَبِکَ اَعُوْذُ اَعُوْذُ بِجَلَالِ
وَجْھِکَ وَکَرَمِ جَلَالِکَ مِنْ خِزْیِکَ وَکَشْفِ سِتْرِکَ وَنِسْیَانِ ذِکْرِکَ وَالْاِنْصِرَافِ
عَنْ شُکْرِکَ اَنَا فِیْ حِرْزِکَ وَکَنَفِکَ وَکَلَائِکَ فِیْ لَیْلِیْ وَنَھَارِیْ وَنَوْمِیْ وَقَرَارِیْ
وَظَعْنِیْ وَاَسْفَارِیْ وَحَیَاتِیْ وَمَمَاتِیْ ذِکْرُکَ شِعَارِیْ وَثَنَاؤُکَ دِثَارِیْ لَا اِلٰہَ

اِلّا اَنتَ سُبحَانَكَ وَبِحَمدِكَ تَنَزَّهَ اِسمُكَ وَعَظَمَتُكَ وَتَكَرَّمَ السَّحَابُ
وَجهِكَ اَجِرنِي مِن خِزيِكَ وَمِن شَرِّ عِبَادِكَ وَاضرِب عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ حِفظِكَ
وَقِنِي سَيِّئَاتِ عَذَابِكَ وَجُد عَلَيَّ وَعُدنِي مِنكَ بِخَيرٍ يَا اَرحَمَ الرَّاحِمِينَ
وَلَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العَلِيِّ العَظِيمِ الكَرِيمِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ المُرتَضٰى
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصحَابِهٖ اَجمَعِينَ نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے اوسوقت
مین کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھہ کچھہ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے
نے اوسکی برکت سے شر وآفت اعدا سے اونکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت
کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اوسکے نیچے واقع
ہین سب مین نماز پڑھی ہی پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہی مسجد سلمان
فارسی کہلاتی ہی اور جو اوسکے پیچھے ہی اوسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی
جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہی اوسکو مسجد ابوبکر کہتے ہین وجہ نسبت
ان مساجد کی ان حضرات کیطرف خوب کھل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر یہ ہی واللہ اعلم
ایسا معلوم ہوتا ہی کہ غزوۂ احزاب کے دن یہ حضرات انھین جگھون مین ٹھہرے
ہونگے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہو کر نماز پڑھی ہوگی پہلے
ان مسجدون کو عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے جب
یہ مساجد منہدم ہوگئین تو سیف الدین حسین ابن ابی الہیجا نے سنہ پانچسو چھہتر مین اوسکی
مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانچسو ستھتر مین دو مسجدین اور بنائین پھر بعد بنای
ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضی کو سنہ آٹھہ سو چھہتر مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصوری
نے نئے سرے سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی
کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو بیاسی مین بعضے آدمیون کو
اوسکے تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد فتح کو جاتے ہوئے جبل سلع
کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھہ پر مسجد بنی حرام ہی بعضی روایات
مین آیا ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان تشریف لاکر نماز پڑھی ہے

عمر بن عبد العزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور اصل بنا بسقف و اسطوانات بڑھائی تھی
اب فقط ایک چار دیواری باقی رہی ہی اور اوس گھاٹی کے قریب ایک غار ہی کہ حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق مین اوسکو رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہان
شب باش بھی ہوئے ہین طبرانی ابو قتادہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت معاذ
بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش مین آئے آپ کو حجرات امہات المؤمنین
رضی اللہ عنہن مین نہ پایا ناچار اوس کوچے کیطرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا
کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر کو لوگون نے جبل ثواب کیطرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر
چڑھ گئے اور داہنے بائین نگاہ کرنے لگے دیکھتے ہین کہ ایک غار کے اندر آپ سجدے
مین ہین معاذ ہیبت سے وہان چڑھ نسکے نیچے اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک
آپ نے سجدے سے سر مبارک نہین اوٹھایا تھا انکو گمان ہوا کہ شاید آپ نے
اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپ نے سجدے سے سر مبارک اوٹھایا اور فرمایا
کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالی آپ کو سلام ارشاد فرماتا ہے
اور پوچھتا ہی کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمھاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرین گے
مین نے کہا کہ اللہ اعلم تو داناتر ہی مین کیا جانون پھر جبرئیل نے آکر بشارت پہنچائی
کہ پروردگار تعالی وتقدس فرماتا ہی کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمھاری امت کے ساتھ
وہ بات نکرین گے جس سے تمھارا دل خوش نرہے اور تمھاری خاطر آزاری کا سبب ہو
مین نے یہ بشارت پاکر سجدے مین سر رکھا اور اس نعمت عظمی کا شکرانہ ادا کیا امی معاذ
جانتی ہی حالتین کہ بندے کو خدا سے نزدیک کرین اون سب سے بہتر سجدہ ہی اور مسجد قبلتین
یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان کیطرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی
عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع ہی محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہین کہ ام بشر
ایک بی بی بنی سلمہ سے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اونکے یہان تشریف
لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار کرکے لائین آپ خوش فرماتے تھے کہ
لوگون نے آپ سے احوال ارواح مومنین وکافرین پوچھا پس ہور داوس حدیث کا

جواب ازواج مومنین وکا فرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجلس شریف تھی جب ظہر کا وقت
آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لاکر نماز مین
مشغول ہوئے دو رکعت ادا کر چکے تھے کہ وحی الٰہی آئی کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے
کیطرف پھر گیا حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے اور بیت المقدس کیطرف
سے کعبے کیطرف منہ کر لیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کیطرف ادا کی اسی جہت سے اس مسجد کو
مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لاتے ہین کہ ایک جماعت
بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کر چکی تھی کہ خبر تحویل قبلہ اونکو پہنچی
وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کیطرف سے کعبے کیطرف پھر گئے اس روایت
مین حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت اس مسجد مین واقع نہین ہے
شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ مسجد قبا اولی واحق ہے اسواسطے
کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح
دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے
سے شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب
ہے اصل بنا اوسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے منہدم ہو جانے کے بعد سنہ ثمان وستین وثمانمایۃ
یا چھیاسٹھ مین بعضے امرای مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید کی اور درمیان اس مسجد کے
اور مساجد فتح کے وہی جبل سلع فاصل ہے اسکی پچھان کی طرف مساجد فتح واقع ہین اور
اور پورب کیطرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت مفرح اور مروح اور منور واقع
ہے مدینہ منورہ اور رقبہ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلم بھی وہان سے نظر آتا
ہے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب پر نماز پڑھی ہے اور غزوہ
تبوک سے پھرتے ہوئے آپ کا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت ہے حارث بن عبد الرحمن
سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر ذباب نام اوسکو اوسنے جبل ذباب
پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ وای تجھپر کہ جہان رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تو نے اوس شخص کو سولی دی بعد مروان کے

اور بعضے امرا نے بھی ایسا کیا ہی آخر کو بعضے سلف کے منع کرنے سے یہ بات ممتنع ہو گئی اور
بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمۂ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق مین منصوب
ہوا تھا اور خندق واقعۂ احزاب مین سلع سے پچھان کیطرف مصلای عید تک اور
مساجد فتح سے مسجد ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ مین
واقع ہی اب خندق کا نشان باقی نہین سوا اوس جگہہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتی
ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین
شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہہ سے قریب ہی اور مسجد فسح
بہ فا وسین وحای مہملہ یہ مسجد سیدنا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کیطرف جبل اُحد
کی جڑ مین واقع ہی کہتے ہین کہ آیۂ کریمۂ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی
الْمَجَالِسِ الآیہ اسی مسجد مین نازل ہوئی مطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُحد کے دن بعد قتال کے نماز ظہر وعصر اسی جگہہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے بھی
مطابق اسکے نقل کی ہی لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین
یہ مسجد مشہد سید الشہدا سے قبلے کیطرف واقع ہی اور اس جبل کو جبل الرمات کہتے ہین
کہ اُحد کے دن تیر انداز ان لشکر اسلام اوسپر کھڑے ہوئے تھے اب بہت طرف سے
یہ مسجد گر گئی ہی کہتے ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہہ برچھی لگی جابر
رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن نماز ظہر
جبل عینین پر پڑھی تھی قنطرہ کے پاس اور بھی روایت آئی ہی کہ سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح وہان نماز پڑھی ہی اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین
کے شامی کنارے پر واقع ہی مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت
کی جگہہ وہی ہی اور برچھی کھا کر پہلی جگہہ سے آکر وہین گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتی
ہین کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہو جانے کے بھی اسی جبل الرمات پر تھے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاش مبارک کو بطن وادی سے اوٹھا کر جہان اونکی
قبر شریف ہی لا کر دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکر بھی کہتے ہین واللہ اعلم

اور مسجد السقیا سقیا بضم سین مہملہ وسکون قاف ایک کنوین کا نام ہی کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے عرض گروہ بدر وہان لیا اس جگہہ نماز پڑھی ہی اور اہل مدینہ کے واسطے دعای برکت کی ہی اور بعضے علما نے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہی اور اوسکی جگہہ مین متردد رہے ہین سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہہ کی تعیین کی فکر مجھے ہوئی یہانتک کہ زمین کے نیچے سے اوسکی عینہ نکلی اور مقدار آدہ گز کی ہر طرف سے اوسکی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ کے راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہی حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلّی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اونکو پہلے اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہی اور یہ مسجد چھوٹی ہی تخمیناً سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہی سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہی کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اونین سوای طرف کے کہ اس اس طرف واقع تھین اور کچھہ معلوم نہین ہی اور اگر بالفرض بعضے مواضع کی جہت کی تعیین بھی کی جاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت اور تردد کے کچھہ حاصل نہوا سواسطے اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی علیہ الرحمہ نے اون سبکا ذکر کیا ہی واللہ الموفق اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ

باب دسوان ذکر مین بعضے کنوون کے جنکو حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے مشرف فرمایا ہی اور مشہور وماثور ہین کنوین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گر گیے ہین اور معدوم ہوگئے کہ اونکا کچھہ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمہ اپنی تاریخ مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوون کی اب زیارت ہوا کرتی ہی سات ہین بعضے علما نے اونکو نظم کیا ہی اس طرح پر کہ اشعار اِذَا رُمْتَ اٰبَارَ النَّبِيِّ بِطَيْبَةٍ فَعِدَّتُهَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا وَهَنٍ + اَرِيْسٌ وَغَرْسٌ وَرُوْمَةٌ وَبُضَاعَةٌ كَذَا بَصَّةٌ قُلْ بِيْرُحَاءٍ مَعَ الْعِهْنِ اس تخصیص کی جہت سے اون کنوون کا ذکر مناسب ہوا بیر اریس بر وزن جلیس ایک یہودی کی طرف سے منسوب ہی جسکا

نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچھان کی طرف واقع ہی پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہی روایات متعددہ مین آیا ہی کہ حضرت سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہی اور مٹھاس اوسکی اسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوے کا نشان پوچھا ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس کنوے سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مع اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوے پر تشریف لاکر وضو کیا اور موزون پہ مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قصہ بیر غرس پر واقع ہوا ہی واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پہنچا ہی اور صحیحین مین آیا ہی یہ ہی کہ حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نپایا لوگون نے کہا کہ آپ ابھی وقت برآمد ہوکر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے قبا مین آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیر اریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہوکر دروازے پر چاردیواری جو بیر اریس کے گرد ہی بیٹھ گیا یہانتک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوائج بشری سے فارغ ہوکر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنوے کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پای مبارک کنوئے مین لٹکائے ہوئے بیٹھے ہین مین نے سلام کیا اور پھر آنکر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین مین نے کہا کہ آج مین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہی وہ بولے ابوبکر مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کرلون پھر مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ

یارسول اللہ ابوبکر دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا
کھول مجھے دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے مین نے ابوبکر کے پاس آکر اونکو
بشارت جنت کی دی پس ابوبکر اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھکر
اتباعاً لسنتہ اونھون نے بھی کنوئے مین پاون لٹکا دئے پھر مین آکر دروازے پر
بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین
کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کہ بشارت
سے مبشر ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب نے دروازہ ٹھونکا مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین
عرض کرلون پس مین نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ یارسول اللہ عمر آئے ہین اور اندر آنے
کی اجازت چاہتے ہین فرمایا آوین اور اونکو جنت کی بشارت دے مین نے عمر کے
پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کے
اوسی جگہ جاکر اوسی وضع سے پاون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اس خیال
مین کہ کاشکے میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پونہچے اونکی
خبر مین نے پونہچائی فرمایا آوین اور بشارت دے اونکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو
اونکے سر پر آنے والی ہے مین نے عثمان سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت
دیتے ہین جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمھارے سر پر آنے والی ہے عثمان اندر آئے
اور دیکھا کہ جس رخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین جگہہ کی
تنگی ہے تو دوسری طرف مقابل اونکے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہے کہ انگوٹھی
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے
کے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اون دونون صاحبون
کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھہ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کنوئے پر بیٹھے انگوٹھی انگلی سے نکالکر بحسب عادت اوسکو ہاتھہ مین پھرا رہے تھے کہ دفعۃً
انگوٹھی شریف کنوئے مین گر گئی تین دن اوسکو ڈھنڈوایا اور کنوے کا پانی کھینچا لیکے
لیکن ہاتھہ نہ لگی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سے روایت لاتے ہین کہ انگوٹھی شریف معیقب کے ہاتھہ سے کنوے مین گری جو خادم
تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا
بارتکاب تاویل و تجوز ممکن ہی واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھہ برس کے خلافت
عثمانیہ سے ہوا اوسی روز سے اونکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمان کا سا حال ہوا
کہ اوسکے گم ہونے کے وقت اونکے ملک مین تخلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا بعضے
کہتے ہین وہ دوسرا کنوان تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور
وہان پر اونکا حصہ تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اونکے ساتھہ
خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے چالیس ہزار
دینار کو مول لے کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو
بھی بیراریس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیراریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوتر کر
اوسمین وضو کر سکتے تھے سنہ سات سو چودہ مین اوس کنوے کی تجدید ہوئی اب اودہر
جانے کی راہ ہی نہین ہی اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہی کہتے ہین ایک غلام
تھا کسی رومی کا خبیث النفس منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد مٹا دینے
آثار محمدی کے اوس کنوے پر جانے آنے کی راہ بند کر دی اور عمارت گرا دی خذلہ
اللہ و دمرہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہی کہ یہ حال بیراریس کا شیخ علیہ الرحمہ کے زمانے مین
ہوگا اب تو اوسپر عمارت بنی ہی اور اوسکے گرد ایک احاطہ بھی ہی اور یہ بات سنہ بارہ اوناسی
کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجد الدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ و سکون
را ہی بمعنی درخت بٹھلانے کے اور بعضون نے بفتح را بروزن شجر کے بھی ضبط
کیا ہی اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سنا ہی کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین
لیکن صواب ہی فتح پڑھنا ہی انتہی اور اب متعارف لوگون مین بضم غین ہی وہ ایک کنوان
ہی مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رخ کو قریب آدھی میل کے اور غرس نام اون مواضع
کا ہی جو اس کنوے کے گرد ہین اور یہ بہت بڑا کنوان ہی دہ در دہ سے زیادہ اور کشادہ
ہی اور پانی اسکا کچھہ سبزی مائل ہی اور اوسمین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہی

اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوئی ہی اور یہ بات ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہی اور بقیہ وضو اوس مین ڈال دیا ہی اور ابن حبان
ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے
تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہی کہ اوس بیر کا
پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمعیل بن مجمع سے روایت کرتے
ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے آج رات کو دیکھا
کہ مین نے بہشت کے کنوون مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہی یعنی صبح کو ایک کنوے پر
پونہچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہی پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوسمین ڈالا اور تھوڑا سا
شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا
اور ابن ماجہ بسند جید روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت
کی تھی کہ مجکو بعد رحلت کے سات ڈول پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہی منگواکر
غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالت حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش
فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی
کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربی بیر غرس سے
کہ جنکا بند دہان کسی نے نہ کھولا ہو منگواکر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
وعن ابایہ الکرام سے بھی منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وفات کے
بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوسکا پانی پیا کرتے تھے
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور بیر رومہ بضم رای مہملہ وسکون واو
اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہی مسجد قبلتین سے شمال کیطرف
وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہی کہ تعریف مین نہین آتا
حدیث شریف مین آیا ہی کہ نعم القلیب قلیب المزنی اور مزنی وہی رومہ ہی جسکا
کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کردیا تھا

نقل ہے کہ جب حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سنی تو آدھا اوس
کنوے کا سو اونٹ کے عوض مین سے لیکر تصدق کر دیا بعد اوسکے ہجوم خلائق کی جہت
سے جو کنوے والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہو گیا اوسنے دوسرا آدھا بھی قدرے
قلیل پر بیچ ڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مَنْ یَّشْتَرِیْ رُوْمَةَ یَشْرَبُ دَوَاءً فِی الْجَنَّةِ پس عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کے تصدق کر دیا اور بغوی بشیر اسلمی سے نقل کرتے ہین
کہ جب مہاجرین مدینۂ منورہ مین بکثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا
یہان تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ وار اوسکو بیر رومہ
کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مُد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اوس شخص سے فرمایا کہ تو اس کنوے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت مین
ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال
کے واسطے اسکے سوا کوئی اور وجہ معیشت نہین ہے عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سنی
تو پینتیس ۳۵ ہزار درہم کو اوس سے خرید کر کے مسلمانون پر وقف کر دیا ابن عبد البر نقل
کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی کا تھا کہ اوسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا
حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی
اور اوسکے مول لینے والے کو جنت کی بشارت دی پس امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے
آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف مین دقت ہوئی
تو اوسنے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے
ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ایام محاصرہ مین مفسدون سے فرمایا
کہ تمکو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین تشریف لائے اور مدینے مین سوا بیر رومہ کے اور
پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لے
اوسکو اللہ تعالی مثل اوسکے بہشت مین عنایت کرے گا مین نے اوسکو مول لے لیا

اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ
جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے اوسکے واسطے جنت واجب ہو جاے مین نے اوسکی
تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے
ہین اور اسی طرح کی روایت صحیح مین بھی آئی ہی اور اس کنوے کا وجود جاہلیت کے
وقت سے ہی منہدم ہو گیا تھا ساڑھے سات سو سن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور
یہ جو بعضی روایات مین آیا ہی کہ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اوس سے ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ اوسوقت مین بھی اوس کنوے مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم
اور بیر بضاعہ بضم بای موحدہ بنا بر شہرت اور بعضی حکایت کسری کی بھی کرتے ہین
اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین اور آخر مین اوسکے عین مہملہ ایک کنوان ہی باب
شامی مدینۂ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی
زیارت کو جاے تو داہنے کو پڑتا ہی خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیر بضاعہ پر
تشریف لاے اور ایک ڈول پانی مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع
اپنا لعاب دہن اوس کنوے مین ڈالدیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ
شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی
برکت سے اللہ تعالی شفای عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق
رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر
بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی
اور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز
لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بضاعہ کا پانی
آپ کے واسطے آتا ہی اور حال یہ کہ اوس کنوے مین کتون کا گوشت اور حیض کے
لتے اور اور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہی اوسکو کوئی چیز
ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین مین حاضر ہوا مین نے

دیکھا کہ آپ بیر بضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس
پانی سے وضو کرتے ہین اور حال آنکہ اوسمین بہت سی نجس چیزین ڈالی جاتی ہین
فرمایا الماء لا ینجسہ شیء اور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوے کا پانی
نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بضاعہ سے
نقل کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے
بعد ہم بیر بضاعہ کا پانی تبرکا پیتے تھے ایکبار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس مین
بیر بضاعہ ہی کوئی کاٹ لے گیا مین نے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہی جو میوہ چرا لیجاتا ہی اسکے بعد
اگر نقصان میوے مین پانا تو کہنا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ ابو اسید نے حکم رسالت پناہی
یہ کلمہ جو کہا تو اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر مجھے حضور
جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ لیجا مین اسکے بعد کبھی اس بستان مین
نہ آؤنگا اور مین تجکو ایک آیہ سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر
والون کو کوئی رنج و مصیبت نہ پہونچے اور وہ آیہ ایۃ الکرسی ہی ابو اسید نے یہ قصہ جا کے
حضور حضرت رسالت مین عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹھا ہی
ہیثمی کہتے ہین کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہین اور بعضے اس حدیث کو ضعیف
بتاتے ہین واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیون کے باغ مین پڑ گیا ہے
اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہی اور بیر بصہ بضم بای موحدہ وتخفیف صاد مہملہ جنت البقیع
کے قریب ہی جو شخص بقیع کیطرف سے شہر پناہ کے نیچے نیچے مسجد قبا کو جاے یہ کنواں
اوسکے بائین کو پڑتا ہی ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک دن حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اسکے یہان تشریف لائے
اور فرمایا تمھارے یہان کچھہ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک
دھو دین کہ آج جمعہ کا دن ہی ابو سعید فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا کہ حاضر ہی

اور مین سے لاکر حاضر کی اور آپ کے ساتھ بیر بصہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون بیر بصہ مین ڈال دیا اور
اس بیر بصہ مین سیڑھیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہی اور بیر حاء اس لفظ کو بہت
طرحسے لوگون نے پڑھا ہی چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق کی ہی سب جہون سے
مشہور تر رای موقوف وحای مقصور کے ساتھ ہی اور حا نام ایک مرد کا ہے یا ایک
عورت کا کہ یہ کنوان اوسکی طرف منسوب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ حا ایک مکان کا
نام ہی جس مین یہ کنوان واقع ہی اور یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال کیطرف قلعے
کی دیوار سے بہت قریب ہے یہانتک اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف سے اوس کنوئے
جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات وہان تشریف
لاتے تھے اور اوسکے درختون کے سایئے مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی
نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ
تھے نخل سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اونکے نزدیک بیرحا تھا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوسمین تشریف لایا کرتے تھے اور اوسکا پانی نوش فرمایا
کرتے تھے اور ابو طلحہ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کردیا تھا ابی اور
حسّان اونکے ذوی الارحام مین سے تھے حسّان نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے
ہاتھ بیچ ڈالا اون سے لوگون نے کہا کہ تم نے صدقۂ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے
کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خریدتا ہی
حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ پہلے بنی جدیلہ کا قصر بنا ہوا تھا
اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک چھوٹے سے
باغیچے مین واقع ہی اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہی اور اوس کا پانی شیرین ہی اور
ہوا وہان کی نہایت فرحت انگیز ہی اور بیر عہن بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ
مین ہی مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف کے بستان کبیر مین اوسمین اکثر
اور اشجار بہت ہین وہ جگہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہی سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم

وہان تشریف فرما ہوئے ہین اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہی اور ذکر باقی
آبار و اموال و صدقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان بانی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ مین
آپ نے اون جگھون کو مشرف فرمایا ہی اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدۂ طیبہ سے
متعلق ہین تواریخ مدینۂ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین اختصار کی جہت سے یہان اونکے ذکر مین
تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون طاہرۂ مدینۂ مطہرہ کہ آج کل جاری اور مستفع بہ ہی عین زرقا ہی
کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہی مروان بن حکم نے اوس زمانے مین کہ مدینے کا عامل تھا
حضرت معاویہ کے حکم سے اوس عین کو جاری کیا اور مدینۂ منورہ مین لایا اوسکا پانی نہایت
شیرین اور لطیف ہی کہ اوسکا مزا بغیر چکھے معلوم نہین ہو سکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور و
متبرک ہی وہ وادی عقیق ہی کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب
مین اوسکا ذکر بے حد و حساب ہی چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ ہی شعر یا صاحبی
ھذا العقیق فقف بہٖ + متوالھاً ان کنت لست بوالہٖ + اور شیخ عبد الہادی سودی
کہتے ہین کہ اشعار رحی العقیق و دمع جفنک مطلق + قد بدا حسن البدیع المطلق +
قد صادنی فیہ غزال احور + قیدت عنہ و انثنیا فی مطلق + عبد السلام بن یوسف
کہتے ہین اشعار علی ساکن البطن العقیق سلام + وان اسھرونی بالفراق و ناموا +
حظرتم علی النوم وھو محلل + وحللتم التعذیب وھو حرام + اور حدیث صحیح مین
حضرت عبد اللہ بن عمر سے آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے سنا کہ وادی
عقیق کی شان مین فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا
صل فی ھذا الوادی العقیق اور دوسری حدیث حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے
آیا ہی کہ العقیق وادٍ مبارک اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا اونھون نے کہ مین ایک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
وادی عقیق مین گیا آپ نے فرمایا ای انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر کر
لا کہ مین اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہون اور یہ مجکو دوست رکھتا ہی اور سلمہ بن اکوع
سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ مین جنگلی جانورون کا شکار بہت کرتا تھا

اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجا تھا ایک روز آپکے حضور مین حاضر ہوا
آپنے پوچھا تم کہان گئے تھے مین نے عرض کیا کہ شکار کھیلنے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے
جانتے تو تمھارے ساتھہ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور حاصل مسیلان وادی عقیق کا
مدینۂ منورہ کے قبلے کیطرف سے ہو قبا کے اور اوسکے درمیان مین ایک دن کی راہ کی مسافت
ہی بلکہ زیادہ کی اور وہان سے ذوالحلیفہ کی طرف ہوکر بئر رومہ کے غرب کیطرف پہونچکر
مدینۂ منورہ مین پہونچا ہی اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی مین جو حکایات
نقل کرتے ہین وہ عجیب وغریب ہین وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ

باب گیارھوان ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکے اور مدینے کے راہ مین ماثور

مشہور ہین علمای سیر و تواریخ نے مساجد ومشاہد نبویہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے غزوات واسفار مین مشہور وماثور ہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول
ومبہم ہوگئی ہین اونمین سے بعضے کا کچھہ پتا اور نشان ملتا ہی کہ لوگ اونکی زیارات سے
مشرف ہوتے ہین اور جو کچھہ ان اوراق مین ثبت ہوتا ہی وہ ذکر ہی اون بعض مساجد کا
جو مکے مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہی کہ بعضے مناسک والے
اوسکو مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ
وسلم دونون مرتبہ مکے جانے کے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسرے مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ
مین ایک درخت سمرہ کے سایہ مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہی اور شب باش
ہوئے ہین اور اوس جگہہ سے احرام باندھا ہی اب میقات ومحل احرام مدینے والون کا بھی
ذی الحلیفہ ہی اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سن آٹھہ سو اٹھہ
مین اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیچ والے ستون
کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا مطری کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد
سے قبلے کیطرف ایک چھوٹی مسجد اور ہی ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہو مجمع نووی کہتے ہین کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے
ہین چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد معرس
[illegible]

نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس فرمائی اور نماز پڑھی ہی اور بھی حدیث
صحیح مین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ تشریف لیجانا آن جناب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہی اور تشریف لانا معرس کی راہ سے اور حضرت عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پوہنچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریس
فرمانے کی جگہ تلاش کر کے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد شرف الروحا ہی روحا
ایک جگہ ہی کہ اوسکے اور مدینہ منورہ کے درمیان مین اکتالیس میل کا فاصلہ ہی اور صحیح مسلم
مین چھتیس میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینہ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہی اور راس
شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہی کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنی طرف
پڑتی ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین
نماز پڑھی ہی اور وادی سیالہ مین بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمارتین
بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہوگئے تھے اور نہایت آبادی پیدا ہوئی تھی والی مدینہ منورہ
کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی کے رہنے والون کے بہت سے
اشعار واخبار صفحہ روزگار پر ابتک باقی ہین اور ابتک اوس جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے
جاتے ہین اور قافلے کے گذرگاہ پر پرانی قبرین بنی ہوئی ہین وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا
سمہودی کہتے ہین کہ لوگ اون مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہین شاید مزارات اہل بیت ہونگے
جو ظلم سے شہید ہوگئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہی اور اوس وادی کو وادی
بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اس زمانے مین اوس دیار کا اور
اوس وادی والون کا رسم واسم بھی باقی نہ رہا اور سیالہ واہل سیالہ سب سیل فنا مین آگئے اوس
جگہ ایک پہاڑ ہی اوسکو جبل ورقان کہتے ہین اور عرق الظبیہ بھی بولتے ہین روایت کرتے
ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کہ غزوہ ابوا تھا جب وہان عرق الظبیہ
کے پاس پوہنچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس جبل ورقان کا نام کیا ہی اسکا نام حمت ہی یعنی
[illegible] بعد اوسکے آپ نے دعا کی اور فرمایا اللّٰهم بارك فيه وبارك لاهله فيه
بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اس وادی کا نام کیا ہی اسکا نام سجاج ہی اور یہ وادی جنت کے

اور دیسے ہی مجھسے پہلے اس مین ستر پیغمبرون سے نماز پڑھی ہی اور موسی بن عمران علی نبینا وعلیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل کے ساتھہ یہان آکر اوترے تھے اور دو عبای قطوانی پہنے ہوئے تھے اور ناقۂ ورقا پر سوار تھے اور قیامت قائم نہوگی جبتک کہ عیسی بن مریم بھی بہ قصد حج یا عمرے کے اس وادی کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ قبر مضر بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہی اور وادی روحا مین ایک مسجد ہی پہاڑ کے کنارے پر مدینے سے مکے کے جانے والے داہنے پڑتی ہی اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی ہی اور وہان پر ایک جگہ خاص ہی اوسکو تازیہ کہتے ہین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے اور فرماتے تھے هٰذَا مَنْزِلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اور وہان پر ایک درخت ہی جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور فرماتے هٰذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور جب استہ اس مسجد تک پہونچے تو وہ راہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ سے مکہ معظمہ کو تشریف لے گئے تھے بائین طرف کو رہتا ہی زمانۂ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے کہ انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہی اوسکو بیر السقیا کہتے ہین ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہی جسکا نام ہرشا ہی اب اس زمانے مین دوسری راہ جو اس راہ کے داہنی طرف ہی وہی جاری ہی اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ مین بہت سی مساجد مشاہد نبویہ ذکر کئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہوچکین کسی اور کے آثار وعلامات باقی نہین رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار ہدایت وعنایت سے منور ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون مین اثر جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر وباہر ہی کہ جسکی انتہا نہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ ان جگہون مین کوئی ذرہ ایسا نہین کہ جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو یا وہ جمال بہجت آل سرور

انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہو بیت بہر زمین کہ نسیمی ز زلف او
زدہ است ٭ ہنوز از دم آن بوی عشق می آید ٭ مسجد بدر بدر ایک آدمی کا نام ہی جہان پہلا
غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان عزت اسلام اور شوکت مسلمین نے
ترقی پائی اور کافرون کو خواری اور ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب غزوات
مین لکھی ہی وہان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک عریش بنایا تھا بعد اوسکے
اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہی اور بدر کے بڑے مقامات
متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوہ شریفہ مین شرف شہادت کو پہنچے اور وہان پر
ایک عجیب و غریب بات یہ ہی کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی
آواز سنائی دیتی ہی اور اس بات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے
کی سی آواز ہونا بے اصل ہی کچھ ایسا سبب ہی کہ ہوا وہان پیچ کھاکر آواز پیدا کرتی ہی
اور بعضے متاخرین کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سر ہی کہ ہمکو معلوم نہین ہوتا واللہ اعلم
سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجد مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملہ مساجد نبویہ جو مکہ معظمہ
مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خاء معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے
سے ہی وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہی اور وہان پر
ایک مسجد تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور سن نوسو اٹھانوے
مین سلطان روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری
کیا اور سمہودی علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہی حرۂ عقبہ مین جو
اصل قریہ سے تین میل پر واقع ہی اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین
بھی کہ خلیص سے مدینۂ منورہ کیطرف دوسری منزل ہی راہ سے داہنی طرف کو
ایک مسجد ہی اور خیمۂ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین زمان ہجرت مین حضرت
علیہ الصلوۃ والسلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تھے
اور آپ کے معجزے سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف بفتح
سین مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہی یہ ایک مسجد تنعیم کی راہ

سے مکہ معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا
کی قبر شریف وہین ہی اور تزویج و وفات بھی اونکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم
تنعیم ایک جگہ کا نام ہی کہ مکہ معظمہ سے لوگ جاکر عمرے کا احرام وہین سے باندہ آتے این
سمہودی کہتے ہین کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی انہی اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائشہ ہی رضی اللہ
عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع مین حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا
احرام اسی جگہ سے باندھا تھا اور یہ جگہ نہایت مشہور ہی حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد
ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہی شہر مکہ معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث
مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تشریف لانے کے وقت وہین اوترے
تھے اور وہین شب باش ہوکر صبحکو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے اور مصلی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا برکہ غلیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین بنی ہی واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل مین اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین
مشہور و معروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین
کہ جس رات کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع
کی طرف تشریف لیجاتے تھے اور بقیع والون پر سلام کرتے تھے اور اونکی مغفرت
اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور فرماتے تھے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَاَتَاكُمْ
مَا تُوعَدُونَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ
اور دوسری روایت مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہی کہ ایک رات کو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم و بستر سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ کسی اور بی بی
کے گھر مین تشریف نہ لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہو لی یہانتک کہ آپ بقیع مین پہنچے اور
بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اوٹھائے
بعد اوسکے وہان سے بسرعت پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے گھر مین پہونچکر
لیٹ رہی آپ نے اثر اضطراب ملاحظہ فرماکر مجھہ سے پوچھا کہ یا عائشہ خیر ہی اتنی گھبراہٹ

اسوقت تم مین کیون ہی مین سے صورت حال عرض کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اپنے
آگے آگے دکھائی دیتی تھی تمھین تھین مین نے عرض کیا ہان یارسول اللہ پھر آپ نے
میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان ہو کہ اللہ و رسول تجھپر حیف کرین گے
مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہین ہی جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی
ہی لیکن مین کیا کرون مجھسے یہ امر بمقتضای البشریت ہوا بعد اوسکے آپ نے فرمایا کہ جبرئیل نے
آکر مجھکو دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھسے بات پوشیدہ رکھی مین نے بھی تجھکو اطلاع
نکی اور عادت جبرئیل کی یہ ہی کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ کرتی ہو تو وہ گھر کے اندر
نہین آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سوتی ہو مین نے نہ جگایا تاکہ تم متوحش نہو جاؤ میرے پاس وحی لایا
کہ ای پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہی کہ اہل بقیع پر جاکر اوسکے واسطے استغفار کر اور الفاظ دعا کی
روایت نسائی مین اس طرح پر آئی ہین کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا وَاِیَّاکُمْ
مُتَوَاعِدُوْنَ غَدًا مُوَاکِلُوْنَ اور بعضے روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہی کہ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا
اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ اور روایت بیہقی مین آیا ہی کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات
مین واقع ہوا ہی اور بھی آیا ہی کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ
لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اور حضرت ابی موہبہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ کہا
اونھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہی کہ بقیع مین جاکر اہل بقیع کیواسطے استغفار کرون
پس مین بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت بقیع مین پہونچکر کھڑے ہو گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ
عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْمَقَابِرِ لِیَھْنِ مَا اَصْبَحْتُمْ فِیْہِ مِمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ فِیْہِ اَقْبَلَتِ الْفِتَنُ
کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ تَبَعَ اٰخِرُھَا اَوَّلَھَا وَالْاٰخِرَۃُ شَرٌّ مِّنَ الْاُوْلٰی بعد اسکے آپ نے فرمایا کہ
یا ابا موہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی کنجیان لائے اور مجھکو مخیر کیا اس بات مین کہ چاہون
ہمیشہ دنیا مین رہون اور چاہون اللہ تعالی سے ملاقات کرون مین نے اللہ تعالی کی ملاقات
اختیار کی مین نے عرض کیا یارسول اللہ خزائن دنیا کی کنجیان لے لیجیے بعد اسکے داخل بہشت
برین ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا موہبہ مین اپنے پروردگار کا لقا چاہتا ہون یہ فرما کر بقیع سے
پھرے اور سر مبارک مین درد لاحق ہوا پھر وہ درد نچھوٹا یہان تک کہ اس جہان فانی سے

رحلت فرمائی اور بھی خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد مین تشریف لائے اور تین
مرتبہ فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ اور بھی فرمایا آرام سے رہو ای اس جہان سے
گذرنے والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمھارے بعد آنے والے ہین بعد
اسکے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ لوگ یعنی اس جہان سے
گذرے ہوئے تم سے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا
یہ ایمان لائے ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال
صرف کیا ہم بھی اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے
کوچ کر گئے ہین ہم بھی اس جہان سے کوچ کر جائین گے پھر ان لوگون کو ہم پر زیادتی کیا ہی
آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع
نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا کام کروگے اور کیا فتنہ تمھارے
درمیان مین اوٹھے گا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کیطرف تشریف لے گئے اور فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ
مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اور فرمایا ای کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین
ہین فرمایا تم ہمارے اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوینگے
اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے ہین اونکا فرط ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ
جو لوگ آپ کی امت سے آپ کے بعد دنیا مین آئینگے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ
اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم مین سے کسی کے پاس مشکی اور پچکلیان گھوڑے ہون تو آیا
وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے پہچان نہین سکتا امت میری قیامت
کے دن سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤن پچکلیان گھوڑون کیسی آوینگی اور یہ سفیدی
منہ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ مقبرہ
بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منہ اونکے ایسے ہونگے
جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد نہین

مانتے تھے اور خدا تعالی پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت مین گنتی ایک لاکھ کی آئی ہوئی
اور اتنا اور اوسمین زائد ہی کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مداوات نہین کرتے تھے
اور حضرت مصعب بن زبیر سے نقل کرتے ہین کہ وہ ایک دن بقیع کیطرف سے مدینہ منورہ
کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی
نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہی یہی ہی مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تونے
یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہی اوسنے کہا کہ اس مقبرے کا ذکر مین نے توریت مین
پڑھا ہی کہ ان دونون سنگستان کے اندر ایک مقبرہ ہوگا محفوف بہ نخیل نام اوسکا کفتہ
ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے بدر منیر کی شکل مین اور یہی ہی خبر مین مقبرۂ بنی سلمہ
کی شان مین بھی وارد ہین اور بقیع اور بقیع کے دفن ہونے والون کے فضائل مین
اور اس بات مین کہ وہان دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور
صحابۂ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت مین کہ جو شخص وہان مرے
اور دفن ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین احادیث و آثار و اخبار
بہت سے وارد ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ جو شخص سب سے پہلے
زمین سے اوٹھے گا وہ سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ہین بعد اونکے حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل البقیع بعد
اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہی کہ مَنْ مَاتَ بِاَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بُعِثَ مِنَ
الْاٰمِنِيْنَ اور اک دوسری حدیث مین آیا ہی کہ دو مقبرے ایسے ہین کہ جنکی روشنی
آسمان پر ایسی ہی جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرۂ بقیع ہی دوسرا مقبرہ
عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ توریت مین آیا ہی کہ
مقبرۂ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے
تھام کر جنت مین جھٹک دیا کرین اور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حصر
سے باہر ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
یا بعد آپ کے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہین اور اس مقبرۂ شریفہ مین مدفون ہین

ف مقبرۂ بنی سلمہ مدینہ منورہ سے پیچھے کی طرف جبل سلع کے پیچھے مساجد فتح کے پیچھے [illegible] کی راہ کے منزل بنی حرام کے نزدیک واقع ہے جیسا کہ ذکر مساجد مین معلوم ہو چکا ہے اور اسکی نشانات زمین وہ مقبرہ مندرس ہو گیا ہی اور اب اوسمین کوئی دفن نہین کیا جاتا ۱۲

ف جو شخص مرے گا کسی حرم مین ان دونون حرمون مین سے قیامت کو اوٹھایا جاوے گا امنین مین ۱۲

اونکا حصر علمانے کیا ہی قاضی عیاض رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے
نقل کرتے ہین کہ مقدار دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینہ منورہ مین اس جہان
فانی سے گذرے اور اسی مقدار کے قریب سادات اہل بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علمائے
تابعین غیر سادات نے بھی انتقال کیا ہی اور غالب یہ ہی کہ قبور ان حضرات کے بعینہ معلوم
نہین مگر بعضون کے قبور سو بھی یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہوگی کہ فلانی طرف کو دفن ہین
اسواسطے کہ عہد سلف مین بنای قبور اور کتابت اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے
اونکے نشان مٹ گیے اور اس زمانے مین جو بعضے قبور اور قباب کی لوگون نے تعیین
کی ہی ظن غالب پر نظر کر کی ہوگی یا بعضے روایات وارده اوس باب مین پائے ہونگے
والا حقیقت حال وہی ہی جو ہم پہلے کہہ چکے اسی طرح کہا ہی سمہودی نے واللہ اعلم

فصل اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ مین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے
معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قبر عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ ہی اور یہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اوّل
مَن دُفِنَ فِیہَا ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی
کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو بقیع مین دفن کرو تا کہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک
سلف ہو اور فرمایا نِعْمَ السَّلَفُ سَلَفُنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ اور اوس زمانے مین درخت
غرقد بقیع مین بہت سے تھے اور اسی جہت سے اس موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے
ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن
کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہی جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہی رضی اللہ عنہ
اور حضرت صلی اللہ علیہ نے اوسکا نام روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہی اور خبر مین آیا
ہی کہ عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اول وہ شخص ہین جسنے سارے مہاجرین سے
پہلے انتقال فرمایا اور جب اونکا انتقال ہوا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت
رسالت مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بناوین
اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو اوٹھا کر اونکی قبر شریف کے

ع بہتر سلف سلف ہمارا عثمان بن مظعون ہے

پائنتی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہی کہ سرھانے کیطرف رکھا نقل کرتے ہین
کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ
عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوسنے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہان سے نکال کر باہر
ڈال دین اور کہا مین نہین چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ
جس سے وہ ممتاز و معین رہے بنو امیہ نے اس امر مین اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تو نے
یہ کام بہت برا کیا کہ جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے
اوٹھا کر رکھا ہو اوسکو تو نے اوٹھوا ڈالا اوسنے کہا کہ اب حکم ہمارا نہین پھرتا اور ایک
روایت مین یہ آیا ہی کہ اوس پتھر کو اوسنے وہان سے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا اور ابو داؤد وہ روایت جیدہ لاتے ہین کہ جب
حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت ہی بڑا پڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نسکا حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین شریف کو چڑھا کر حملہ کرکے اوس پتھر کو اوٹھا
عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرھانے رکھ دیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو مین اپنے
بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہون تا کہ جو کوئی میرے اہل بیت سے انتقال کرے
مین اوسکو اسی جگہ دفن کرون اور قبر شریف حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی دولتسرای سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر کوئی شخص
اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر بے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی بعد اسکے سیدنا
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھ مہینے
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپ کے حکم سے بقیع مین عثمان بن مظعون کے
پہلو مین دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت مین ہوگی کہ رضاع
اوسکا تمام کریگی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور پہلے اس سے
کسی قبر پر پانی نہین چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب عمر سے

فارغ ہوئے فرمایا السّلام علیکم اور بعد لسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین ہوئی ہر گروہ نے ایک ایک بقیع کے گوشے مین اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہانتک کہ سارا بقیع الغرقد جای مقابر مسلمین ہو گیا قَبْرِ رُقَیَّۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اونھون نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِلْحَقِیْ بِسَلَفِنَا عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ اونکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہی کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑدے انکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور زبان سے ظاہر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہی اور گریہ نے نوحہ منع نہین روایت ہی کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے آنسوون کو اونکے چہرۂ مبارک سے پونچھتے تھے اور مشہور ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت مدینۂ منورہ مین تشریف نرکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی بیمارداری کے واسطے یہین مدینۂ منورہ مین چھوڑکر غزوۂ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بشارت فتح غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے ہین اور راونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہی وفات حضرت ام کلثوم سے ہوگی یا وفات حضرت زینب سے جو آٹھوین سن ہین واقع ہوئی سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہی کہ ان سب صاحبزادیون کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہون گی اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اور اونکی قبر کے پاس پتھر رکھنے کے و

فرمایا تھا کہ اُدْفِنْ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِیْ اور اس زمانے مین اوسی جگہہ کے
قریب ایک قبہ ہی اوسکو قبۂ بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین قبر فاطمہ
بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علے
بن ابی طالب قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس مدفون ہین اور
اوراس روایت سوا اور روایات بھی اسکے موید آئے ہین سمہودی کہتے ہین کہ پس
اس زمانے مین جو قبہ کہ قبہ فاطمہ بنت اسد کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی
قبے سے اوتر کی طرف مشہور ہی صحیح نہین ہی اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق
اسکے ذکر کیا ہی اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
باوجود ایسی محبت و عنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول تھی بقیع سے اتنی دور دفن
کیا ہو اور ساتھہ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے وقت فرمایا تھا
اُدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَھْلِیْ اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
حقیقت مین داخل بقیع نہین ہی اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی
طرف منسوب ہی اوس سے بھی دور ہی پس دفن اونکا غایت بعد مین ہوگا اور حضرت
محمد بن علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ
بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت نزدیک پونہچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جائے تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس
آپ نے فرمایا کہ اوس مسجد کی جگہہ پر جس جگہہ کو اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودن
اور لحد بنا دین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوئے تو سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد اوسکے
پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اس پیراہن کو داخل
کردو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص
ضغطۂ قبر سے امن نہ ہے مگر فاطمۂ بنت اسد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا
کہ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الْقَاسِمُ یعنی آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی امن نہین رہے

باوجود اسباب کے کہ صغر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا وَلَا اِبْرَاهِيْمَ یعنی قاسم
کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اس جہان سے گئے
ہین وہ بھی امین نہین رہے اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر
لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا فرمایا اوٹھو اپنے مان کی طرف
چلین پس آپ کھڑے ہوگئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہوگئے اور کمال خشوع خضوع
سے بصفت كَاَنَّمَا عَلٰى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ آپ کی ملازمت مین روانہ ہوئے جب آپ
اونکے دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف اپنے بدن مبارک سے اوتار کر عنایت
فرمایا کہ بعد غسل دینے کے یہ پیراہن اونکے کفن مین لگا دو پھر جب اونکا جنازہ باہر نکلا
آپ نے اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوش مبارک پر لے لیا اور ساری راہ مین
کبھی اگلا پایہ جنازے کا اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہونچے تو آپ اونکی
قبر مین اوتر کر لحد مین لیٹ گئے پھر باہر برآمد ہو کر فرمایا کہ اوتارو انکو قبر مین بِسْمِ اللّٰهِ
وَعَلٰى اِسْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر بعد اونکے دفن کے اونکی قبر پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا
کہ جَزَاكِ اللّٰهُ مِنْ اُمٍّ وَرَبِيْبَةٍ خَيْرًا فَنِعْمَ الْاُمُّ وَنِعْمَ الرَّبِيْبَةُ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمنے آپ سے دو چیزین فاطمہ بنت اسد کے باب مین
ایسی دیکھین کہ کسی کے باب نہین دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی قمیص مبارک سے انکو
کفن دیا دوسری یہ کہ اونکی قبر مین اوتر کر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے اونکے کفن دینے
سے غرض تھی کہ ہرگز آتش دوزخ اونکے بدن کو مساس نکرے اور مقصود اونکی قبر مین
لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالی اونکی قبر کو وسیع کر دے اور حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد
ابوطالب کے میرے ساتھ سوا فاطمہ بنت اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا
مین نے اونکو پیراہن اپنا پہنایا تا کہ حلہ ہای بہشت اوسکے نصیب ہون اور اونکی قبر مین
لیٹا تا کہ وہ بلای قبر سے خلاصی پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین

آیا ہی کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
لاکر اونکے سرھانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ یَا اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ اور بہت سی آپ نے اونکی
تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن کیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ابو ایوب انصاری
اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے کو حکم دیا جب وہ لوگ حسب الحکم کھودنے
سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر مین اوتر کر لحد اپنے دست مبارک سے بنائی اور خاک اوسکی
اپنے ہی دست مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹ گئے اور فرمایا اَللّٰہُ الَّذِیْ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْھَا مُدْخَلَھَا
بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ فَاِنَّكَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ پھر برآمد ہوکر چار تکبیرین پڑھین اور
لحد مین اونھین لٹایا اور عباس اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اس کام مین آپ کے
شریک تھے اور عبد العزیز بن عمر سے روایت آئی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی
قبر مین نہین اوترے سوا پانچ شخصون کے اوس مین تین عورتین دو مرد ہین ایک قبر خدیجہ
کبری رضی اللہ عنہا مین کہ مکہ معظمہ مین ہی اور چار قبرون مین جو مدینہ طیبہ مین ہین اوس مین
سے ایک قبر اوس لڑکے کی ہی جو حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کا تھا اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوسکو اپنی کنار تربیت مین پرورش فرمایا تھا دوسری قبر عبد اللہ مزنی کی جنکو
ذو البجادین کہتے تھے تیسری قبر حضرت ام رومان والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی
قبر حضرت فاطمہ بنت اسد کی رضی اللہ عنہم اجمعین قبر عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
انکی قبر شریف بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہی ابن بالہ حمید
بن عبد الرحمن سے روایت لاتے ہین کہ جب وقت رحلت حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ
کا قریب پہنچا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اون سے کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا
دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائیون ابو بکر و عمر کے پہلو مین دفن ہونے کو چاہتا
ہی تو ویسا ہی کیا جائے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ
مین نہین چاہتا کہ گھر کو تمھارے اوپر تنگ کردون میرے اور عثمان بن مظعون کے درمیان
مین عہد تھا کہ ہم تم دونون ایک ہی جگہ گڑین گے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

ع اے میری ماں بعد میری ماں کے ۱۲
ع اللہ ایسا ہے کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کہ نہین مرتا بخش میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور وسیع کر اوسپر اوسکی قبر کو بحق نبی اپنے اور بحق انبیا کے جو پہلے مجھ سے گذرے بیشک تو سب رحم کرنے والون سے زیادہ رحم کرنے والا ہے ۱۲

فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھیو چنانچہ لوگون نے
ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑہی سنتے ہین کہ حجرہ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی
ہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ حضرت عیسی بن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام اوس جگہہ
دفن ہون گے اسی واسطے حکمت الٰہی مقتضی اسبات کی ہوئی کہ اوس جگہہ کوئی دفن نہو سکا
چنانچہ بعض اخبار پر ظاہر ہی قبر سعد ابن ابی وقاص ابن شیبہ بن دہقان سے روایت
لائے ہین کہ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجھکو بقیع مین
لے گئے اور چند میخین بھی اپنے ساتھ لے لین جب گوشۂ شامیۂ شرقیہ ارض عقیل مین جہان عثمان
بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہی پوہنچے مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے
وہ میخین جو ساتھ لے گئے تھے اونھون نے اوس جگہہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے
کے یہ جگہہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ مین نے
بعد رحلت فرمانے حضرت سعد بن وقاص کے اونکے صاحبزادے کو اوس جگہہ کے نشان
دئے پس وہ وہین دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنے
طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی تھی
کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس دفن کرین اور دوسری
روایت بھی آئی ہی کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مدینۂ منورہ مین سن بتیس ۳۲ مین
انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین آیا ہی کہ اونکا انتقال کوفے
مین سن چھتیس مین واللہ اعلم قبر ابن خذافۃ السہمی یہ مہاجرین اولین سے ہین اور
اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے
شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے کاری لگا کہ بسبب اوسکے سن تین
مین شوال کے مہینے مین مدینۂ منورہ مین انتقال فرمایا اور رحلت فرمانا حضرت عثمان بن مظعون
رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ
انھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بنے کے وقت رحلت کی تھی قبر
انکی روحا مین ہی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے نزدیک پس جانب

کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر سلام کرین اور سیدنا ابراہیم
کے قبہ شریفہ مین دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسمای شریفہ بھی لکھے ہوئے ہین
لیکن وہ دو قبرین جو ان دونون قبون کے اندر حادث ہوئی ہین کچھ اصل نہین رکھتی جیسا کہ
سمہودی نے کہا ہی واللہ اعلم قبر حضرت فاطمہ زہرا بنت حبیب اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جانا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہہ کی تعیین
مین اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہین جیسا کہ حلیہ جمال آپ کا آپ کی حیات مین چشم
اغیار سے چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت انکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہی کہ انکی وصیت کے موافق آپکے انتقال
اور دفن کی خبر کسی امیر فقیر کو نہین دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ مین سوا حضرت علی مرتضی کرم اللہ
وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو دفن ہوئین سلام اللہ
علیہا بعضے اسطرف گئے ہین کہ قبر مطہر اونکی بقیع مین ہی اوس جگہہ جہان سارے اہل بیت
نبوت آرام کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو اونھین کے گھر مین دفن کیا ہی جو گھر کہ
مسجد نبوی مین داخل کر دیا گیا ہی اور بھی اقوال آئے ہین کہ اون مین سے بعض کی طرف
جو صحت سے قرین ہین آخر کلام مین اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ
مین اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہین اور ترجیح و تضعیف بعضے اقوال کی کی ہی
اور شاید کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہی واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سی روایتین اسباب
مین نقل کرتے ہین قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے
ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوشہ پر
دار عقیل کے ہے جو شارع ہی بقیع مین اور دوسری روایت آئی ہی کہ دلالت کرتی ہے
اسبات پر کہ آپ کی قبر شریف اسی جگہہ کے قریب ہی یہان تک کہ تحقیق اسبات کی بھی
آئی ہی کہ دار عقیل سے کئی گز کے فاصلے سے ہی بعضی روایات مین تینتیس ۳۳ گز شرعی
مذکور ہین اور بعضے مین سینتیس ۳۷ گز اور امثال اسکے اور وہ جو قضیہ دفن امام المسلمین حسن
بن علی بن ابی طالب مین نقل کرتے ہین کہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میری
لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن نہونے دین تو بقیع مین میری

مان کے پاس مجھے دفن کرنا دلالت اسبات پر کرتا ہی کہ قبر شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی
بقیع مین ہی جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام کی ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی
اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو اونھین کے حجرے مین جسکو عمر بن
عبد العزیز نے مسجد مین داخل کر دیا دفن کیا ہی جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرے
شریفہ مین دفن کیا ہی اور دفن کرنا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیونکو
اوس سے اطلاع نہو لی اور یہی نقل کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے
وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جلالت جسم سے شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجاوین
اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر
باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہی کہ حضرت ام سلمہ نے کہا کہ مینے
دیکھا ہی کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہی ویسی ہی ہم
تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری خبر مین آیا ہی کہ حضرت جناب سیدہ نے
وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضی کرم اللہ وجہہ متکفل
ہون اور دوسرے شخص کو اوسمین دخل نہو یہ روایت رد کرتی ہی اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین
کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی
اور اسی جہت سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے
مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہی کہ زوجہ
اونکی حاضر ہو اور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہی کہ حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی ہو اور اونھون نے آنے کا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ جانا ہو کہ
برخلاف قصد حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اونکے وہان مجھے
مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کو اطلاع ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور
دفن کے واسطے اونکو بلا لین گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی

بغیر طلب کے آوین گے واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت مین اسبات پر کہ حضرت ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہی کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت
سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لاش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے
شاخون خرما سے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے
گذرانا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا اور
اس سے پہلے بعد رحلت حضرت سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم
فرماتے نہین دیکھا تھا اور خوشحال نہ پایا تھا اور اسما بنت عمیس کو یہ وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت
مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نہ پاوے پھر جب وفات پایا تو حضرت
عائشہ نے دروازے پر تشریف لاکر اندر آنا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت سیدہ
کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عایشہ نے اپنے پدر بزرگوار سے جا کر شکایت کی کہ اس خثعمیہ کو
کیا ہوا ہی کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین حائل ہوئی ہی اور
مجھے اندر آنے نہین دیتی اور اونکے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس اپنی
عقل سے تراش کر بنائی ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے پر
آکر کھڑے ہوئے اور فرمایا یا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے
سے منع کرتی ہی اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اونکے واسطے بنائی ہی اسما بنت عمیس
رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ مجھے وصیت کر گئی ہین کہ مین کسیکو اونکے پاس
آنے ندون اور یہ جو مین نے بنایا ہی اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور اونھون نے
اوسکو ملاحظہ کیا ہی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہی جو تو کہتی ہی
تو جیسا کہ تجھے وصیت فرما گئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا اسی طرح
دلالت کرتی ہی اسبات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریفہ مین دفن نہین
ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون پڑی اور بعضے روایات غریبہ مین آیا ہی کہ ایک
روز حضرت جناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبحکو نہایت خوش و خرم اوٹھین اور

لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کر پس آپ نے نہایت مبالغہ واحتیاط سے غسل فرمایا
اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھا کر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور اپنا دست مبارک رخسارہ
مبارک کے نیچے رکھہ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہی اور مین غسل کر چکی ہون اور پاک کپڑے
پہنے ہون کوئی میرا بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل دینے کو کپڑے نہ اتارے
اور اسی جگہہ جہان لیٹی ہون دفن کر دین جب حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ دولتسرا مین
تشریف فرما ہوئے تو لوگون نے صورت حال عرض کی آپ نے جا کر دیکھا تو روح مبارک
اعلی علیین کو پہونچ گئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اوسی غسل سابق پر اوسی
جامۂ شریف کے ساتھہ جو پہنے ہوے تھین دفن کر دیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہی حدیث
بنت عمیس سے اور حدیث اسما کو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علمای حدیث نے
نقل کی ہی اور رجعت لائے ہین اور بھی اس خبر کے رواۃ مین اختلاف ہی اور ابن جوزی
اپنے موضوعات مین اسکو لاتے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج الذہب مین نقل کرتے ہین
کہ امام حسن اور امام زین العابدین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور
شریفہ کی جگہہ پر ایک پتھر پایا گیا اوس پر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مُبِيْدِ
الْاُمَمِ وَمُحْيِ الرِّمَمِ هٰذَا قَبْرُ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدَةِ نِسَاءِ
الْعٰلَمِيْنَ وَقَبْرُ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو چھتیس مین چنانکہ اوس کلام کے فحوا سے
جو ذکر کیا ہی ظاہر ہوتا ہی اور دوسرا قول آیا ہی کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی
اوس مسجد مین ہی جو بقیع مین حضرت سیدہ کی طرف منسوب ہی قبۂ عباس سے قبلے کی طرف
مائل بشرق اور امام غزالی نے بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہی اور اوسمین
نماز پڑھنے کی وصیت کی ہی اور بعضے دوسرون نے اس مسجد کا ذکر کیا ہی اور کہا ہی
کہ وہ بیت الحزن کر مشہور ہی اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے غم مین آدمیون مین رہنے سے متنفر ہو کر وہین اقامت فرمائی تھی اور بھی
کہتے ہین کہ یہ جگہہ وہ گھر ہی جو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم

محب طبری ذخائر عقبیٰ میں نقل کرتے ہیں کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے لِلّٰہ فی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبہ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہو جاتے اور حضرت سیدۃ النسا فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوا کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہی اور شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہیں کشف میں طبری کہتے ہیں کہ مدتہای مدید تک اس اعتقاد پر سبب اوس اعتقاد کے کہ مجھی حضرت شیخ کی خدمت میں تھا رہا یہانتک کہ میں نے وہ خبر جو ابن عبد البر نے قضیۂ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ میں نقل کی ہی دیکھی تو اعتقاد میرا اوس بات پر جسکے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہو گیا سید علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ ارجح اقوال ہی اگرچہ اوس سے پہلے بعضے علمای شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر میں دفن ہوئی ہیں اظہر الاقوال کہا ہی واللہ اعلم تُوُفِّیَتْ فَاطِمَۃُ الزَّھْرَا یَوْمَ الثَّلٰثَاءِ خَلَتْ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ سَنَۃَ اِحْدٰی عَشَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا وَاَوْلَادِھَا قَبْرُ اِمَامِ الْمُسْلِمِیْنَ حَسَنِ بْنِ عَلِیِّ الْمُرْتَضٰی سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْھِمَا روایت کرتے ہیں کہ جب وقت رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پونہچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور میں بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری لاش کو حجرہ مبارک کے اندر میرے جد امجد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کریں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہی وہین اونکو دفن کریں بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو آئے اسطرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سنی کہ نوبت قتال وجدال کی پہونچنے والی ہی تو بمقتضای شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہان تک پہنچا چاہتی ہی تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجاکر میری مان کے پہلو مین دفن کر دینا اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اسباب سے مانع آئے تو ان سے الحاح و نزاع نکرنا مجھے بقیع الغرقد مین دفن کر دینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسا انھون نے خبر دی تھی

ف وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن کو رمضان کے مہینے میں گیارہ ہجری میں [illegible] اور اولاد [illegible] ۱۲

مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اسبات کو روا نرکھون گا
کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو انہی دور ڈالین حضرت ابو ہریرہ
وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینۂ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ
یہ ظلم صریح ہی کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن
ہونے سے منع کرین بعد اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے
پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر تمھارے بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت
قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے مقبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ
نزاع نکرنا آخر کو ان حضرات کے الحاح سے مقبرۂ بقیع مین جا کے دفن کر دیا سلام اللہ علیہ
وعلی سائر اہل بیت النبوۃ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور بعضی روایات مین آیا ہی
کہ اوس زمانے مین امیر مدینۂ منورہ حضرت معاویہ کی طرف سے سعد بن العاص تھا
جسوقت جنازۂ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے
کہا کہ آگے آؤ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی
کہ امام جنازہ امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نکرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام
کے قبر شریف کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہما السلام ہی اور قبر امام ابو جعفر
محمد باقر بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور در حقیقت یہ سب ائمہ ہدی سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
جسے قبۂ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبے نے
جسد مطہر حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو بھی لا کے بقیع مین دفن کیا ہے
سید علیہ الرحمہ کہتے ہین کہ سن آٹھہ سو سرسٹھہ مین مشہد حسین وعباس مین ایک قبر جانب
قبلہ مین کھدائی تھی کہ زمین کے اندر سے ایک تابوت لکڑے کا نکلا اوپر سرخ
پوشش تھی اور میخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب کی بات یہ ہی کہ پوشش بھی پرانی
نہین ہوئی تھی اور میخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ نہین لگا تھا سید کہتے ہین
کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہی

اور بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین حسین بن امیر المومنین علی مرتضی سلام اللہ علیہما کو عمر بن عاص کے پاس کہ اوس بدبخت کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ تھے بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دے کر بقیع مین اونکی والدہ سیدہ نساء العالمین رضی اللہ تعالی عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین کہ سر مبارک حضرت امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانے مین پایا گیا لوگون نے اوسے کفن دے کر دمشق ہی مین باب الفرادیس کے پاس دفن کر دیا اسباب مین بھی ایکی آئی ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سارے ائمہ ہدی پر سلام پڑھا جائے تو بہتر ہی قبر عباس بن عبد المطلب عم النبی المصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ تعالی عنہ ابن شیبہ روایت لاتے ہین کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم مین کہ گوشۂ دار عقیل مین واقع ہی دفن کیا اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ مین نے سنا ہی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچوبیچ مین دفن کیا ہی انتہی اس زمانے مین ایک بڑا سا قبہ ہی بقیع مین اوس مین قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدی واقع ہین جیسا کہ معلوم ہو چکا ہی قبر صفیہ بنت عبد المطلب عمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابن شیبہ روایت لاتے ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچے کے آخر مین جدھر سے بقیع کو جاتے ہین دار مغیرہ بن شعبہ کے نزدیک حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے مقطع کیا تھا دفن کیا ہی اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بنای دار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اودھر سے نکلے اور دیکھہ کے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر کھڑی کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھہ رکھتے تھے اونکے فرمانے کا کچھہ خیال نہ کیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچکر اونکی بنا پر جا کر کھڑے ہوگئے یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پونہچی آپنے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کر وا بھیجا اور اس زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازے کے متصل جو جانب بقیع کے ہی واقع ہے
قَبْرُ اَبِیْ سُفْیَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ عَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان
بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا یا ابن
عم کیا ڈھونڈھ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت
عقیل اونکو اپنے احاطے مین لائے اور ایک جگہہ معین کر دی وہان اونکی قبر کھودی گئی
حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت بیٹھ کر چلے گئے دو روز اس حال سے
نہین گذرے تھے کہ اس جہان سے رحلت فرمائی اور اوسی قبر مین دفن کئے گئے
وَفَاتُہٗ سَنَۃَ عِشْرِیْنَ وَصَلّٰی عَلَیْہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور اب اس زمانے مین اونکا
نام مبارک اور اسم شریف حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر
لکھا ہی سید سمہودی کہتے ہین کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس قبے کے اندر جو حضرت
عقیل کیطرف منسوب ہی مدفون ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ
ابن زبالہ اور ابن شیبہ نے حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے
بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے
ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ نے ذکر کیا ہی کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات
شام مین ہوئی ہی حضرت معاویہ کی امارت کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی سطور
پر کہ یہ قبہ عقیل ہی اس جہت سے ہی کہ دار عقیل اس جگہہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہی
اور یہ بھی احتمال ہی کہ اونکی لاش مبارک کو شام سے نقل کر کے یہین لا کر دفن کر دی ہو
اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے
ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ قبر عقیل بن ابی طالب بقیع کے پہلے قبے مین ہی اور اونکے
ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہی یعنی عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی طالب کی کہ اجود
عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینہ منورہ مین ہوا ہی رضی اللہ عنہ اور بعضے علمای سیر
و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع ہی سن نوے مین مدفون

ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ دس برس
کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال مین ہوئی ہوگی رضی اللہ عنہ قُبُورِ
اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُنَّ بھی دار عقیل کے نزدیک ہین
خبر مین آیا ہی کہ عقیل رضی اللہ عنہ اپنی دار مین کنوان کھدواتے تھے وہان ایک پتھر نکلا
اوسپر لکھا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر بن حرب عقیل نے اوس کنوئے کو بند کروادیا اور قبر پر
عمارت بنوادی اور سمہودی کہتے ہین کہ سارے روایات اسی بات کی طرف ناظر ہین
کہ قبور شریفہ امہات المومنین اسی جگہہ ہون کے جہان اب زیارت کرتے ہین مگر بعضے
روایات کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور شریفہ مقبرہ
امام حسن و عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہین ابن شیبہ محمد بن یحیی سے نقل کرتے
ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے بہتیرے لوگون کو کہتے تھے کہ قبر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
کی بقیع مین وہان پر ہی جہان محمد بن زید ابن علی مدفون ہین قریب موضع دفن سیدتنا فاطمہ
بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اوسی جگہہ پر آٹھہ گز کے قدر زمین
کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ھٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجَۃِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور صحیح بخاری شریف مین مذکور ہی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو مین دفن نہ کرنا مجھے دفن کرنا میرے صَوَاحِبِ نِسَاءِ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھہ بقیع مین اور سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن
کے قبور شریفہ مدینے مین ہین مگر قبر شریف حضرت خدیجہ کبری رضی اللہ عنہا کی کہ مکہ
معظمہ مین ہی اور قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی شرف مین قریب تنعیم کے
اور کہتے ہین کہ اونکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ اسی جگہہ پر واقع ہوا ہی
اور خلوت بھی اسی جگہہ ہوئی قَبْرُ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ
ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ جب چاہا لوگون نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کو حجرہ مبارک سرور انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم مین دفن کرین اور اونھون نے خود بھی

اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لی تھی مصریون نے انکار کیا اور وہان
دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انکو کہین دفن
نکرو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصہ سنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہو گئین اور فرمانے
لگین قسم اللہ تم لوگ ہٹ جاؤ مین اوسکو دفن کرون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتی ہون یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو
جسکے دنکو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن حزام اور عبد اللہ بن زبیر اور بعضے اور اصحاب
کرام نے آکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاش مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین لے گئے وہان
بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حش کوکب مین لے گئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ
عنہ وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھودکر اونکو اوسمین رکھکر ایک دیوار اونکی قبر پر
گراکے اونکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حش کوکب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان لوگ اپنے
مردونکے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہ دفن
کیا جائے گا اوس جہت سے یہ جگہ آدمیون کو مانوس ہو جائے گی پس اول جو شخص وہان
دفن ہوا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین
حضرت معاویہ کی طرف سے عامل مدینہ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس
پتھر کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف کا علامت ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا
لاجعلنّک للمتقین اماما اوس پتھر کو اوٹھاکر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھین کے گرد اپنے مردون کو دفن کیا کرین
قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ ان کو غزوہ خندق کے روز ایک زخم
لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم کرنے کو انکو
طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہی تو خون بند ہو گیا
پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر بنی قریظہ کے

حش کوکب ایک بستان تھا بقیع سے پورب کیطرف
ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲
یعنی ہمنے تجھے متقیون کا امام کیا ۱۲

باب مین حکم دیکر اپنے دولت خانے پر پونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور
اس جہان سے رحلت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی
اور حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطے کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی
کے ایک طرف کو اقصی بقیع مین اونھین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے
ہین کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قدمانے کی ہی وہ اوس قبے کی جگہ پر
جو حضرت فاطمہ بنت اسد کیطرف منسوب ہی صادق ہی پس شاید کہ یہ قبر حضرت سعد
بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہوگی اور اسی قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شبہے سے کہتے ہون
گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہی کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر
شریف مقبرۂ اہل بیت سالت صلی اللہ علیہ وسلم مین حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہی قبر ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ خبر مین آیا ہی حضرت
عبدالرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میرے باپ نے
مجھسے فرمایا کہ بیٹا مین اب بوڑھا ہوا اور میرے یار سب کے سب اس عالم فانی سے گذر گئے
اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پونچا ہی تو میرا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے چل مین نے
تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے گیا جب اقصاے بقیع مین پونچے اوس جگہ کہ وہان
کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہوجائے تو میرے واسطے یہین پر قبر کھودنا اور
کسی کو خبر نکرنا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمیون کا گذر کم ہی میرا جنازہ نکالنا اور
جنازہ تیز تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہ ہووے اور کسی کو مجھپر رونے
اور نوحہ کرنے ندینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے ندینا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ جب حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پونچا تو سب آدمی میرے گھر کو
گھیر کر کھڑے ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہولین مین لے موافق
اونکی وصیت کے کسی شخص کو اونکے موت کی خبر ندی اور بہت سویرے اونکی لاش
مبارک بقیع مین لے گیا دیکھتا کیا ہون کہ سب آدمی آپ سے آپ پہلے ہی سے
بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ وعن جمیع اصحاب سیدنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہان تک کراون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب تاریخ نے
اونکی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار پا کر جنۃ البقیع مین ذکر کئے ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد
اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدۂ طیبہ کے گرد و پیش موجود ہین اور
بادشاہان قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے بنائے ہین وہ کئی قبے ہین
ایک قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفای عباسیہ نے سن
پانچ سو انیس مین بنایا ہی وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہی دوسرا قبہ بنات النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم بن
سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا اس
قبے کے پاس دعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہی چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا متصل شہرپناہ مدینہ مطہرہ کے ساتوان قبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کا اس قبہ شریف مین ایک قبر ہی اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اس مین دفن ہی آٹھوان قبہ
فاطمہ بنت اسد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچون بیچ
بقیع کے درمیان قبۂ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انمین سے ایک مین امام
دار الہجرۃ حضرت امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ و مقیم بلدۂ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی ابن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا
کہ لکھا ہی سمہودی نے اور مشہور اہل مدینہ مین یہ ہی کہ وہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہی اور سمہودی بھی
کہتے ہین کہ کلام ابن جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہی کہ درمیان قبۂ
سیدنا ابراہیم و قبۂ امام مالک کے ایک قبر ہی عبد الرحمن بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما
کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف ہین ابو شحمہ کر حد زنا اونپر لگائی گئی تھی
اوسی صدمے سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق
ہی اوس قبے پر جو منسوب ہی نافع کیطرف واللہ اعلم اور ایک قبہ چھوٹا سا ہی قبۂ فاطمہ بنت اسد
رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ کی طرف منسوب جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اس قبے کا ذکر نہین کیا نہ نفیاً نہ اثباتاً واللہ اعلم

یہ مشاہد و مقامات ہین جو معروف و مشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہی جو پہلے مذکور ہو چکا ہی اور شہر پناہ کے اندر سکے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر الصادق سلام اللہ علیہما ہی مقابل قبہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنای شہر پناہ سے پہلے کا ہے اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مساجد فتح کو پھر نئے سر سے بنایا ہی اور اس قبے کی عمارت سن پانسو چھیالیس مین واقع ہوئی ہی اور کہتے ہین کہ حوالی اس مقام کا شمال کیطرف سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی ملک تھا بستر کے دروازے تک تھا اور درمیان دروازہ بیرونی اور دروازہ باغچہ کے ایک کنوان ہی منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف کہ پانی ~~بیمارون~~ کے واسطے شفا ہی نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت صغر سن مین اس کنوین مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ نماز مین تھے حضرت نے غایت توکل و حضور و رضا سے نماز قطع نہ کی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا وَاَرْضَاہُمَا عَنْ جَدِّہِمَا الْکَرِیْم اور اس قبہ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہی امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیطرف منسوب اس زمانے مین اکثر آدمی اوسکی زیارت سے محروم ہین اب رہے وہ مشاہد مشہورہ جو مدینہ مطہرہ مین بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اون مین افضل و اعظم مشہد سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَخُوْہُ مِنَ الرَّضَاعِ ہی اور اصل بنا اس قبہ عالی کی خلیفہ ناصر لدین اللہ کی مان نے کی ہی سن پانسو نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہی بعضے جہال نے مسجد مصرع سے جہان حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو کر گرے ہین اوٹھا کر یہان لا کر رکھا ہی اور سلطان قایتبائی نے سن آٹھہ سو ترانوے مین اوسکے صحن و عمارت کو بڑھایا ہی اور اس مشہد کے اندر ایک قبر اور ہی وہ قبر سنقر ترکی کی ہی جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر صحن مین ہی وہ قبر ایک شریف کی ہی امرای مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین اور زائر کو چاہیے کہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی ہین مدفون ہین

حضرت امیر حمزہ سید الشہدا... [illegible]

حضرت ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور صلاح و مرمت
اوسکی کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ
عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جا کر نماز پڑھتی تھین
اور روتی تھین اور دوسری روایت مین آیا ہی کہ ہمیشہ دو تین دن کا فصل دے کر قبور
شہدای اُحُد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور وہان جا کر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے
دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور فضیلت احد اور شہدای احد کی انشا اللہ
تعالی ایک علیحدہ فصل مین ذکر کرین گے دوسرا مشہد مالک بن سنان والد حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینہ منورہ کی شہر پناہ کے اندر پچھان کی الٹک پر
واقع ہی اور اوسپر ایک قبہ ہی قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ شہدای احد سے
ہین انکو احد سے اوٹھا کر یہین لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین اگلے زمانے
مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن
علی المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس زکیہ کر معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے
مین شہید ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہی جبل سلع سے پورب کی طرف اور اوسپر
عمارت لوٹ ووٹ گئی ہی اور ایک مسجد بھی ہی اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہی عین زرقا کی
نقل کرتے ہین کہ نفس زکیہ یعنی محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنی نے منصور عباسی پر خروج کیا
اور بہت سے آدمیون نے اونکے ہاتھہ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسی بن
موسی کو چار ہزار آدمی کے ساتھہ اونپر بھیجا عیسی بن موسی نے جبل سلع پر پہونچکر توقف
کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ ہمنے تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھہ پر بیعت کرو اونھونے کہلا
بھیجا کہ اللہ مرنا عزت کے ساتھہ بہتر ہی اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھہ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی باقی
رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کر کے اور خوشبوئین لگا کے عیسی بن موسی پر حملہ کیا اور
تین مرتبہ انکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نلا کر مغلوب ہو گئے

ابن جوزی محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہی کہ عیسی بن موسی نے اونکا سر مبارک
منصور کے پاس بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے
چپکے چپکے بقیع مین دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہی کہ وہ اسی جگہ دفن ہین جو مذکور ہو چکی
اور قتل احجار زیت کے پاس ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہی اور حضرت
سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان پر دعای استسقا پڑھی تھی کہتے ہین کہ ذو الفقار
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن عبد اللہ کے پاس تھی عیسی بن موسی نے بعد اونکے
شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پونچی
اصمعی کہتا ہی کہ مین نے اوسے دیکھا ہی اوسکے اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پیٹھ کی
ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذو الفقار حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پونچی تھی چنانکہ کتب سیر و احادیث مین مذکور و مسطور ہی اور خبر مین آیا ہی
کہ قتال کے دن محمد بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہمارے
سرون پر آکر سایہ کرے گا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے
اوپر سے گذر کر دشمنون کے سرون پر پونچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑے گا
عبد اللہ بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی ہوا جیسا محمد بن عبد اللہ نے کہا تھا ایک ابر کا
ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر عیسی بن موسی کے سر پر سایہ گستر ہوا
آخر الامر اون لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبد اللہ نے شہادت اور خون اونکا احجار زیت
پر بہا گیا نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ کی محبت سے عیسی بن موسی نے امام مالک کو
بہت پٹوایا کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے تھے اس حکایت کو
نقل کیا ہی امام نووی نے تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع بقیع والون کی زیارت مین سنت
یہ ہی کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت اسکا پڑھنا مستحب
ہی پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللّٰھم اغفر لاہل بقیع الغرقد اللّٰھم لا تحرمنا اجرہم ولا تفتنا
بعدہم واغفر لنا ولہم بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورۂ
اخلاص کا مقبرہ کے پاس سنت موکدہ ہی اور خبر مین آیا ہی کہ جو شخص مقبرے مین آوے

اور گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکو بعدد مُردے کے
جتنے اوس مقبرے مین ہین اجر دیا جاتا ہی اور چاہیے ہی کہ سلام مین سارے آل و
اصحاب و مومنین کو جو اس مقبرۂ شریفہ مین دفن ہین شریک کرے اور رُخ اپنا قبۂ شریفہ
عمۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف پھیرے کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون
ہین اور ختم بھی اونھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ عنہا اور علماء متاخرین اختلاف
کرتے ہین اسبات مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ اسطرف گیا ہی کہ پہلے
زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ علیہم اجمعین
جو اونکے ساتھہ ایک قبے مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل و اقرب ہی
اور ان حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کیطرف متوجہ ہونا
سوء ادب سے خالی نہین اور کہتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور
بعضے متاخرین مشائخ اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسی طرح لوگون نے
مشاہدہ کیا ہی اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑے متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے
متقی تھے اور بعضے علماء حنفیہ نے بھی اسبات کی تصریح کی ہی اور سمہودی کا کلام
بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہی ولیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہی
کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک
ہی اسواسطے کہ منقول ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوئے
اور اہل بقیع پر دعا کی اور اس زمانے مین اوس جگہہ ایک چھوٹی سی مسجد ہی اوسکو موقف النبی
صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف
کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج
مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہی کہ ابتدا
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھہ ہین

اونکی بہنین وغیرہ کہ جزو شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسواسطے کہ تقدیم و شرف کی انہیں مناسب نہین یہ مذہب اعدل و اقوم معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور ایک گروہ اس طرف گیا ہی کہ ابتدا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہی اور کہا ہی کہ اونکی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھہ یونہین سا توقف کرے اور چلا جائے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہی کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اون حضرات کے جو اونکے قبہ مبارک کے اندر ہین بعد اوسکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آئے اور زیارت کرے اور اونکے دروازے پر بہت دیر تک ٹھہرے اور بہت دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور دعا اوس جگہ قبول ہوتی ہی بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے مع اونکے جو اونکے ساتھہ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابہ کرام کہ وہان آرام فرما رہے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعضے علما کے کلام کا محصل یہ ہی کہ ابتدا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جائے اسواسطے کہ جسکی اونچی جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقۂ ادب سے نہایت بعید ہی بعضے کہتے ہین کہ یہی قصد صالح ہی ساتھہ اسکے ضرر نہین کرتا نہ رعایت کرنا افضل و اشرف کا اور ایک جماعت علماء مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے تو پہلے موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے واسطے دعا کرتے اور اپنا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اسبات کے کہ کسی خاص قبر پہ جا کر کھڑے ہون اور اس طریق کے اختیار کرنے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہی اور ان حضرات کا قصد مجرد اتباع سنت ہی تو بہتر ہی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ اگر یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

مروی ہی ہر چند صحت کو نہ پونہچا ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہی و لیکن اسبات میں شک نہین کہ اگر ہو توقف سید الکائنات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات مین سعادت وقوف حاصل کرکے زیارت مقربان آنجناب علیہ الصلواۃ والسلام سے مستفیض ہوں تو نہایت مناسب ہی کہ موجب مزید اجر و برکات و ثوابات و حسنات ہوگا والسلام تکمیل فی زیادۃِ اَہلِ البیت

فصل خطاب مین حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ و علی سائر اہل بیت النبوۃ سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا آپ نے کہ جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوسنے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے ایک قول بلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب تو ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل ادا کر اوسکے بعد جا اول دروازے پر کھڑا ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہو اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس ۳۰ مرتبہ اَللّٰہُ اَکبَرُ کہیو پھر تھوڑا سا چل وقار کے ساتھہ نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس ۳۰ مرتبہ اَللّٰہُ اَکبَرُ کہہ پھر قریب ہیجے جا قبر سے اور چالیس مرتبہ اللّٰہُ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئے اوسکے بعد کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیکُم یَا اَہلَ بَیتِ الرِّسَالَۃِ وَمُختَلَفَ المَلَائِکَۃِ وَمَہبِطَ الوَحیِ وَخُزَّانَ العِلمِ وَمُنتَہَی الحِلمِ وَمَعدِنَ الرَّحمَۃِ وَاُصُولَ الکَرَمِ وَقَادَۃَ الاُمَمِ وَعَنَاصِرَ الاَبرَارِ وَدَعَائِمَ الاَخیَارِ وَاَبوَابَ الاِیمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحمٰنِ وَسُلَالَۃَ خَاتَمِ النَّبِیِّینَ وَعِترَۃَ صَفوَۃِ المُرسَلِینَ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّۃِ الہُدٰی وَمَصَابِیحِ الدُّجٰی وَاَعلَامِ التُّقٰی وَذَوِی النُّہٰی وَاُولِی الحِجٰی وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحمَۃِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَۃِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکمَۃِ اللّٰہِ وَحَفَظَۃِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَۃِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَۃِ رَسُولِ اللّٰہِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاۃِ اِلٰی حُکمِ اللّٰہِ وَالاَدِلَّاءِ عَلٰی مَرضَاۃِ اللّٰہِ وَالمُظہِرِینَ لِاَمرِ اللّٰہِ وَنَہیِہٖ وَالمُخلِصِینَ فِی تَوحِیدِ اللّٰہِ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اِنِّی مُستَشفِعٌ بِکُم وَمُقَدِّمُکُم اَمَامَ طَلِبَتِی وَاِرَادَتِی وَمَسئَلَتِی وَحَاجَتِی اَشہَدُ اللّٰہَ اَنِّی مُؤمِنٌ بِسِرِّکُم وَعَلَانِیَتِکُم وَاِنِّی اَبرَءُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِن عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِنَ الجِنِّ وَالاِنسِ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِینَ الطَّاہِرِینَ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیرًا کَثِیرًا

باب تیرھوان فضائل جبل احد مین کہ محب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے

علیہ وآلہ الصلوۃ والسلام و رضی اللہ عنہ تفصیل احوال غزوہ احد اور سارے غزوات کے ساتھہ
کتب سیر و تواریخ مین مذکور ہی یہان مناسب بیان فضیلت احد اور قبور شہدا ہی جو اس غزوہ
مین شرف شہادت عظمی کو پونہچے ہین صحیحین مین آیا ہی کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جبل احد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَ نُحِبُّهٗ یعنی یہ ایک پہاڑ ہی کہ ہمکو
دوست رکھتا ہی اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمے کا صدور حضرت علیہ و علی آلہ الصلوۃ
والسلام سے اوقات متعددہ مین ثابت ہوا ہی چنانچہ تعدد روایات بخاری اس بات کا مظہر ہی
ایک روایت مین حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ ایک وقت حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا ھٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا
وَ نُحِبُّهٗ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهٰذَا عَیْرٌ جَبَلٌ یُبْغِضُنَا وَ نُبْغِضُهٗ عَلٰی بَابٍ مِّنْ
اَبْوَابِ النَّارِ عیر بفتح عین مہملہ ایک پہاڑ ہی مقابل احد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اوسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ حسد و
بغض و عداوت و شقاوت جمادات مین بھی پیدا ہی امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت جانبین سے
حدیث مین مذکور ہی کہ پہاڑ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ محبت رکھتا ہی اور حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست رکھتے تھے محمول ہی حقیقت پر اسی واسطے اوسکی جگہ جنت
ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ جبکہ محب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم ہی
اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی جگہہ بھی حضرت کے جوار
ہوئی دروازۂ بہشت پر اور اللہ تعالی نے محبت و عشق جبال مین اوسطور پر رکھا ہے
جیسا تسبیح کو نہاد رکھا ہی جمادات مین آیۂ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ اسبات سے
خبر دیتی ہی اور جب کہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالی کا ذکر و تسبیح کرتے ہین اگر اوسکے
حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے محبت اور عشق سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات ہی
بیت سر حب ازلی در ہمہ اشیا جاریست + ورنہ بر گل نزدی بلبل مسکین فریاد + اور محققین علما
یون کہتے ہین کہ حضرت حبیب رب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن و انس ہی کیطرف
مبعوث نہین ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین

حَتّٰی النَّبَاتَاتِ وَالْجَمَادَاتِ اور خطاب فرمانا آپ کا اس جبل کیطرف اسطور پر کہ اُسْکُنْ یَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدَانِ اوسکی عقل و علم پر اوّل دلیل ہی ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق و محبت لوازم فہم و عقل سے ہی اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا آپ کی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہی اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہی اور جیسا کہ اہل مدینہ آپ کی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے اسی سبب سے جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھ دوزخ مین ہوگا اور غزوۂ اُحُد کے دن ابن اُبی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینۂ منورہ سے باہر آئے مگر جبل اُحُد تک کہ مقام صدیقین و محبوبین ہی نجا سکے اور مدینے کے قریب ہی سے پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت و عداوت کے ساتھ محبت و عداوت ساکنین کی تاویل بعید ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہان محبت کنایہ ہے اوس مسرت و خوشی سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہی حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب مدینۂ طیبہ و اہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہی اور اسوقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عداوت کے آثار ان دونون پہاڑون سے ظاہر ہین جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے جبل اُحُد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہی ایک نور و سرور اوس سے مشاہدہ ہوتا ہی اور جسوقت جبل عیر کیطرف نظر کیجاتی ہی ایک ظلمت و غم اوس سے حاصل ہوتا ہی اور اشتقاق لفظ اُحُد کا توحد سے ہی بمعنی انفراد و انقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہی مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہی کہ وہ اہل ایمان و توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہی اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہی رکھا گیا اور کوئی نام اوس نام سے جو مشتق ہوا احدیت سے بہتر ہوگا بخلاف عیر کے کہ حمار وحشی کا نام ہی جو

طرح طرح کی برائیون کے ساتھہ موصوف ہی اور روایات مین آیا ہی کہ اُحد ایک پہاڑ ہی جنت کے
پہاڑون مین سے جب تم لوگ اوسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ
نہو تو اوسکے جنگل کی گھاس وہی حکم رکھتی ہی اور زینب بنت نبط زوجہ انس بن مالک رضی اللہ
عنہما سے روایت کرتے ہین کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جاکر زیارت اُحد کرو
اور لاؤ میرے واسطے وہان کی گھاس وغیرہ اور حدیث مین آیا ہی کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ
اَرْکَانِ الْجَنَّةِ وَعَیْرٌ عَلٰی رُکْنٍ مِنْ اَرْکَانِ النَّارِ اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے
لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعَةُ جِبَالٍ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةُ
اَنْهَارٍ مِنْ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ وَاَرْبَعَةُ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّةِ قِیْلَ فَمَا الْاَجْبَالُ قَالَ
اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَوَرْقَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالطُّوْرُ
جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَلُبْنَانُ جَبَلٌ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّةِ وَالْاَنْهَارُ الْاَرْبَعَةُ اَلنِّیْلُ
وَالْفُرَاتُ وَسَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْمَلَاحِمُ بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَالْحُنَیْنُ
اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے لائے ہین اور ذکر ملاحم
سے سکوت کیا ہی اور بعضی روایات مین آیا ہی کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفا وتعظیما پانچ
پہاڑون کے پتھرون سے بنا ہی ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور احد
اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی
چھہ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اون مین سے تین مدینے مین آگرے اور تین
مکے مین وہ جو مدینے مین آگرے اُحد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین آگرے
حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہی مکے کی راہ پر مدینۂ منورہ سے قریب چنانچہ ذکر مساجد
ماثورہ مین اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہی اور رضوی ینبع مین ہی اوتنی ہی مسافت پر
اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہی اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے
روایت لاتے ہین کہ جب حضرت موسی اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما الصلوة والسلام
حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینۂ مطہرہ

مین پہونچکر جبل احد پر اوترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن
کیئے گئے اس زمانے مین اونکی قبر شریف اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہی اور اس جبل پر ایک
مسجد ہی کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہی اور یہ تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح مین نماز پڑھنے
کے باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہی ولیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہی جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہی اور لوگ کہتے ہین کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہی علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد
کے لائق ہو ثابت نہین ہوا اور خبر مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب بن
عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہوکر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ الآیہ اور دعای اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ
شُهَدَاءُ اخیر تک پڑھکر فرمایا کہ آؤ اور شہدای اُحد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہی
جو شخص انپر سلام پڑھے گا اوسکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہہ دوسرے شہدا پر کھڑے
ہوکر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین انپر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان
کیون نہین ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے
اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہین اور روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے
چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جاکر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار
نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین اور پیٹ پھاڑکر جگر اونکا نکال لے گئے فرمایا اگر دو
خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہے گی تو مین اسکو
یونہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے
اب ہرگز نہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہہ پر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنی مجھے ایسی مصیبت
اور ایسا غم پہونچا ہی کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہین سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السلام
نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون کے پاس لکھا ہی حمزہ بن عبد المطلب

أَسَدُ اللّٰهِ وَأَسَدُ رَسُوْلِهٖ پھر اونکو ایک چادر مین لپیٹنے کا حکم دیا اور نماز جنازہ پڑھی ستر
تکبیر سے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہدای احد پر علما مین مختلف
مشہور ہی اور ابو داؤد و حاکم اپنے صحیح مین لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیون پر جو کچھ پہونچنا تھا پہونچا اللہ تعالی نے اونکی
روحون کو سبز جانورون کے جوفون مین اوتارا کہ جنت کی نہرون پر پہونچکر پانی پیتے
ہین اور بہشت کے میوے کھاتی ہین اور قندیلین سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہین
اون مین جاکر ٹھہرتی ہین اور آرام کرتی ہین عرض کیا ان شہیدون نے کہ ای رب العزت
کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیون کو جو دنیا مین ہین ہمارے اس آرام و آسائش کی خبر پہونچے
تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نکرین اور اس کار بزرگ کے ادا کرنے مین کسل و سستی کو راہ ندین
حضرت حق تعالی و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ مین تمھاری خبر اونکو پہونچاؤنگا پھر یہ آیہ کریمہ نازل
فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ
الآیہ خبر مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال مین شہدای احد کی قبور شریفہ پر تشریف
فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ حضرت عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہین کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہدای احد پر گذرے اور اونپر
سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہین اور ان شہدا کے قبور شریفہ سے خصوصا
قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز رد سلام کی بارہا سنی گئی ہی اور اس باب مین سلف سے
آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہین اور قول صحیح کے موافق عدد شہدای احد ستر ہین اور
سمہودی نے اپنی تاریخ مین اونکا شمار کیا ہی اور اونکے مواضع قبور کے تعیین مین بہت کوشش
کی ہی اور اب اس زمانے مین حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھان کیطرف
ایک احاطہ کھچا ہوا ہی اوسی مین قبور شہدا ہین لیکن قبرون کی صورتین نہین بنائین رضوان
اللہ تعالی علیہم اجمعین اور روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدونکو
ایک ایک کپڑے مین لپٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جس کو علم قرآن زیادہ ہی اوسکو
لحد مین پہلے اوتارو اور اخبار صحیحہ مین آیا ہی کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بعضے شہدا کے قبور

شریفہ کو کھولا تو ویسے ہی تر و تازہ پھولون کی کلیان ہی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن
ہوئین ہین اور بعضون کو اون مین سے دیکھا کہ اپنے زخم پر ہاتھہ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین
ہاتھہ کو جدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہی اور ہاتھہ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہین تو پھر
وہین زخم پر پہونچتا ہی اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعی کہ سبب ہوئے ہین اون مین سے
ایک یہ ہی کہ بعضی بعضی لاشون کے دفن مین خلط ہو گیا تھا قرابتی ایک کا دوسرے کے پاس
دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت حال سے یا قیاس
واجتہاد سے اون لاشون کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرون کے کھلجانے
کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہ نے اپنے زمان
امارت مین ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کیطرف سے جاری کی تھی تو لاشین نکال نکال کر
الگ جاکر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جسوقت حضرت
معاویہ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت
سید الشہدا سیدنا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پای مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری
ہوا اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کے وقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین
کی نہر آتی ہی جس کسی کا مردہ یہان دفن ہو آوے اور مردے کو یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجائے
واللہ اعلم اور بعضے شہدای اُحُد غیر اُحُد مین بھی دفن ہوئے ہین اس جہت سے کہ حضرت
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ انمین سے جسکا جہان انتقال ہو وہین دفن کیا جائے
چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا اون کو
وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہی رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اللّٰہم احشرنا فی زمرتہم
یوم القیامۃ آمین **باب چودھوان** بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد اعلی و مطلب اقصای مومنین و مسلمین ہے اور اثبات حیات
انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات مین آب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور
کون و مکان رسول انس و جان علیہ افضل صلوات الرحمن مین احادیث بہت سے وارد ہین
بعضی بتصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دوسرے الفاظ مین لیکن اسطور پر کہ اون سے

یہ مطلب حاصل ہوسکتا ہی مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت مین واقع ہوے ہین اور بہ نقل
ثقات متعدد طرق سے کہ بعضے اون مین درجۂ صحت کو پہونچے ہین اور اکثر مرتبۂ حسن کو
ثابت ہوئے ہین یہ ہین **پہلی حدیث** مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ
وجہ تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھ باوجود اسباب کے کہ اس نعمت کی امیدواری
سارے مومنین امت کو ہی یہ ہی کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہی کہ کوئی مرتبۂ خاص
اوسکی جہت سے اونکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیرون کو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ
میسر نہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ کو کہ تمام عمر مین سوای ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب
رب متعال صلی اللہ علیہ وعلی آلہ خیر آل کے اور کسی بات سے مشرف نہین ہوئے بہ نسبت
ساری امت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہی کہ اورونکو حاصل نہین اور یہ فضیلت حاصل نہین ہوئی
مگر بسبب زیارت کے پس ایسی ہی زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیے یا یہ کہ یہ کلام بشارت
انجام مشعر اسبات کا ہی کہ زائرین قبر شریف کے حق مین شفاعت واجب ہوگی
اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہے یا یہ کہ جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی
موت آپ کی برکت سے دین اسلام پہ ہوگی اور اوس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا
دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ **تیسری حدیث**
مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا لَا تَعْمَلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَهٗ شَفِیْعًا
یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یہ دونون حدیثین بیان معنی اور تعیین مراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین
مگر اس تیسری حدیث مین ایک چیز زیادہ ہی وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیت سے
ہو نہ یہ کہ مدینہ منورہ مین کسی اور حاجت سے گئے اوسکے ضمن مین قبر شریف کی زیارت
بھی کر لی **چوتھی حدیث** مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ
آپ فرماتے ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اوسنے میری زیارت کی
حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر چنانچہ
اس مسئلے کی تحقیق بتفصیل اسباب کے آخر مین آئیگی اس حدیث کے مضمون سے بھی
ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرون کو

اوس سے بہرہ نہین چنانچہ صحابہ کرام کو اور وہ پیر زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین بہت امتیاز حاصل ہی مگر اس تشبیہ سے یہ لازم نہین آتا کہ سارے احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین اوسکا حکم صحابی کا ہی یہ ایسا ہی جیسے کوئی شخص خواب مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سنے تو باوجود اسبات کے کہ آپ کو خواب مین دیکھنا حقیقت مین آپ ہی کو دیکھنا ہی چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لیکن وہ شرائع و احکام کا مثبت نہوگا **پانچوین حدیث** مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ یہ وعید ہے سعادت زیارت حاصل نکرنے پر بعد حاصل کرنے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپ کی شفقت ہی امت پر اور حرص ہی اسبات پر کہ آپ کی امت کو ثواب ہو **چھٹی حدیث** مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا علما نے لکھا ہی کہ سفارش آپ کی گنہگارون کے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا ہی مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا **ساتوین حدیث** مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ **اٹھوین حدیث** مَنْ حَجَّ حَجَّۃَ الْاِسْلَامِ وَزَارَ قَبْرِیْ وَغَزٰی غَزْوَۃً وَّصَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْہِ اس حدیث مین فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس کی مذکور ہی اور احتمال رکھتا ہی کہ یہ جزای خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتون کے اجتماع کے ساتھ یا ان مین سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم **نوین حدیث** مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپ کی مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور و مقبول کے برابر ہی بلکہ سبب ہی اوس حج کی مقبولیت کا بھی جو اوسکے حاضر ہوا ہی اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہی یقینا جیسا کہ احادیث مین آیا ہی اور حج مبرور اوس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات او منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس مین دخل نہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہی جو خدای تعالی کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف ہی خدا کے فضل پر **دسوین حدیث** مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ

شفاعتی یوم القیمۃ وما من احد من امتی له سعۃ ثم لم یزرنی فلیس له عذر
اس حدیث کے شامل ہین پہلی اور چوتھی حدیث کے مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث
خامس کو جیسا کہ **گیارھوین حدیث** کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری
فقد جفانی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہی **بارھوین حدیث** حضرت
امیر المومنین سے ہی کہ من سال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدرجۃ والوسیلۃ حلت له
شفاعته یوم القیمۃ ومن زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی جوار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے
پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین ایک فائدہ اور زیادہ ہی وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اس طور پر کہ اللھم آت سیدنا محمدن الوسیلۃ
والدرجۃ الرفیعۃ تو اوسکی شفاعت آپ کرینگے یہ جتنی حدیثین ہمنے ذکر کین ان مین ہر
حدیث کے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اگر اونکو جدا جدا ذکر کرین تو احادیث کے
عدد اوس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہی

فصل قرآن کے نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فی سبیل اللہ کی ثابت ہی اور
احادیث جو مثبت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ ان احادیث کے وہ حدیث ہی جو ابو یعلی بنقل ثقات
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہی وہ یہ حدیث ہی بہت مشہور معروف کہ فرمایا
آپ نے ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیه السلام لیکن علمانے اختلاف
کیا ہی اسبات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہونے کے ہر سلام کرنے والے کو حاصل ہے
خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اوس جناب سے غائب ہو یا خاص اوس شخص کو جو زائر قبر شریف
ہو اور وہان حاضر ہو کر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ یہ فضیلت خاص
زائرین ہی خاصۃ بقرینہ اوس قید کے جو روایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی ہے کہ

مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اور تحقیق کلام اوس طور پر کہ بعضے فضلای متاخرین نے کی ہے
یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے
والے کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہی اسبات کا کہ حضرت حق تعالی وتقدس حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائی آمین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ
بصیغۂ غیب اور خواہ قائل اوسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ کہے
اَلسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ یا کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اس نوع کو بعضے علما جناب رسالت
علیہ الصلوۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اوروں پر منع کرتے
ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اوروں پر حضرت کے طفیل و تبعیت مین ہو تو کیا مضائقہ ہی اور دوسری
نوع یہ ہی کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہی کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہوکر کہے جیسا کہ
کوئی کسی کی مجلس مین داخل ہونے والا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے آنحضرت
عظمی کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب کرتا ہی جواب رد سلام کو مسلمان
پر خواہ بے واسطہ ہو بالمشافہہ خواہ بواسطۂ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوۃ والسلام اس
واجب کے ادا کرنے کی رعایت مین احق و اولی ہین سارے عالم سے اور اگر یہ حکم
یعنی رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز
ہو بثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت مین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہی کہ حق سبحانہ
وتعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو کوئی شخص تمھاری امت سے ایکبار
تمپر سلام بھیجے مین اوسپر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہی کہ اسبات کو مخصوص پہلی نوع کے
ساتھ کرین جیسا کہ علما نے کہا ہی اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی وتقدس نے
اک ایسے فرشتے پیدا کیے ہین کہ زمین پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھے
پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہی اور جو اوس آستانۂ شریف پر حاضر ہے
اوسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت علیہ الصلوۃ
والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور آپ بھی بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے ہین

چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہے کہ
مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ اٰخَرَ بَلِّغُوْنِیْہِ اور
دوسری حدیث وہ ہی جو دلالت کرتی ہی اسبات پر کہ اس حالت مین بھی یعنی حضوری
کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہی کہ اوسکا سلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پونہچاتا ہے
اور جواب سلام آپ کی طرف سے دینے کا متکفل ہوتا ہی روایت ہی حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ
اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِھَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ اٰخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور وجہ موافقت کی ان دونون حدیثون مین واللہ اعلم یہ ہو سکتی ہی کہ سنت الٰہی عز اسمہ
اسباب پر جاری ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندون کی
تسلیمات حضور مین پونہچاتا ہو جیسا بادشاہون کے دربار مین ہوا کرتا ہی اور باوجود اسکے
بعضے خاص بندون کو خود بنفس نفیس بھی جواب سلام و کلام سے مشرف فرماتے ہون
فَیَا حَبَّذَا السَّعَادَۃُ مَنْ فَازَ بِذٰلِکَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مصرع سب المتقین
چاہتے ہین تم چاہو ہو دیکھین کسکو + اور عبد الحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہین احکام صغری
مین باسناد صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہین کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کیطرف
سے ہو نکلے اور دنیا مین اوسکو پہچانتا ہو اور اوسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اوسکا یعنی صاحب
قبر اوسکو پہچان لیتا ہی اور اوسکو جواب سلام دیتا ہی اور ابن عبد البر نے اس حدیث کی
روایت کی ہی اور اسکو صحیح ٹھہرایا ہی چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل کیا ہی تھوڑا سا لفظون مین
تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبد الحق کتاب عافیت مین حدیث عایشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہین کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ فَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَاْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ
اور ابن ابی الدنیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی
قبر کیطرف سے گذرے تو وہ آشنا اوسکو پہچان لیتا ہی اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب
دیتا ہی سمہودی کہتے ہین کہ اسباب مین احادیث بہت سے وارد ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ

جب یہ بات امتیون اور عامۂ مومنین مین پائی جائے تو سید الاولین والآخرین و صفوۃ المتقین
و امام الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیونکر نہ پائی جائے گی بارزی توثیق عری
الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا ہی کہ مین نے حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپ
کی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ انکا سلام سنتے ہین فرمایا نَعَمْ وَاَرُدُّ
عَلَیْہِمْ یعنی ہان سنتا ہون اور اونکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار
سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک سال مین نے حج کیا اور حضرت سید المرسلین
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین
قبر شریف کے پاس پونہچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وَعَلَیْکَ السَّلَام مثل
اسکے اور قصص بھی اولیای کرام و صلحای امت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علمای کبار
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھہ شبہہ نہین ہی اور اسی طرح سارے
انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل اور بتحقیق تر حیات شہدا سے جسکی خبر
اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہی زندہ ہین اور کیونکر نہو حال یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپ کی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے
عِلْمِی بَعْدَ وَفَاتِی کَعِلْمِی فِی حَیَاتِی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل مین
اور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت
سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ
اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اوسکی تصحیح کرتے ہین
کہ اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ فِی قُبُوْرِہِمْ بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً وَلٰکِنَّہُمْ یُصَلُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ اللہِ سُبْحَانَہٗ
حَتّٰی یُنْفَخَ فِی الصُّوْرِ بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پونہچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہے
کہ حیات انبیا علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہی ولیکن چالیس رات کی مدت مین انکو نماز وغیرہ
کی طاقت نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ
سے بہت ہین بعد اوسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

موسی علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپ نے اونکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا
اور سوا اسکے اور احادیث بھی ذکر کین ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ
اور ساتھ اونکے ملکر آپ کا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہی اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا
اس بات پر ہی کہ حق سبحانہ وتعالی انبیا علیہم السلام پر بعد اونکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیتا ہے
اور مثل شہیدون کے خدای تعالی کے سامنے زندہ ہین اور بعد اسکے صاعقہ نفخہ اولی بحکم نص
فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ان حضرت مین بھی راہ پاوے گا اور لازم نہین آتا
کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہی مگر اس معنی کر کہ اوس حالت مین شعور جاتا رہے گا اور بعضے کہتے
ہین کہ اللہ تعالی وتقدس نے شہدا کو اِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ کی قید لگا کر اورون سے چھانٹ لیا
اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ سارے دنون سے افضل جمعے کا دن ہی سو اس
دن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اوس دن تمھارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہی
صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے صلوات آپ پر کیونکر عرض کیے جائینگے
اور حال یہ کہ آپ بوسیدہ ہوگیے ہونگے فرمایا حق تعالی نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا
حرام کردیا ہی اور بزار بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہین کہ
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی کے کچھہ فرشتے ہین سیر کرنے والے زمین
مین کہ میری امت کے اعمال مجھے پونہچاتے ہین اور فرمایا کہ میرا وفات فرمانا بہتر ہی تمھارے
واسطے اسواسطے کہ تمھارے اعمال میرے سامنے عرض کیے جائینگے اگر بہتر ہونگے
تو مین اوسپر خدای تعالی کا شکر کرونگا اور اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمھارے حق مین طلب
مغفرت کرونگا استاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہی کہ رسول خدا صلی
اللہ علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیا علیہم
السلام کے ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد کہتے ہین کہ انبیا
علیہم السلام کی ارواح شریفہ بعد قبض کر لینے کے اونکی طرف پھیردی جاتی ہین اور وہ شہیدون
کی طرح سے خدا کے سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج مین
ایک جماعت انبیا علیہم السلام کے ساتھہ اکٹھا ہوئی اور ان سے ملاقات کی اور صاحب تحقیق نے

ف یعنی بیہوش ہو جاوینگے جو کہ بیچ آسمانون کے ہین اور جو کہ بیچ زمین کے ہین ۱۲

کہا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کی ملک مین باقی تھا جیساکہ حالت
حیات مین تھا ورثا کی طرف منتقل نہین ہوا جیساکہ اور اموات کا مال منتقل ہوجاتا ہی اور سبیل
اوسکی یہ ہی کہ آپ کے اہل وعیال پر انفاق کردیا جائے بغیر اعتبار کرنے اوس تقسیم کے جو میراث
مین ہوا کرتی ہی اور اسبات کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے شمار کیا ہی
اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہی اور فرمایا ہی کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
سیرت کے موافق ہی انتہی اور ان ائمہ اعلام کے کلام سے نکلتا ہی کہ احکام دنیا بھی ثابت
ہین بس انبیا علیہم السلام کی حیات حیات شہدا سے اتم واکمل واخص ہوئی چنانچہ مذہب مختار و
منصور ہی نہ جیساکہ ظاہر کلام بیہقی بعضے مواضع مین اسبات کیطرف ناظر ہی کہ حیات انبیا
علیہم السلام مثل حیات شہدا ہی بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہی اصل حیات مین اور اوسکے
استعداد مین نہ ساری خصوصیات مین بس وارد ہوئی وہ جو یہان پر بعضے علما نے
نزاع کی ہی اور کہا ہی کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہی کہ حق سبحانہ وتعالی نے شہدا
کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہی بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ تو صحیح ہی لیکن اسبات مین خلاف
کسیکا نہین ہی کہ شہیدون پر موت کے احکام مثل منقطع ہوجانے ملک وغیرہ کے جاری
ہین اور کہا ہی اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہی کہ آپ ہی کہتے ہین مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم
عَنْ کَذَا نِسْوَۃً وَمَاتَ وَھُوَ رَاضٍ عَنِ الْعَشَرَۃِ اور نسبت موت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف
کرتے ہین پھر آپ ہی حیات کس طرح ثابت کرتے ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی جگہ
نہین ہی مَاتَ فَاَحْیَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اور شہرستانی غایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین
کہ فرمایا اونھون نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلوۃ وسلام بھیجتے
ہین آپ اونکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی
کی نہین ہی اور حق سبحانہ وتعالی نے آپ کو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے
طریقہ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہی اوس موت سے جو ہمیشگی کی ہی
اور یہ حیات شہیدون کی حیات سے اعلی واکمل ہی اور ثبوت اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ
ہوا وسکا بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہی کہ انبیا علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوتی

اور روح کا پھر آنا بدن کیطرف تو ثابت ہی سارے اموات کے واسطے اس مین شہید ہون کہ غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے مین ہی اس طرح کہ بدن اوس سے زندہ ہو جاتا ہی جیسے دنیا مین زندہ تھا یا بدن بنے روح کے زندہ رہتا ہی اور یہ بات کچھ خدا تعالی کی قدرت سے بعید نہین اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہی کچھ عقلی نہین عقل کے نزدیک وہ جائز ہی پس اگر اس پر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائے گا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہین اور اسکو ثابت کیا ہی اور نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا قبر مین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی اسکا مثبت ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہین ہوتا اور اسی طرح وہ صفات جو شب معراج مین مذکور ہوئے اور انبیا علیہم السلام کیطرف منسوب ہین وہ سب صفات اجسام مین انتہی جاننا چاہیے کہ سارے اہل سنت و جماعت کو اثبات کا اعتقاد ہی کہ سارے اموات کو عموما اور انبیا علیہم السلام کو خصوصا ادراکات مثل علم و سمع کے ثابت ہین اور ہمکو یقین ہی اثبات کا کہ مردہ قبر مین پھر زندہ ہوتا ہی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہی اور کوئی حدیث اثبات مین وارد نہین ہوئی کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری دفعہ قبر مین مر جاتا ہی بلکہ نعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت تک ادراک کرتا ہی اور اسمین شک نہین کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہی لیکن کفایت کرتی ہے حیات کسی ایک جزو مین اوسکے اجزا سے اس طرح پر کہ جس سے اوسکا جثہ قائم ہو جیسا کہ دنیا مین قائم تھا و لیکن اُن دلیلون سے جو حیات انبیا علیہم السلام پر دلالت کرتی ہین اونکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہی جسطرح پر دنیا مین تھی مگر اتنا فرق ہی کہ حیات دنیاوی مقتضی غذا ہی اور اس حیات مین غذا کی طرف احتیاج نہین اور حق تعالی قادر ہی کہ جس طرح دنیا مین بدن کو کھانے پینے سے ساتھ زندہ رکھتا ہی وہان بغیر کھائے پئے زندہ رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن مین پیدا کرے کہ جسکی جہت سے غذا کیطرف احتیاج اور التفات نہو چنانچہ دنیا مین بھی بعضی احوال مین کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہی کہ مدتون آدمی کو کھانے پینے کیطرف التفات نہین ہوتا اور حاجت نہین پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہی تو دلیل حصر نہین جائز

ہی کہ اللہ تعالی نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہی اسی طرح اور اسباب بھی
اوسکے پاس ہون کہ جن پر بقای ابدان منوط ہو اِنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور قدوۃ المحققین
کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اس بات پر
کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہی کہ جس سے مردہ نعیم وعذاب کو قبر مین ادراک کرسکتا ہی
بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے روح کے اعادہ مین تردد کیا ہی کہتے ہین کہ روح اور حیات
مین کچھ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالی قادر ہی کہ بدن کو بغیر روح کی
زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہی کہ بقای حیات روح سے ہوتی ہی یہ ایک امر عادی ہے
کچھ عقلی نہین ہی بعضی علمای حنفیہ قائل ہوئے ہین ساتھہ وضع روح کے جسد مین اور بعضے
قائل ہین کہ اتصال روح مٹی کے ساتھہ ہوتا ہی اور روح و مٹی دونون الم پاتے ہین انتہی

فصل جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور ترتب آثار حیات مین کسی عالم کا خلاف نہین ہے
مگر اسمین البتہ بعضے علما کا خلاف ہی کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین
ٹھہرے رہتے ہین یا اونکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاء الدین قونوی کہ محققین علمای شافعیہ
سے ہین کہتے ہین کہ اسباب مین جو کچھ مجھپر ظاہر ہوا ہی یہ ہی کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنے
انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھ فرعی مسئلہ
نہین ہی کہ اوسمین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا ہی کہ اون حضرات کی پہلی حیات
زائل ہوگئی اب اوسی حیات کے عود کرنے کے اثبات پر دلیل قطعی درکار ہی تاکہ اعتقاد اسباب پر
راسخ ہو اور ساتھہ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالی کے پاس
زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلی ہی اور ہم اعتقاد رکھتے
ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھہ رفیق الاعلی کے سموات علا مین ہو جہ وہان اور
یہ حالت افضل و اکمل ہی اوس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت
ہی کہ مومن کی قبر مین جہان تک نگاہ جاتی ہی وہان تک وسعت و فسحت کردیتے ہین چہ جای
قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مین کہان تک وسعت ہوگی لیکن آپ کا
رہنا قبر شریف سے جنت اعلی مین جسکا عرض سموات و ارض ہی اکمل و اعلی ہی ساتھہ اسکے کہ

حدیث شریف مین آیا ہی کہ انبیا علیہم السلام چالیس دن سے زیادہ اپنی قبرون مین چھوڑے نہین جاتے
اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہین صور پھنکنے تک اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ
مین اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہون اسبات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر مین چھوڑے
پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ مین زندہ موجود رہین گے جیسا کہ پہلے وفات کے
تھے متعذر ہی اور مگر نماز پڑھنا موسی علیہ السلام کا اپنی قبر شریف مین ہمیشہ قبر مین رہنے پر دلالت
نہین کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور حال آنکہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج مین حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھہ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانون پر
ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونون کے یہ ہی کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانون پر
رہتے ہین مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہین خواہ قبر ہو خواہ کوئی اور مقام اور اس
جگہہ سے لازم نہین آتا کہ قبرون مین ہمیشہ رہتے ہین یہ کلام ہی قونوی کا اس سے صریح
یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ قونوی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبرون مین موجود رہنے مین تردد ہے
لیکن اصل مدعی مین کہ ثبوت حیات ہی اللہ تعالی کے نزدیک کچھہ گفتگو نہین اس جہت سے
کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہی چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہین کہ مگر دوسری قسم
کی حیات کے اثبات مین جو حیات متعارفہ کی مغایر ہی اور کھانے پینے پر موقوف نہین اسیطرح
کی نزاع اور تردد نہین ہی پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اسبات مین ہی کہ ابدان شریفہ انبیای
علیہم السلام کے قبور شریفہ مین ویسی زندگی کے ساتھہ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا مین
حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھہ ہین یا نہین یہان ایک گفتگو ہی اگر کان رکھکر سنین تو شاید
محل قبول مین پونہچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہوئے اصل حیات کی دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار
مین جانبین سے کسی کی دلیل قوی نہین جو کہتے ہین کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے
ہمیشہ قبور مین نہین رہتے اونکی دلیل یہ دو حدیثین ہین ایک الانبیاء لا یترکون الخ دوسری
وانا اکرم علی ربی الخ اور جو قائل ہین ہمیشہ قبور مین رہنے کے اونکی دلیل بھی دو حدیثین
ہین ایک الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون اور دوسری وہ حدیث جس مین موسی علیہ السلام
نماز پڑھتے دیکھا جانا مذکور ہی اور یہ قاعدہ مقررہ ہی اذا تعارضا تساقطا اور کچھہ شک نہین

کہ اجساد انبیا علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا معائن اور مشاہد ہی اور اصل باقی رہنا ہی اپنے حال پر
اور نہ منتقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اوسکے خلاف پر قائم ہو اور حقیقت مین قائم نہین ہوے
بس ثابت ہوا کہ جس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہی وہ قبور مین ہوگی نہ سموات مین واللہ اعلم
اور محققین اہل حدیث اور شراح اوسکے اسبات پر ہین کہ حدیث اَلْاَنْبِیَاءُ لَا یُتْرَکُوْنَ اور اسیطرح
اَنَا اَکْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ الی اخرہا صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور راجل ہیو
کی روایت کرنے والون مین کوئی ایسا ہی کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہی اور اگر یہ حدیثین
صحیح ہون تو تاویل اوسکی یہ ہی کہ مراد ترک سے نے شغل رہنا ہی عبادت سے اور بعد گذرجانے
مدت کے بھی قبر ہی مین مشغول نماز و طاعت حق تعالی و تقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین آیا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے
اوٹھایا نہ جائے سوا میرے کہ مین نے اپنے پروردگار تعالی سے اپنی امت مین قیام قیامت
تک رہنا مانگ لیا ہی تا کہ میری امت بحکم مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ نزول بلا و عذاب
سے محفوظ رہے اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ استمرار و ہمیشگی قبر مین
بحقیقت حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی اور سارے انبیا
علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالی ثابت ہی جسپر سب کا اتفاق ہی واللہ اعلم روایت کرتے
ہین کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اونکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہے
کہ آپ اہل شام سے جا ملیے تا کہ اس بلا سے آپ کو نجات ہو فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھونگا اسبات کو
کہ اپنے دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑون
اور قضیہ سعید بن مسیب کا ایام واقعہ حرہ مین حجرۂ مبارک سے اذان کا تین روز تک سننا
مشہور ہی مگر وہ جو تورپشتی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت برین مین تشریف رکھنے کو
ترجیح دی ہی آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اوسکا جواب یہ ہی کہ جب ایک ایک ادنی مومن کی قبر
ایک باغچہ ہی باغچون جنت سے تو ضرور رہی کہ قبر شریف حضرت سید الاولین و سید الآخرین
صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ط اور نہین تھا
اللہ کہ عذاب ان پر
اسلیے کہ تو ان
مین تھا ۱۲

کو قبر شریف ہی مین تصرف و نفوذ سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان و زمین و جنت سے حجاب
اوٹھ گیا ہو بغیر اسباب کے کہ آپ وہان سے نقل فرماوین ہو اسطے کہ آخرت اور برزخ کے
احوال و دنیا کے احوال پر قیاس نہین کیے جاسکتے اور وہ جو اون دو باتون کی تطبیق مین ایک
حضرت موسی علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا
ملاقات کرنا اونکے ساتھ آسمان مین تو نووی نے کہا ہی کہ انبیا علیہم السلام باوجود اسبات کے
کہ اونکا ٹھہراو آسمانون مین ہی کبھی اپنی قبرون کیطرف بھی نزول فرماتے ہین تو وہ شخص جو اونکے استقرار
کا قبو مین دعوی کرتا ہی اسکے عکس کیطرف جاتا ہی اور کہتا ہی کہ باوجود اونکے قائم رہنے کے
اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی سے کہ اوس عالم مین اونکو عنایت کی گئی ہی
سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہی کہ مراد یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیا
علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہی
تو اس صورت مین حال فاعل سے ہے نہ مفعول سے پس استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صفت ہی نہ صفت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہی اور شیخ ابن ابی حمزہ بہجہ
مین کہتے ہین کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہونکا
احتمال رکھتا ہی اول یہ کہ اونکو اونکی قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہی کہ حضرت
حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مطابق
اوسکے جو آپ نے فرمایا ہی کہ رأیت الجنة والنار فی عرض هذا الحائط یہ دو طرح کا
احتمال رکھتا ہی ایک تو یہ کہ جنت و نار کو اسی جگہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے
رأیت الهلال فی منزلی من الطاق تو مراد موضع طاق ہی دوسری یہ کہ صورت جنت
و نار کو اللہ تعالی نے عرض حائط مین متمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہے
دوسری وجہ یہ کہ جائز ہی کہ حضرت علیہ الصلوة والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے
اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ اونکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو اونہین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ
قادر مطلق جل و علا شانہ اوس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال کے واسطے
انبیا علیہم السلام کو قبرون سے اوٹھا کر آسمانون پر لے گیا ہو تا کہ اونکی جہت سے حضرت کو

ع دیکھا مین نے جنت و نار کو بیچ عرض حائط کے اس ۱۲
ع دیکھا مین نے ہلال کو اپنی منزل مین طاق سے ۱۲

بشارت و انس حاصل ہو یا کوئی اور امر منظور رہو کہ ہمکو اوسپر اطلاع نہین یہ ساری وجہین محتمل ہین اور
ان مین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہے
انتہی اور جو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر شریف مین ہوے پر
دلالت کرتا ہی از جملہ اوسکے واقعہ سلطان سعید نور الدین شہید ہی کہ سن پانچسو ساون مین واقع
ہوا یعنی سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور فرمانا آپکا
سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھ لیکر
مدینہ طیبہ مین اور اون دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے اونکو جلوا دینا اور اسکے بعد حجرہ شریفہ
کے گرد خندق کھدواکر سیسا گلواکر نیو بھرلانا چنانچہ تفصیل اسکی بیان فضائل مسجد مین ذکر ہو چکی
ہی اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہی اور اسکی تصحیح کی ہی اور اون مورخین
مین بڑے بڑے علمای مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی
اور امثال انکے علمای اعلام سے اور امام عبد اللہ یافعی لکھتے ہین کہ بعضے علمای باطن نے
کہا ہی کہ سلطان نور الدین شمار کیا گیا ہی چالیس اولیا مین سے اور نائب اوسکا صلاح الدین
تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک کو تتبع کرکے دیکھا تو بعد
خلفای راشدین اور عمر بن عبد العزیز کے کوئی پادشاہ نور الدین کے برابر نیک سیرت
نہین پایا اور ہمکو عجب ہی کہ اوسکے ترجمے مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم
بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ قونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ التفات
اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہو گیا ہی بلکہ درمیان اونکے
اور اونکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہی کہ دوسری جگہ مین ثابت نہین
اسی طرح درمیان سارے قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہی
کہ جسکی جہت سے اپنے زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل
اسکی یہ ہی کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہی بعد اسکے بہت سے احادیث
اس باب مین نقل کرکے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اثبات پر کہ مردونکو
ادراک و سماع حاصل ہی اور اسمین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہی کہ مشروط ہے

حیات کے ساتھ پس سبھی مرنے زندہ ہین لیکن زندگی اونکی حیات شہداسے مرتبے مین کم ہی
اور حیات شہداسے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہی اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور
علما ہی وہی ہی جو تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل
فصل چونکہ اس مطلب کی تحقیق مین بیان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کیطرف
جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا
موجب ہوگا ومن اللہ التوفیق **بحث اول حدیث** الا رد اللہ علی روحی مین اشکال
مشہور ہی وہ یہ ہی کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف مین
رد سلام کے واسطے کسی ایک امتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہی اسبات پر
کہ آپ کی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہی اسواسطے کہ اگر آپ کی حیات دائم اور مستمر ہو
تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنی نہون گے کیونکہ معنی تو اوسکے
یہی ہین کہ سلام کے وقت پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہی کہ ساتھ اوسکے رد سلام کرتے ہین
اور **جواب** اس اشکال کا علمانے بہت ہی وجہون سے بیان کیا ہی **ایک وجہ** یہ کہ معنی
حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالی و تقدس پھیر لایا ہی میری روح کو مجھپر کہ مین رد سلام کرتا ہون
مگر اس وجہ مین بعض طالب علمون کو بسبب رعایت کرنے قواعد نحویہ کے گفتگو ہی کہتے ہین
کہ حاصل اوسکا لزوم اقتران حال ہی زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام چاہتا ہی
اسبات کو کہ رد سلام اور اعادہ آپ کی روح کا امتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو
نہ پہلے اوسکے وفیہ ما فیہ **دوسری وجہ** یہ کہ رد روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہی بلکہ عبارت
ہی روح اقدس واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اس عالم کیطرف شہود حق تعالی و مشاہدہ ملاء
اعلی کیطرف سے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ کلام خطاب ہی اہل ظاہر کے فہم کے مقدار پر
کہ پہچاننا مردون کا بغیر پھر آنے روح کے ممکن و متصور نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کنایہ ہے
سننے سے اور **جواب** اس اشکال کا بوجہ اتم و اکمل یا بین طور ہی کہ اگر رد روح کا ظاہر ہی معنی پر
حمل کرین تو بھی لازم آتا ہی کہ قالب شریف مین بقاء روح شریف دائم و مستمر ہو اسواسطے
کہ جب پہلے کسی امتی کے سلام کے وقت روح مبارک قالب شریف کیطرف جواب سلام

پیس پیچ سا ... بیچیین ... (حاشیہ)

دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا
ورنہ لازم آئیگا کہ کئے حساب موتین طاری ہون اور اسبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی
عاقل اسکا التزام نکریگا اسواسطے کہ یہ ایک نوع تعذیب ہی ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت
ایسی نہین ہی کہ ایک امتی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو بس لازم آئیگا دوام حیات اور دوام
رد سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر رد روحی فی باقی
جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ رہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے
عَلَیَّ رُوحِی بحرف استعلاء دلیل ہی ثبوت ہویت وانانیت و ورود نزول پر بس گویا
کہ روح عبارت ہی کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل جوہر حیات کے فلیفہم

بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
موسی علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسے ہی اور انبیا کو شب معراج مین اور حضرت
موسی وحضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے
چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہی کہ گویا مین موسی کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے
اوترتا ہی اور لبیک کہتا ہی اور اسی طرح فرمایا کہ گویا کہ مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک
کہ رہا ہی اور حال آنکہ نماز و حج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف و
امتحان کا گھر ہی اور دار آخرت مین کسی قسم کی تکلیف وامر ونہی نہین ہی علمانے اس
سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دیتے ہین اول یہ کہ یہان صلوۃ بمعنی ذکر اور دعا کے
ہی اور ذکر و دعا اعمال آخرت سے ہی دوسری یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہدا سے
اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس بس حج و نماز کرنا اونکا کچھ بعید نہین تیسری یہ کہ یہ انبیا
علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھائے
گئے اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی یُوْنُسَ اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ
مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہی اور استکثار اعمال اور زیادت اجر کو منافی نہین و منقطع
ہو جانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہی اور قیامت مین بھی جو منقطع ہی تو
تکلیف و امتحان ہی نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہی کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

ع
یعنی گویا کہ مین
دیکھتا ہون
یونس کی طرف ۱۲

شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان معنی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کیا ہونگے
اب جاننا چاہیے کہ معنی تشبیہ کے جو حدیث مین کَاَنِّیْ اَنْظُرُ وارد ہوا ہی کیا ہین بعضے
کہتے ہین کہ یہ رویای خواب ہی جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہی
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ اَطُوْفُ بِالْکَعْبَةِ
اور رویت خواب مین خارجی چیز کے دیکھنے کے حکم مین ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اخبار
اون چیزون سے ہین جو کچھ کہ احوال انبیا علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے
ہین اونکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور عیان کا دے کر رویت اور نظر سے
تعبیر فرمائی ہی اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہین کہ بعید نہین ہی یہ کہ کہا جائے کہ ارواح
مقدسہ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ سے بمنزلہ ملائکہ کرام ہین بلکہ اون سے
افضل اور جیسا کہ ملائکہ مختلف صورتون مین متمثل ہو جاتے ہین اسی طرح جائز ہی کہ ارواح انبیا
علیہم السلام بھی متمثل ہو جائین اور ممکن ہی کہ یہ تصرف بعضے خاص بندون کو حالت حیات
مین بھی ہو اور ایک روح چند بدنون مین سوا بدن معہود کے تصرف کرے چنانچہ بعضے
محققین بیان حقیقت ابدال مین لکھتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک اون مین سے ایک
جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہی اور پہلی جگہ اوسکے بدل اوسکی شبح و مثال رہتی ہی اور صوفیہ
قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم اور متوسط ثابت کرتے
ہین اور اوسکا نام عالم مثال رکھتے ہین اور اوس عالم کو عالم اجساد سے لطیف تر اور عالم ارواح سے
کثیف کہتے ہین اور ظاہر ہونا ارواح کا صورتون مختلف مین اور ظاہر ہونا حضرت جبرئیل
علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بصورت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ اور
حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی الخلق مبنی اوسی عالم مثال پر ہی اور اسی پر بنا
کر کے جائز ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام باوجود اسبات کے کہ چھٹے آسمان پر مستقر ہون
اپنی قبر شریف مین بھی بصورت مثال متمثل ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون جگہ اونکو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرنے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا
جواب نکل آتا ہی اور بہت سے اشکالات مثل بیان وسعت جنت اور اوسکے ملاحظہ فرمانے کے

۷ درمیان اسکے کہ مین سوتا ہون دیکھا مین نے اپنے تئین کہ طواف کرتا ہون کعبے کا ۱۲

عرض حائط مین مثلاً منحل ہو جاتی ہی انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہی کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا
علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہی اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیکھنے کی حضرت موسی اور حضرت یونس علیہما السلام کو اوس شخص کو حاصل ہوسکتی ہی جو
روحانیات کے زمان ومکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اون زمان ومکان کے
اور درمیان زمان ومکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہی کہتے ہین کہ اوس عالم
مین زمانہ طرف ماضی ومستقبل وحال کے منقسم نہین ہی اور حالت ہونی یونس علیہ السلام
کی مچھلی کے پیٹ مین وعبور کرنی موسی علیہ السلام کی دریای نیل سے اور حالت وجود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہی پس حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اون
حضرات علیہما السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہی جو اون حضرات نے
اپنی حیات مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اوسکا
اعلی وارفع ہی اس سے کہ اوسکے تمثل کے قائل ہوون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو اونکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے دور
پڑنا ہی اس واسطے اتنے ہی پر اقتصار لازم ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم

باب پندرھوان بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین کہ واجب ہی یا مستحب اور بیان توسل واستمداد مین ساتھ اوس جناب منقبت قباب
وجنت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصلوة والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم کی باجماع علمای دین قولاً وفعلاً سب سنتون سے افضل ہے اور سارے مستحبات
سے موکد تر قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی وہ سنت ہی جسپر سب کا اجماع ہی اور وہ فضیلت ہی جسمین سب کی رغبت ہی اور بعضے علمای
مالکیہ اوسکو واجب کہتے ہین اور دوسرے اس قول کے تاویل سنن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ مراد
سنن واجبہ سے سنن موکدہ ہین نہایت تاکید کر اور اکثر علما اس بات پر ہین کہ سنت زیارت بعد
ادا کرنے فرض حج کے ہی قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ای
کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دعا کرے بعد اوسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید الرسل

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہین کہ بعد حج وعمرہ
کے مستحب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم
ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہین کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہی کہ پہلے مکے مین اوے
اور مناسک حج بجا لاوے بعد اوسکے مدینے مین آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے
افضل ہی اور سارے مستحبات سے موکد قریب بدرجہ واجبات ہی اور چارون مذہب کے
علمانے حج سے مقدم کرنے کی تصریح کی ہی اور بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینہ منورہ حج کی راہ
مین پڑے تو اولی یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے بعد اوسکے حج کرنے کو جائے
اور بعضے سلف باوجود اسباب کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہو تی اسپر بھی زیارت
مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہراتے اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکہ معظمہ پر
زیارت مدینہ مطہرہ کے مقدم کرنے مین کسی قسم کا خلاف نہین ہی اور تاج الدین سبکی نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ شرع بیان کیا ہی مگر کتاب اللہ پس حقتعالی
کے قول سے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ الآیہ اور کہا ہی کہ یہ آیت کریمہ دلالت
کرتی ہی درگاہ رسالت پناہ مین حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اسباب کی ترغیب پر کہ اوس
آستانہ شریف پر حاضر ہوکر سوال مغفرت کرین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغفار
مانگین اور یہ ایک رتبہ عظیمہ ہی کہ منقطع ہونے والا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی حالت حیات و ممات برابر ہی اور استغفار فرمانا آپ کا امت کے واسطے بعد
وفات کے وقت ملاحظہ کرانے ملائکہ کے نامہای اعمال امت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور
ہوچکا ہی ثابت ہی اور آپ کے کمال رحمت سے کہ امت کے حال پر مبذول ہی امید ہی
کہ آستانہ شریف پر حاضر ہونے والے کے حق مین بہ نسبت اورون کے استغفار نہایت
ابلغ واوکد ہوتا ہوگا اور سارے علمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات و ممات کا
برابر ہونا اس آیہ مجیدہ سے سمجھکر آداب زیارت مین حکم دیا ہی کہ اس آیت کو حضوری کے
وقت پڑھکر طلب مغفرت اوس جناب رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اوس اعرابی کی

جو بعد آپ کی وفات فرمانے سے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور و معروف
ہی اور جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اوسنے
یہ حکایت بھی نقل کی ہی اور اوسکے پڑھنے کا استحسان کیا ہی اور بہت سے ائمہ اعلام نے
باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہی کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین
حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہہ شریفہ مین حاضر تھا کہ
ایک اعرابی نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالی نے
ایک سچی کتاب آپ پر اوتاری ہی اور اوسمین فرمایا ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ الآیہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اپنے گناہون سے استغفار
مانگتا ہون اور آپکی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہون پھر اوس اعرابی نے رو کر یہ بیت
پڑھی نظم یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ ٭ فَطَابَ مِنْ طِیْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ ٭
نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ٭ فِیْهِ الْعَفَافُ وَفِیْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ ٭ پھر وہ اعرابی
چلا گیا بعد اوسکے جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ
فرماتے ہین کہ تو اوس اعرابی کے پاس جا اور اوسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالی
نے میری شفاعت سے اوسکی مغفرت کی اور اوسکے گناہون کو بخش دیا اور حافظ ابو عبد اللہ
مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لائے
ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر
اپنے تئین قبر شریف پر گرا دیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ
آپ نے خدا سے سنا ہی وہ ہمنے آپ سے سنا ہی اور جو کچھ آپ نے خدای تعالے سے
سیکھہ کر یاد کیا ہی ہمنے آپ سے سیکھہ کر یاد کیا ہی اور از جملہ اوسکے کہ آپ پر اوترا ہی یہ آیت ہے
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ
تَوَّابًا رَّحِیْمًا اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہی اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے
واسطے استغفار کیجئے قبر مبارک مین سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَكَ اور دیگر وارد ہونا سنت کا باب
زیارت مین وہ احادیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے

ہر سنت صحیحہ متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوئی ہی زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہی کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہی اوسکی زیارت
بطریق اولی مستحب ہوگی آور اجماع است فضیلت زیارت قبر شریف اور اوسکے استحباب پر وہ
بھی مذکور ہو چکا ہی ولیکن اختلاف مادہ نسا مین ہی بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو زیارت قبور
جائز نہین کیونکہ اونکی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہی اور صحیح یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون کی مرد وعورت سبکو عموماً مستحب ہی اور عموم
نہی سے جو زیارت نسا مین وارد ہی ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہی اور بعضے کہتے ہین کہ
نہی سابق حدیث نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا الخ سے منسوخ ہوگئی اور منہوی
کہ متاخرین ائمہ شافعی سے ہین اولیا وصالحین کے قبورون کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین
اور ثبوت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہدای احد کو اور تشریف لیجانا اونکا سید الشہدا
رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فضل بقیع مین مذکور ہو چکا ہی اور وارد ہوا
روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عبد الرحمن بن
ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکہ معظمہ مین زیارت کی موید قول منہوری ہی واللہ اعلم
آب ماقیاس وہ یہ ہی کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع اور شہدای احد کی زیارت
کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبور کی زیارت مستحب ہوئی تو زیارت قبر
مبارک سلطان دین وزمان سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وسلم ما تعاقب الملوان
ودار القمران بطریق اولی مندوب ومستحب ہوگی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ زیارت قبور
سے مقصود فقط تذکر آخرت ہی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی زُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ
الْاٰخِرَةَ اور کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا واستغفار ہوتا ہی اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اوٹھانا
ہوتا ہی اہل قبور سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام
کہتے ہین کہ جس کسی سے کہ اوسکی حالت حیات مین نفع اوٹھا وین اوس سے بعد اوسکے
مرنے کے بھی تبرک وانتفاع لین امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسی کاظم

صلعم مین نے تمکو منع کیا تھا قبرون کی زیارت کرنے سے پس اب تم زیارت قبور کرو ۱۲ صلعم تم قبرون کی زیارت کرو کیونکہ وہ یاد دلاتی ہین تمکو آخرت ۱۲

سلام اللہ علیہ کی قبولیت دعا کے واسطے تریاق اعظم ہی اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ مین نے
چار آدمیون کو اولیای کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین
جیسا کہ حالت حیات مین رکھتے تھے یا زیادہ اوس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کیے ہین اور بعضے علما
مذہب نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہی جیسا کہ شیخ کمال الدین ابن ہمام
نقل کرتے ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلی اللہ
علیہ وسلم اور مزارات جمیع انبیا و مرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت
ہی امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنیٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم السلام
کو صحیح ہی مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہی انتہی اور کبھی زیارت
قبور واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ بہت مانوس
حالت میت اوس وقت ہی جبکہ کوئی اوسکے آشناؤن مین سے اوسکی قبر کی زیارت کو آوے
اور اسباب مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہی کہ من زار قبر
ابویہ فی کل جمعۃ او احدہما کتب بارا وان کان فی الدنیا قبل ذلک لہما عاقا
اور قبر مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل
ہین اور امام مالک سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی کہے
زُرۡنَا قَبۡرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہی عبد الحق
صقلی کہتے ہین کہ وجہ اوسکی یہ ہی کہ زیارت ایک فعل ہی کہ کرنا اور نکرنا اوسکا برابر ہی اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت واجب ہی اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہی کہ یہ کراہت
زیارت کی اضافت قبر کیطرف کرنے سے پیدا ہوئی ہی پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کہے تو کچھ کراہت نہین اور قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے
مکروہ ہی وہ یہ کہ اَللّٰہُمَّ لَا تَجۡعَلۡ قَبۡرِیۡ وَثَنًا یُّعۡبَدُ اِشۡتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوۡمٍ اِتَّخَذُوۡا قُبُوۡرَ
اَنۡبِیَائِہِمۡ مَسَاجِدَ اور اصل زیارت اگرچہ اس قبیل سے نہین ہی لیکن اوس زبان سے نگاہ
رکھنے مین احتیاط ہی جیسا کہ طریقہ امام مالک رحمۃ اللہ کا ہی سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا

حدیث مین استحباب کا منافی ہی سبکی رح کہتے ہین کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہنچی
ہوگی یا خود محذور قبور غیر نبی مین ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے
ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی کہے زُرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو مین
مکروہ رکھتا ہون کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعظم و اعلیٰ ہین اس بات سے کہ اونکی زیارت
کیجاوے اور بھی ابن رشد کہتے ہین کہ وجہ کراہت کی یہ ہی کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات
مین ہوتا ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تر ہین ہر زندہ سے سواے اللہ کے اور بعضے
کہتے ہین کہ زیارت اکثر اوقات و اغلب احوال مین مردے کو نفع پہنچانے کے واسطے
ہوتی ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ایسی نہین ہی بہر تقدیر منع اور کراہت
راجع باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دوسرون کے نزدیک مختار عدم کراہت ہی
اور یہی ظاہر ہی **فصل** اور مگر اختیار کرنا سفر کا زیارت قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے
اور شد رحال کرنا یعنی لاد پھاند کر جانا اس نعمت عظمی کے حاصل کرنے کو پس ہرگاہ زیارت قبر
شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی اوسکو لازم ہی اور یہ بھی ہی کہ حجت
کے دلیلون مین عموم ہی اور ان سے قرب و بعد کا اسمین استوا نکلتا ہی اور مگر حدیث
لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ مراد اس سے سوا اوس مساجد ثلثہ کے اور کسی
مسجد کیطرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہی چنانچہ قاعدہ نحوی اسکا مقتضی ہی اور قاعدہ
نحوی یہ ہی کہ مستثنی مفرغ مین واجب ہی کہ مستثنی کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر
کی سوا ان مساجد کے لازم نہین آتی ہی اور کیونکر ہو اور حال آنکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر
ہجرت دار کفر سے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور
مشروع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس
فرمانے سے یہ ہی کہ قربت مقصود کسی مسجد کے قصد مین نہین ہی سوا ان مساجد ثلثہ کے
یعنی مسجد حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصی کے ساتھ اسکے کہ قصد زیارت نبوی کو قصد
مسجد شریف لازم ہی کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی مین مزار شریف واقع ہی اور مقصود وہان
حاضر ہونے سے دونون امر ہین مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

له یعنی زیارت کی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

سه یعنی لادو پھاند کر جاوے کسی مسجد کیطرف ۱۲

تعظیم بجا لانا جیسا کہ حالت حیات مین آپکی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرین فقط تعظیم
شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف مطلقاً ممنوع
نہین ہی بلکہ اگر ممنوع ہی تو باعتقاد تعظیم وفضیلت و مضاعفت ثواب ہوا کرتا ہی اسطرح
اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقالات
ان مساجد فاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کرکے پیادہ ہوکر
جانا درست ہی کیونکہ لفظ شد رحال چاہتا ہی دور و دراز جانے کو جیسا کہ بعضے علمانے
کہا ہی اور جمہور علما اسبات پر ہین کہ نذر ساتھ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے
مطلقاً جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بغیر شد رحال کے ہی تو جائز اور اگر نہین
تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ اگر
کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا یا نہین فرمایا
لازم ہوگا اور سے ورود فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد
ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہی کہ نماز اس مسجد کی عمرے
کے برابر ہی اور وارد ہوا ہی کہ دو رکعت اوس مین افضل ہی ہزار رکعت سے مسجد اقصی مین
اور ثبوت کو پہنچا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور
مروی ہی قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا کہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون
زمین سے ہوتی تو اسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک ہوتے اور نہ مذکور ہونا اس مسجد کا
مساجد ثلثہ کے ساتھ حکم مذکور مین ہی کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہی اور حکم اسکا اوس سے
علحدہ نہین پایا کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہ مذکور ہو چکین ہین پس اوسی پر اکتفا کرکے
اوسکو ان مساجد کے ساتھ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت
حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوسکے وجوب وفا مین کسی کا خلاف نہین
اور سوا آپ کے اور کسیکی زیارت کے ساتھ نذر ماننے مین خلاف ہی اور مسافرت اختیار
کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثابت ہے
ازجملہ اوسکے حکایت ہی حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کی آنے کی شام سے مدینہ طیبہ مین

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین
کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ اوسی وقت
خواب سے بیدار ہوکر اپنی اونٹنی پر سوار ہوکر مدینہ منورہ کے قصد سے نکل پڑے اور مدینہ
منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہوئے بہت روئے اوسوقت حضرت امام حسن و حضرت امام حسین
علیہما السلام حجرہ مبارک ست باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دو صاحبزادون کو
گود مین لیا اور سر اونکا چوما اور یہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت سیدہ نساء العالمین
رضی اللہ عنہا نے رحلت اس جہان سے فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے
اذان دلواوین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام سے جناب مین کہلوایا جاے
کہ صاحبزادون کی فرمایش کرنے سے ناچار ہوجاوینگے اذان کہنی پڑے گی ورنہ انھون نے
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے استدعا سے نہین کہی ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت
فرمانے کے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای بلال تم ہماری واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا خلیفہ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ مین آزاد کیا آیا اپنے
واسطے کیا تھا یا خدا ہی تعالی کے واسطے آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے خدا کے واسطے
آزاد کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا کے
واسطے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے طور پر رہون مجھے اب طاقت نہین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی کے واسطے اذان کہون پس شام کو چلے گئے اور وہان سے بقصد
زیارت مدینہ طیبہ مین آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمایش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہوکر مسجد کی چھت پر چڑھ گئے
اور جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کھڑے ہوکر اذان کہا کرتے
تھے اوسی جگہ کھڑے ہوکر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو آدمیون مین ایک شور پڑگیا گویا کہ تمام
مدینہ جنبش مین آگیا اور جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہوگیا اور
رونا پیٹنا شدت سے پڑگیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ایک اور ہی

قیامت قائم ہوگئی کوئی مرد و عورت اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین وہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا
چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روز مصیبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت
کرتے ہین کہ حضرت بلال اوسوقت کمال تنگی دل اور بیقراری اور زفرط غم اور وفور الم سے
اذان تمام نکرسکے اور کوٹھے سے نیچے اوتر آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس والون کے ساتھ مصالحہ
کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اونکے اسلام لانے سے نہایت خوش ہوئے
اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا
کہ اے کعب تمھارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ مدینے چلو اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ نعم یا امیر المومنین انا
افعل ذلك پھر جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے مین پہنچے تو سب
کامون سے پہلے مزار معلای سلطان انس و جان پر حاضر ہو کر سلام سے مشرف ہوئے
اور عبد الرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب
کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السلام علیک یا رسول اللہ
السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے
حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے
دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر شریف پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے
السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی اور مسند امام اعظم مین حضرت
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اونھون نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ قبر
شریف نبوی پر قبلے کیطرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کیطرف کرکے کھڑا ہوا اور کہے
السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اپنا منہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اوسکی گردن پکڑکر کہا کہ تو جانتا

ہی کہ یہ کیا فعل تجھسے ہو رہا ہی اوسنے کہا چھوڑ مجھے مین پتھر پر منہ نہین رکھے ہون بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تربت مبارک پر سر اپنا منہ رکھا ہی اور کہا کہ مین نے سنا ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ رؤو تم دین پر اوسوقت کہ نا اہل صاحب ولایت ہو جائے رضی اللہ عنہ قائلہ اور عمر بن عبد العزیز شام سے قاصد بھیجے تھے کہ حضور رسالت پناہ مین اونکا سلام پہنچاوے اور یہ فعل اونکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہی آپ ہان وہ جو حسن بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری قبر کو عید نہ ٹھہراؤ اور اپنے گھرون کو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہین سے مجھپر درود بھیجو تحقیق تمھارا درود پہونچتا ہی اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آتا ہی اور دعا کرتا ہی اوسکو منع فرمایا اور اوسی حدیث مذکور کا مضمون اوسے سنایا اور وہ جو دوسری روایت مین آیا ہی کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سلام کو آیا اور حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر مین تعشی کرتے تھے مجھے بلایا مگر مجھے چونکہ اوسوقت کھانے کیطرف رغبت کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف کے پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہان سے ہٹو اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا قبری عیدا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس مین ہی دونون برابر ہین قرب مین اور جو مثل اسکے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین ان سب کا جواب یہ ہی کہ شاید اوس شخص نے جسکو ان اماماں دین نے منع فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اوسمین بناوٹ کا اثر پایا یا اس منع سے ان حضرات کو تعلیم وتنبیہ عوام کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی مین قرب اور بعد مسافت ایک ہی ہی چنانچہ کسی نے کہا ہی شعر در راہ عشق مرحلۂ قرب و بعد نیست + می بینمت عیان و دعامی فرستمت + اور امام مالک کے مذہب مین قبر شریف کے پاس بہت ٹھہرنا مکروہ ہی خصوصًا اہل مدینہ کو الا انکا اصل زیارت کا اور قبر شریف پر حاضر ہونے کا اور اوس مقام معلی مین ٹھہرنے کا ہو نہین سکتا

اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہل بیت سلام اللہ علیہم سے آئی ہی کہ جب یہ حضرت حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہوتے تھے تو اوس اسطوانہ کے پاس
جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہی کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور فرماتے کہ اسی جگہہ ہی سر مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرۂ شریف کے داخل کرنے سے
مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانے مین کھڑے ہونے کی جگہہ سلام
کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرۂ مبارک کے سامنے دیوار مین جڑی ہوئی
ہی چنانچہ باب زیارت مین آوے گا انشاء اللہ تعالی اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
لا تجعلوا قبری عیدا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہی کہ مراد اس سے ترغیب ہی کثرت
زیارت قبر شریف پر اور اشارہ ہو اسبات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
مثل عید کے نہ ٹھہراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین
کہ قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم قبورا کے سے مراد یہ ہی کہ اپنے اپنے
گھرون مین بغیر طاعت و عبادت پڑے نہ رہا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ
جیسے قبرون مین مردے پڑے رہتے ہین نہ طاعت نہ عبادت ویسے ہی تم بھی پڑے
سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب معلوم ہوتا ہی جیسا منذری نے کہا
سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا کہ عید کے واسطے تعیین
روز و وقت ہوتا ہی بلکہ تمام سال اور مدت عمر وقت زیارت ہی یا مراد تشبیہ ہی عید کے ساتھ اظہار
زینت و اجتماع وغیرہ مین کہ عید مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیے یہ ہی کہ زیارت و سلام و دعا
اکتفا کرین انتہی اس جگہہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرے اور تطویل دعا و کثرت
تضرع و التجا مین کسیطرح کی کراہت ہو فیا لہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا و نسالہ
الاعادۃ **فصل** اب رہی یہ بات کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا جناب
الٰہی مین چاہیے ہی یا نہین سو تحقیق اوسکی یہ ہی کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا جناب باری مین اور طلب مدد اوس جناب سے کرنا فعل انبیا و مرسلین و سلف و خلف
صالحین ہی کیا آپ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات و نبوۃ مین بھی

اور عالم برزخ مین بھی اور عرصۂ قیامت مین بھی کہ انبیای مرسل کو وہان دم مارنے کی تاب نہوگی اور
ہمارے حضرت سرور عالم سردار آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم باب شفاعت مفتوح فرماوینگے
اور اولین و آخرین کو مستغرق بحار رحمت و نعمت کرینگے اور باب استمداد مین اوس جناب عالم و
عالمیان مآب سے ان چارون مواطن مین اخبار و آثار وارد ہوئے ہین پہلی موطن مین تو از جملہ
اخبار و احادیث یہ حدیث ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ
علیہ السلام سے وہ خطیہ صادر ہوا تو اپنی توبہ قبول ہونے کے واسطے یہ کہا کہ یا رب
اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ درگاہ مجیب الدعوات سے فرمان آیا کہ تونے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حال آنکہ ابتک مین اونکے جوہر روحانی کو صدف جسمانیت مین
نہین لایا اونھون نے عرض کیا کہ جسدن تو نے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میرے قالب
بشری مین پھونکا تو مین نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ
اوس دن مین نے پہچانا کہ یہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق ہی تیرے نزدیک اور مقرب ترین تیری
درگاہ کا فرمان آیا کہ اے آدم تو اوسکو ہماری درگاہ مین اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہمنے
تیرے گناہ بخشے اے آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے اور بعضی روایات مین آیا ہی
کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ
مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اوس پر ناطق ہی وہ کلمات یہ تھے اَللّٰهُمَّ بِحُرْمَةِ مُحَمَّدٍ وَّآلِ
مُحَمَّدٍ اِغْفِرْلِیْ پس کہتے ہین کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ
وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہین اور افعال انسان قصور و نقصان سے متصف ہوا
کرتے ہین درست و جائز ہی تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو کہ
محب و محبوب حضرت غافر الذنوب جل و علا ہین بطریق اولی ہوگا شعر یَا اَكْرَمَ الرُّسُلِ مَالِیْ
مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ ٭ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ ٭ اور دوسرا مواطن یعنی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپ کی مدت حیات دنیا مین وہ اتنے بار
واقع ہوا ہی کہ حصر سے زیادہ ہی خبر مین آیا ہی کہ ایک اندھے نے حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ حق سبحانہ و

سے مجھے عافیت عنایت فرما دے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہی تو مین دعا کرون الله
تعالی تجھے بینا کر دے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہی تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر ہی اوس نے
عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول الله فرمایا وضو کر اوسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اللّٰهُمَّ اِنِّی
اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهْتُ بِكَ
اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیَ اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن
صحیح غریب ہی اور بیہقی بھی اسکی تصحیح کرتے ہین اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی
زیادہ کرتے ہین فَقَامَ وَقَدْ اَبْصَرَ وَفِی رِوَایَةٍ فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَءَ اور اخبار باب توسل
اور استمداد ارباب حاجات مین اوس جناب عالم و عالمیان مآب سے بحساب ثابت مابین
اور بکثرت تیسرا موطن یعنی حضرت صلی الله علیہ وسلم کی جناب کے ساتھہ توسل کرنا اور آپ کو
شفیع لانا بعد آپکے رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سے آثار وارد ہوئے ہین طبرانی
معجم کبیر مین حضرت عثمان بن حنیف سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت
عثمان بن عفان رضی الله عنہ کے پاس کوئی حاجت تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت
عثمان بن عفان رضی الله عنہ کو نظر التفات اوسکی طرف اصلا نہ تھی وہ شخص انکے پاس
آیا یعنی حضرت عثمان بن حنیف کے اور اسنے اوس حاجت کے روا ہونے کی تدبیر
پوچھی اونھون نے کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللّٰهُمَّ
اِنِّی اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ
یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی لِتُقْضٰی حَاجَتِی بعد اسکے اپنی حاجت عرض کر اوس
شخص نے موافق اونکے فرمانے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنہ کے
در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھکر لیا اور بہ تعظیم و تکریم حضرت عثمان بن عفان رضی الله
عنہ کے حضور مین لے گیا حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنہ نے اوس شخص کو اپنے
فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہی اوسنے جو حاجت بیان کی آپ نے
روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا
کرین گے وہ شخص بہت خوشحال ہو کر حضرت عثمان بن عفان رضی الله عنہ کے پاس سے اوٹھکر

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزای خیر دے
شاید تم نے کچھہ میری حاجت روائی کے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ وہ اس طرح مجھہ سے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے
حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا کہ واللہ مین نے تمھارے باب مین حضرت عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ سے کچھہ نہین کہا سوا اسکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا تھا
کہ آپ کے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اوسنے اپنے بینا ہو جانے کے باب مین آپ سے
دعا چاہی اور ساری اوس حدیث سابق کو ذکر کیا پس مین نے اوسپر قیاس کیا کہ توسل حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضای حاجت اور سبب انجاح مرام ہی اور قاضی عیاض مالکی
رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین لاتے ہین کہ ایک دن مسجد نبوی مین درمیان ابو جعفر خلیفہ اور
حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنای گفتگو مین ابو جعفر کی آواز
کچھہ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ای امیر المومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مین کیون آواز بلند کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ حق تعالی اپنی کتاب عزیز
مین ایک قوم کو ادب دیتا ہی اور فرماتا ہی کہ لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ
الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہے اور فرماتا ہی اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى الآیہ اور تو اسبات کو جان لے کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہی جیسے آپ کے حالت حیات
مین تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع وخضوع اوسپر طاری ہوا اور
کہنے لگا کہ یا ابا عبد اللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کیطرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیون پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
منہ پھیرے گا اور حال یہ ہی کہ یہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہی اور تیرے باپ آدم صفی اللہ کا بھی
خدا تعالی کی درگاہ مین پس تو اوسکی طرف منہ کر کے طلب شفاعت کر تا کہ وہ تیرا
شفیع ہو جائے اور آگے باب آداب زیارت مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف منہ کرنے
اور آپ کو وسیلہ ٹھہرانے اور آپ کے حضور مین دعا کرنے کا استحباب اور مضمون حکایت کے

بکمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی اور پہلے ذکر قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہا کیں مذکور ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی قبر میں اوترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اس حدیث میں دلیل ہے توسل دونون حالتون میں بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات میں اور بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام کے بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطریق اولی جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس حدیث کے اولیای کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین ہان مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو البتہ جائز ہوگا مگر ایسی دلیل کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا بعد اسکے اوس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالی وتقدس سے عرض کرکے اس حاجت روا کروادین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمون عبارت یا محمد انی توجہت الی ربی فی حاجتی لتقضی لی اسی بات کا مشعر ہی فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینے والون کو قحط شدید آیا لوگ حضرت عایشہ صدیقہ محبوبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا ور ایک کھڑکی حجرۂ مبارک مین آسمان کیطرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نرہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپ کی برکت شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا یہان پر ایک بات سمجھا چاہیے وہ یہ کہ حضرت جناب عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اوسمین ایک سر ظاہری اسبات کیطرف کہ موجب استحباب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا وسوال ہی

درگاہ جناب باری جل جلالہ مین آور اسی قبیل سے ہی سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کہ کہا اوسنے اسئلک مرافقتک فی الجنۃ اور کہ جو تھا موطن یعنی حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ سارے عالم کا بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی
اخبار متواترہ سے ثابت ہی اور علما کا اجماع اسپر منعقد ہی اور صالحین کے ساتھہ بھی جو
اوس جناب سے علاقہ رکھتے ہین توسل کرنے مین اخبار و آثار ثابت ہوئے ہین
چنانچہ قصہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنے کا بتوسل حضرت
عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا مثبت ہے خبر
صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور سال
باران ہوتا تھا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے
جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھہ توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اپنی
قبولیت دعا و مغفرت کے واسطے اونکو وسیلہ ٹھہراتے تھے اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھہ
توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین حضرت عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا ہم تجھسے پانی مانگتے ہین تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلے
اور اونکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین شفیع لائے ہین اور اوسوقت حضرت عباس
رضی اللہ عنہ اپنی دعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف توجہ لائی ہی اوس
قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھہ ہی خداوندا مجھے اس قوم کے آگے
شرمندہ نکرنا اسی معنی مین کہا ہی عباس بن عتبہ بن ابی لہب نے شعر بعمی سقی اللہ الحجاز
واھلہ عشیۃ یستسقی بشیبتہ عمر اور حصول مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد
منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوئے ہین اخبار و آثار
بہت آئے ہین محمد بن منکدر کہتے ہین کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسی دینار امانت
رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اونسے کہ گیا کہ اگر تمکو حاجت پڑے تو اسمین سے خرچ کرنا
میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو اوسنے

اپنے دینار طلب کیے اور میرا باپ اوسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے
اوس سے کہا کہ تو کل میرے پاس آنا مین اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے
مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین شب باشی اختیار کی اور حال اونکا یہ تھا کہ
غایت اضطراب سے کبھی حضور شریف مین جاتے تھے اور کبھی منبر شریف کے پاس
آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب مین ایک مرد ظاہر ہوا اور اسی دینار کی تھیلی
انکے ہاتھ مین دیکر چلا گیا اونھون نے صبح کو یہ اسی دینار اوسکو دیدے اور زحمت مطالبہ
سے خلاصی پائی اور امام ابو بکر بن مقری کہتے ہین کہ مین اور طبرانی اور ابو الشیخ یہ تینون
آدمی حرم شریف مصطفوی مین تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اوسی حال مین دو دن
گذر گئے جب عشا کا وقت پہنچا تو مین نے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہوکر کہا یا رسول اللہ
الجوع اور اسکے سوا کوئی کلمہ نہین کہا اور پھر کر چلا آیا اور مین اور ابو الشیخ سو رہے اور
طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنے کا انتظار کرتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ
کھٹکھٹایا اور اوسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک زنبیل تھی کھانے
سے پر ہمنے دروازہ کھولدیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اوسنے کھانا کھایا اور جو کچھ
کھانے سے باقی رہا اوسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید
تمنے اپنی بھوک کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اسوقت مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہین کہ ان لوگون کو کھانا
کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہین کہ مین مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تو مجھپر ایک دو
فاقے گذرے مین نے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ اَنَا ضَیفُكَ
یَا رَسُولَ اللہِ بعد اوسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے
ہاتھ مین ایک روٹی عنایت کی مین نے آدھی خواب ہی مین کھائی جب بیدار ہوا تو
دیکھا کہ دوسری آدھی میرے ہاتھ مین باقی ہی اور ابو بکر اقطع کہتے ہین کہ مین مدینے مین
آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہین ملا مین نے قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا
اَنَا ضَیفُكَ یَا رَسُولَ اللہِ بعد اوسکے مین سو گیا تو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ حضرت

سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے ہین اس عنوان پر کہ ابوبکر صدیق رضہ آپ کے داہنے
ہین اور عمر رضہ فاروق آپ کے بائین اور علی مرتضی آگے آگے ہین علی مرتضی نے مجھہ سے
فرمایا کہ اوٹھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مین نے اوٹھکر آپ کے
دونون چشم مبارک کے بیچ مین بوسہ لیا آپ نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مین نے
کھائی جب مین بیدار ہوا تو مین نے ایک ٹکڑا اوسکا اپنے ہاتھہ مین پایا اور احمد بن محمد
صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھوما تھا اور میرے بدن کا
چمڑا سب پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور مزار مقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا اوسکے بعد سو گیا دیکھتا کیا ہون
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھسے فرماتے ہین کہ احمد تو آیا کیا حال ہی تیرا
مین نے عرض کیا اَنَا جَائِعٌ وَاَنَا فِی ضِیَافَتِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ نے فرمایا کہ ہاتھہ
اپنا کھول مین نے ہاتھہ کھولا آپ نے چند درہم میرے ہاتھہ مین رکھہ دیے مین بیدار
ہوا تو درہم میرے ہاتھہ مین تھے مین نے بازار مین جاکر فطیرہ فالودہ خرید کرکے کھایا
اور پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر اونمین سے مشائخ صوفیہ
سے منقول ہین کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم و رضی اللہ عنہم اور اکثر اونمین جو کھانے پینے سے متعلق ہی تو گویا آپ بنفس نفیس اوسکے
متکفل ہوتے ہین یا کسی کو اہل بیت مین سے حکم دیا ہی اور بیگانے کو نہین بھیجا چنانکہ
مقتضای کرم ہی شعر اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری + بدرگاہش بیا و ہرچہ میخواہی تمنا کن
شعر حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ صلی اللہ علیہ
وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **تتمہ** یہ بات ٹھہری ہوئی ہی کہ ان چارون
مواطن مین پہلا موطن اوس جناب عالم و عالمیان آپ کے ساتھہ خاص ہی یعنی جیسا
کہ توسل کہا گیا آپ کی روح مبارک کے ساتھہ قبل آپ کے خلعت جسمانی پہننے کے اور
کسی نبی یا ولی کی روح شریف کے ساتھہ وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت
عظمی مین آپکے ساتھہ شریک نہین اور نہ وارد ہونا اوسکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوائین

اسباب مین کفایت کرتا ہی مگر توسل اوس جناب کے ساتھہ نشای حیات دنیا مین ظاہر ہی کہ
آپ کے خصائص سے نہین ہی بلکہ آپ کے بعضے تابعین کو بھی کہ آپ کے شرف اتباع
اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہی اور ثبوت کرامات اور تصرفات غیبیہ
ان حضرات کا مکونات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہی اور توسل عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھہ قضیۂ طلب باران
مین بھی ظاہر ہوتا ہی اور کسی عالم کا اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہی اور اسی طرح
توسل اور طلب مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور اولیای امت کو بھی جائز
ہی چنانچہ عقائد کی کتابون مین مذکور ہی اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ اور موطن قبر مین
وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھہ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحای امت کے
ساتھہ بھی جائز ہی واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالت حیات مین تو جواز توسل عام ہے
اور یہ ٹھہرا ہوا ہی کہ بعد موت کے روح میت باقی رہتی ہی اور بسبب ایمان و عمل صالح و حسن
اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت
خدای تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہی تو بعد مرنے کے بھی اوسکے ساتھہ توسل کرنے
سے کوئی چیز مانع نہین ساتھہ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال و دعا ہی
جناب باری سے بواسطہ اوس محبت و کرم کے جو اوس بندۂ خاص کے ساتھہ رکھتا ہی یا اوس
بندے کی روح سے طلب و التماس ہی اسبات کی کہ حضرت حق تعالی و تقدس کی جناب
مین بوسیلۂ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح
کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہی اوسکی ذات باقی ہی بخلاف
پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اوسکے منع پر کافی ہی ہان اگر کوئی دلیل قاطع قائم
ہو اسبات پر کہ سوای انبیا علیہم السلام کے اور کسی کے ساتھہ توسل کرنا درست نہین
تو البتہ منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے
یعنے انبیا علیہم السلام کے اور کسی کی موت ایمان پر یقینی نہین تو ہم کہین گے کہ بقا اوسکا
اون لوگون مین جو بشر ہین خصوصا و عموما یقینی ہی پس توسل اونکے ساتھہ جائز ہوگا

اور اس مین تفرقے کا قائل کوئی نہین ہی سا تھا سکے کہ وارد ہونا اخبار و آثار مشائخ کبار سے
کہ ارباب کشف وشہود و محرمان اسرار عالم مثال ہین اس شبہے کے مادّے کا حاسم ہی ہان
بعضے فقہا کو اس مسئلے مین گو نہ خلاف ہی ولیکن جو مستحق اسکا ہی کہ اوسکی اتباع کیجائے واللہ اعلم؛

باب سولھوان ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام اور مدینۂ منورہ کی اقامت اور سمع الخیر اپنے وطن سے پہونچنے مین والسلام چونکہ قصد زیارت ایک سفر
مخصوص ہی تو ضرور ہین آداب متعلقۂ سفر بعضے اون مین سے متعلق ہین مطلق سفر کے ساتھ جیسے
استخارہ کرنا اور سنئے سر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور عیال
کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیون کو وداع کرنا اور دعائین
اپنے ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل مین اوترتے وقت مسنون
وماثور ہی اور سارے آداب جو ابتدای سفر اور وسط راہ مین وصول مقصد تک اور وطن کو پھر
آنے تک مستحب و مسنون ہین یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین مین ذکر کیے ہین جو چوتھائی
کتاب احیاء العلوم کا ترجمہ ہی اسی جہت سے یہان اونہین آداب کے ذکر پر اقتصار کیا
جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص ہین از جملہ اون آداب کے جنکی سب سے زیادہ رعایت
درکار ہی نیت خالص کرنا ہی کیونکہ اوسی پر سارے اعمال و افعال کا دار و مدار ہی فَمَن كَانَت
هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ الحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت مین نیت تقرب الی اللہ ہی اور کونسا تقرب و توسل اعلی واکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید
المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب مین حاضر ہونے سے مَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ
اللّٰهَ وَإِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ اور مستحب ہی کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی مین حاضر ہونے کو بھی مقصود و ملحوظ
رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالی نے اسکے ساتھ تصریح کی ہی اسواسطے
کہ اس مسجد شریف کیطرف شد رحال کرنے مین اور اس مسجد شریف مین نماز پڑھنے کے
باب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اور شیخ الحنفیہ کمال الدین ابن الہمام بھی اپنے
مشائخ سے ایسا ہی نقل کرتے ہین ولیکن بعد اوسکے کہتے ہین کہ اولی تجرید نیت ہی زیارت

کے واسطے یعنی فقط حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جاوے اور بعد مدینے مین
پہونچنے اور حصول زیارت کے مسجد کی نیت علحدہ کرلے یا دوسرے سفر مین دونون کی نیت
بجالائے اس صورت مین شان زیارت کی تعظیم واجلال بہت ہی اور بہت موافق ہی حدیث
لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی سلف سے مسجد کے ساتھہ اور حق یہ ہی کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت
کے ساتھہ ملانا اخلاص نیت زیارت کو منافی نہین ہی کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اوس
سے برکت حاصل کرنی اور اوسمین نماز پڑھنی اور دعا کرنی آپ کے حکم سے عین ملاحظہ اور
مشاہدہ ہی آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل اون حاجات کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت و
شفاعت کے حاصل کرنے مین کچہ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے متممات سے یہ ہی کہ نیت
اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو اور تعلیم و تعلم خیر اور
ذکر الٰہی اور کثرت درود اور ختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ مطہرہ مین پہونچنے
سے پہلے نیت مسجد کی کرلے تو اوسکے ثواب نیت پانے مین کچہ شبہہ نہین ہی اور از جملہ آداب سفر زیارت
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہی کہ اس راہ عظیم کو بڑے جوش وخروش اور بکمال شوق و ذوق
کے ساتھہ دریای محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت وطاعت الٰہی مین مشغول
شوق وصل مین چور فرح وسرور سے معمور حسن اخلاق اور کثرت خیرات مین ڈوبا ہوا ذاکر و
شاغل فرحان وشادان بغیر کسل وملال سطے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی واسرار احمدی
ہوجائے شعر اوراچشم پاک توان دید چون ہلال + ہر دیدہ جای منظر آن ماہ پارہ نیست +
مصرع پاک شو اول وپس دیدہ بران پاک انداز + اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہی کہ اس راہ
مین اکثر احوال بلکہ سارے اوقات مین سوای ادای فرائض وقضای ضرورات کے
برعایت شرائط آداب کہ خاتمۂ کتاب مین لکھی جائینگے شوق وحضور وطہارت ولطافت
کے ساتھہ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام پر صلوۃ وسلام بھیجا رہے کہ اس باب
مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہی اور اگر خدا چاہے تو اوسکے وسیلے سے
زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور خصوصًا مدینۂ
منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہی کہ اللہ تعالی نے ایک گروہ فرشتون کا فقط

ع نہ لاوے اوسکو کوئی حاجت سوای میری زیارت کے ۱۲

اسکام سے کے واسطے مخلوق کیا ہی کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلوۃ وسلام حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اوسکو حضور مین اسطور پر پونہچاتے ہین کہ فلان بن فلان حضور کے زیارت کو آتا ہی اور یہ تحفۂ سلام پیش پونہچاتا ہی اور غور کرنا چاہیے کہ کون سی سعادت اس سے بڑھکر ہوگی کہ اوسکا نام اور اوسکے باپ کا نام حضور مجلس پر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جتنے مساجد محمدی اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اون سب کی زیارت وتتبع کو لازم وقت جانے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب مدینۂ طیبہ طیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفا وتعظیما وتکریما کے قریب پونہچے اور علامات شہر مشاہدہ کرے تو خضوع وخشوع وتضرع وحضور بڑھادے اور تصور حصول مقصود وصول بلوغ بغایت مطلوب ومحبوب کمال فرحت وسرور ونشاط پیدا کرے شعر وَأَعْظَمُ مَا يَكُونُ الشَّوْقُ يَوْمًا ✝ إِذَا دَنَتِ الْخِيَامُ مِنَ الْخِيَامِ ✝ شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ✝ آتش شوق تیز تر گردد ✝ خبر مین آیا ہی کہ جب زیارت کا قصد کرنے والا مدینۂ منورہ کے قریب پہونچتا ہی تو فرشتے ہدایای رحمت ساتھ لیکر اوسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اوسکے شامل حال کرتے ہین اور طبقہای انوار حضور وسرور اوسکے نثار وقت کرتے ہین شعر ہر دم از دل سروری تازہ سر برمیزند ✝ غالبا روز وصال یار نزدیک آمدست ✝ اور چاہیے ہی کہ بعد مجاور ہو جانے اوس منزل شریف کے ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہی اور مشاہدۂ آثار وعلامات مدینۂ مطہرہ سے مثل اون پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اوسکے واقع ہین اور غلبۂ شوق زیارت وعظمت پیغمبر ﷺ سے کہ باطن سے منبعث ہی ایک حالت عظیم پیدا ہو جاوے اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن ہے ساتھ محافظت اعضای ظاہری کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہی زبان کا صلوۃ وسلام مین ساتھ تفکر کرنے کے لاحظہ عظمت وجلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر ورد وجاری رہے اور دل مین غفلت طاری ہو اور بآواز پڑھنا ہی آواز بلند سے کہ طریقۂ عوام ہی ولیکن اگر کمال مراقبہ کسی کو نصیب ہو تو حضور [illegible] ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقۂ تشبہ اہل دل [illegible] ساتھ سے ندے کہ و

ف یعنی اعظم از سب چیز کے جو پیدا ہوتا ہے شوق کسی دن جب قریب ہو جاوین خیمے محبوب کے

بھی جب دوام و استقامت قبول کرے گا تو البتہ اوس حالت تک یا اوس حالت کے قریب تک پونہچا دے گا انشا اللہ تعالی چنانچہ بعضون نے کہا ہی شعر یا صاحب ہذا العقیق فقف به متولہا ان کنت لست بوالہ + واز جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب جبل مدرج تک پہونچے تو اوسکے اوپر نچڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے کہ جمال جان افزای مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے شوق اور تعظیم و ہیبت بڑھجانے گی تو اوپر چڑھنے کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہی بلکہ موافق قواعد و دلائل کے چڑھنا ہی مستحب و مستحسن معلوم ہوتا ہی اور وہ جو کسی نے کہا ہی کہ مشاہدہ مدینہ کے واسطے اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہی یہ قول پایۂ تحقیق سے گرا ہوا ہی بلکہ بہت شنیع ہی اور انصاف سے بہت دور ہی کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار آرامگاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور وسیلۂ امر محبوب ہی اور یہ ٹھہرا ہوا ہی کہ وسائل کو مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین نظم قرب الدیار یزید شوق الہ + لاسیما ان لاح نور جمالہ + او بشر الہادی بان لاح النقا + وبدت علی بعد ہ اوس جبالہ + فہناک یعیل الصبر من ذی صبرہ + ویکاد الذی یخفیہ من احوالہ + بیت چنین کہ رقص کنان گرم سیر و مجنون + مگر ز دور نگاہش تحمل اقامت اور کیونکر ہو سکے گا اوس مشتاق سے کہ لقای حبیب کے شوق مین اسقدر منازل طی کر کے سرحد قرب منزل وصول کو پہنچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طور پر مشاہدۂ در و دیوار آرامگاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے بیت دلی کہ عاشق صابر بود مگر سنگست + ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست + اور اپنی عمر پر کسکو اعتماد ہی شاید حرم شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجائے بیت باین کہ کعبہ نمایان شود ز با منشین + کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست + بارے اوسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور جب مسجد ذوالحلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہی پہنچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے بشرطیکہ جان و مال کی طرف سے نہ کھٹکے ہو اور یہ علی جنکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین مراد اوس سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین یہ کوئی اور شخص تھا زمانہ

سابق ہین اسی طرح وادی فاطمہ جو مکہ معظمہ کے قریب ہی وہ بھی حضرت فاطمہ زہرا کی طرف منسوب
نہین یہ کوئی اور فاطمہ ہین آور ازجملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب مدینہ مطہرہ اور منارے اور
قبے نظر پڑین تو تعظیماً واجلالاً اوتر پڑے اور اپنے تئین سواری زمین پر گرا دے اور اگر ہوسکے
تو مسجد شریف تک پیادہ جائے **نظم** هٰذِی قِبَابُ وَ هٰذِی یَثْرِبُ + اَلْبِشْرُ فَقَدْ حَصَلَ
الْهَنَا وَالْمَطْلَبُ + اَلْبِشْرُ فَقَدْ حَصَلَ التَّوَاصُلُ وَانْقَضٰی + زَمَنُ الْجَفَا وَالْوَقْتُ وَقْتٌ
طَیِّبٌ + وَالرِّیْحُ قَدْ اَهْدَتْ لَنَا مِنْ طِیْبِهٖ + عَرْفًا كَنَشْرِ الْمِسْكِ بَلْ هُوَ اَطْیَبُ + وَادْخُلْ
بِحَرَمِ اَحْمَدَ فَلِبَابِهٖ + یَاْوِی الْفَقِیْرُ وَیَسْتَجِیْرُ الْمُذْنِبُ + حدیث مین آیا ہی کہ جب وفد
عبد القیس کی نظر حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل
اونٹ بٹھلانے کے فوراً اسباب اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اونکو اس سے منع نہ فرمایا **بیت** وَاِذَا الْمَطِیُّ بِنَا بَلَغْنَ مُحَمَّدًا + فَظُهُوْرُهُنَّ
عَلَی الرِّجَالِ حَرَامٌ + **شعر** کو طاقت [illegible] جاذبۂ شوق + رخسار ترا بینم و بیتاب نگردم +
وازجملہ آداب زیارت یہ ہی کہ قاصد زیارت جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت
سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجکر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ
رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ
افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِیْ فِیْ زِیَارَةِ نَبِیِّكَ مَا رَزَقْتَهٗ اَوْلِیَآئَكَ وَاَهْلَ
طَاعَتِكَ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ اور عمدہ اسباب مین استغراق ظاہر باطن
ہی صلوٰۃ وسلام مین اور تصور عظمت وجلالت علیہ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مین اور اسوقت
کے لوازم سے ہی فرحت وسرور اور شکر گزاری حق تعالیٰ وتقدس کی کہ اوس مفضل منعام جلت نعمائہ
وتعالت آلائہ نے اپنے فضل وکرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا **شعر** حبذا روز سعادت
حبذا یوم وصال + باغ من گل میکند امروز بعد از چند سال + اور ازجملہ آداب زیارت یہ ہی کہ اوس
بلدۂ طیبہ مطیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجا لائے
اور مسواک کرے اور جامۂ لطیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سب کپڑون مین سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور حلم ووقار سے آراستہ ہو

اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہین پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکہ معظمہ
اور خواص حج و عمرہ سے ہی بعد اوسکے عظمت وجلال شان مصطفوی پیش نگاہ کرکے کمال
خضوع وخشوع ظاہری وباطنی کے ساتھہ داخل بلدہ معظمہ ہو اور ایسا جانے کہ
یہ مکان ہی کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب وصفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہی اور جتنے فتوحات وبرکات عالم مین شائع و
ظاہر ہین اون سب کا منبع ومنشا یہی مکان متبرک ہی **شعر** ہر گل وسبزہ کہ در باغ ملوی
دارد + آخر ای باد صبا این ہمہ آوردہ تست + اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے
کہ جسنے حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کے اقدام شریف چومے ہین اور پای
مبارک اسپر رکھے گئے ہین اور اوس زمین مقدس پر پاون رکھنے اور اوٹھانے مین
ہیبت وسکنت کو دخل دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات
تھی اور جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہی کہ یہان ادنی سوء ادب مثل رفع صوت
وغیرہ کے موجب حبط عمل ہوتا ہی **نظم** طابت بطیبک یترب وثراہا + من اجل ذلک
طیبۃ سماہا + وزہت کوامع نورہا مع نورہ + وہبت ریاض قبابہا وقباہا + انا
وفودک یا ختام الانبیا + جئنا لفاقتنا وانت غناہا + جئنا الیک ببضاعۃ قد ازجت
فاقبل بضاعتنا ولا تخفناہا + اور ازجملہ آداب زیارت یہ ہی کہ دروازہ شہر پناہ مین داخل
ہونے کے وقت کہے بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق
واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ
توکلت علی اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق
ممشای ہذا الیک فانی لم اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک
وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت
اور یہ دعا مسجد مین داخل ہوتے وقت ہر وقت مستحب ہی اور حدیث حضرت ابی سعید خدری
رضی اللہ عنہ مین آیا ہی کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین پڑھے اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے
اوسپر موکل کرتا ہی تا کہ اوسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ اوسکی طرف

ہوتا ہی واز جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے
کیونکہ صدر اسلام مین یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ قصد
تخلیہ کرتا تھا اوسپر واجب تھا کہ کچھہ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اوسکے ملازمت شریف مین
حاضر ہوتا تھا چنانچہ آیہ کریمہ اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً
اسپر دال ہی کہتے ہین کہ اول جسنے اسبات پر عمل کیا وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد
منسوخ ہوجانے اسکے وجوب کے استحباب اپنی جگہہ پر باقی رہا کہ وہ صفت لازمہ مطلق
صدقہ ہی اور زیارت حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی وفات کے بعد حکم ملازمت کھتی ہی
حالت حیات مین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم واز جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ بقصد
زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف مین داخل ہونے کو سب
کامون سے مقدم رکھے اور پہلے اوس سے کسی کام مین مشغول نہو مگر وہ جو ضروری ہو
کہ بغیر اوسکے خاطر مطمئن نہو اور دل اوس طرف لگا رہے اور جب داخل ہو تو اوس مکان
عظیم کی عظمت وہیبت کے تصور رسے اور اوسکے شرف وعزت کے ملاحظہ سے غفلت
نکرے اور جانتا رہے کہ یہ مکان مہبط وحی اور منزل رحمت اور مقام عزت اور مسجد خاتم الانبیا
سید المرسلین حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ واتباعہ
اجمعین واز جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت تھوڑا سا
وقفہ کرے گویا کہ اوس جناب سے اندر حاضر ہونے کا اذن مانگتا ہی اور بعضے علما
کہتے ہین کہ اسکی کچھہ اصل نہین واللہ اعلم اور مسجد شریف مین داخل ہونے کے
وقت پہلے داہنا پاؤن رکھے اور یہ دعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد مین داخل ہونے
کے وقت مستحب ہی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِیْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ
الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا كَثِیْرًا اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ وَاَعِنِّیْ عَلٰی كُلِّ مَا یُرْضِیْكَ
وَمُنَّ عَلَیَّ بِحُسْنِ الْاَدَبِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا

وفے علیٰ عباد اللہ الصالحین اس دعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اوس سے باہر جانے
کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانیکے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہے بجاے
رحمتک کے اور کم سے کم جو اسمین کفایت کرتا ہی یہ کلمات ہین اعوذ باللہ بسم اللہ
الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حدیث شریف مین آیا ہی کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ و
سلم اور اوس داخل ہونے والے کو چاہیے ہی کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت اور وقار
اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھین چراے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے
بچاے ہوئے خاطر کو اور اشغال سے اوٹھاے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت
احمدی اپنے دل مین بٹھاے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور اعتقاد رکھے
کہ حضرت سید الانس والجان حبیب خالق کون ومکان علیہ آلاف التحیۃ والسلام من الملک
المنان موجود و حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے
ہین اور اگر اوسوقت کوئی شخص ایسا سامنے آجاے کہ اوسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے
چارہ نہین تو جہانتک ہوسکے اپنے تئین اوس سے بچاجاے اور چشم پوشی کرجاے
اور اگر ضرورت پڑجاے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑھجاے اور دل سے اوسطرف
مشغول نہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت
کرے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہی اور
فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہی اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ
ادب مرعی رہے اور سہل انگاری اسمین کرنا نہ چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہی مگر اثر عظیم رکھتا
ہی بعد اسکے روضۂ مبارک مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کی
جگہہ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اوسکی قرأت مین طوالت
نہ دے فقط قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر اوس جگہہ آدمیون کی
کثرت کی جہت سے پہونچ نسکے تو اوسکے قریب کسی اور جگہہ کھڑے ہوکر پڑھ لے
اور اگر اوسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہوجانے کا خوف ہو

تو تحیۃ مسجد پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہی اور بعد
تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجالاوے کہ اوس تقدس و تعالی نے اس نعمت عظمی سے مشرف
کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہی کہ
کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہان سے مردود و ناامید نہین پھرا **شعر** حَاشَاہُ اَنْ
یُحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ + اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمٖ + اور جیسا کہ کہا ہی ایک بزرگ
نے **نظم** عَلٰی بَابِكَ الْعَالِیْ مَدَدْتُ یَدَ الرَّجَا + وَمَنْ جَاءَ هٰذَا الْبَابَ لَا یَخْشَی
الرَّدَا + سَلَامٌ عَلٰی اَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِیْ + اَعِیْشُ بِهَا سُكْرًا وَاَفْنٰی بِهَا وَجْدًا + لَعَلَّكَ اِنْ
تَعَطَّفْ عَلَیْنَا بِنَظْرَةٍ + تَرٰی مَا اَسَرَّ الْوَجْدُ فِیْنَا وَمَا اَبْدٰی + وَاَنْتَ مَلَاذُ الْعَبْدِ فِیْ
غَایَةِ الْمُنٰی + وَسَیِّدٌ قَدْ سَادَ مَنْ جَاءَهٗ عَبْدًا + وَاَنْتَ اِرَادَتِیْ وَاَنْتَ وَسِیْلَتِیْ + فَیَا
حَبَّذَا اَنْتَ الْوَسِیْلَةُ وَالْقَصْدَا + علما کا اختلاف ہی کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے
یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوۃ والتسلیمات کرنا بعضے علمای مالکی کو زیارت کی
تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چہرہ مبارک کے سامنے
سے مرور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہی اور اکثر علما کے نزدیک مستحب ہر تقدیر پر
تقدیم تحیۃ المسجد ہی زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین
کہ ایکبار مین کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرت رسالت و خاتمیت علیہ الصلوۃ والتسلیم
مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد مین داخل ہوا اور نماز پڑھی مین نے عرض کیا
نہین یارسول اللہ فرمایا جا مسجد مین داخل ہو اور نماز ادا کر اور اوسکے بعد ہمکو آکر سلام کر اور
خلاف اوس سلام کے سوا نہین ہی جو آداب دخول مسجد سے ہی اسواسطے کہ وہ مقدم ہے
تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدہ شکر مین بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا پیچھے
اختلاف ہی شافعیہ کے نزدیک یہ ہی کہ اگر کوئی نعمت تازہ سوا اون نعمتون کے جو متوالی
دائم ہین عنایت ہو تو جائز ہی اور اوسکے جواز مین علمای حنفیہ کی روایات بھی آئے
ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل شریف سے بھی منقول ہوا ہی واللہ اعلم
فصل بعد اوسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کیجئے زیارت شریف کی طرف متوجہ ہو اور اللہ تعالی

کی جناب سے رعایت ادب مین استعانت کرے کہ اوس مقام منیف اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالی کی مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین انشعار فلما اتینا قبرا احمد لاح من سناہ ضیاء اجل الشمس والبدر و قمنا مقاما اشہد اللہ انہ یذکرنا من فرط ہیبتہ الحشر وجئنالہ فی سدۃ من مغوسنا تجنبنا العسرا ولیسرنا الیسرا ہو البحر لکن سلسبیل وان ترد تردسلسبیلا انہ لم یزل برا فیہدیک فی سبل العنایۃ واصلا الیہ بہ حتی تری ذاتہ جہرا ہو الکنز کنز اللہ بیت علومہ ومن اودع الرحمن فی قلبہ سرا اور جسقدر ممکن ہوسکے ظاہر و باطن مین خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فرو گذاشت نکرے یہ البتہ ہی کہ سجدہ نکرے اور منہ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو عمل ایسے خلاف شرع امر ہون اون سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینون کی نظر مین وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہون بلکہ یقین اسبات کا رکھے کہ حقیقت ادب آپ کی اتباع اور امتثال امر مین ہی اور جو اسباب سے نہین وہ باطل ہی اور اگر کوئی امر غلبہ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگون کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہی اور بعضے علما کو اسباب مین کچھ گفتگو ہی لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہی جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑے ہوا کرتے ہین چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہی اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے اور مسمار فضہ کیطرف منہ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفراللہ کہتا ہی کہ اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین مقابل چہرۂ مبارک کے تین ہیرے دیوار حجرۂ مبارک سے لٹکتے ہین اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہی اوسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگی اب نہین ہی اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف مین داخل کرنے سے پہلے قدما کی کھڑے ہونے کی جگہہ اوس مقام کے اندر تھی جس مقام مین اب جالی شریف ہی اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز کے فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے مین زائرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہین بہرحال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور

ادب کو ہاتھہ سے نہ دے اور یقین رکھے اسبات کا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے
کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہین اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو
نہ بہت پست بہ صفت حیا و وقار سلام عرض کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پھر تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاتَمَ
النَّبِيِّيْنَ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالونمین لکھی ہی اور معلم لوگ پڑھاتے ہین اور
مختار بعض سلف کا مثل حضرت عبداللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہی اور
اقتصار بمقدار اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے
منقول ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت شریف کو حاضر ہوتے کہتے
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَتَاهُ
اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہین کہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اور غالب یہ ہی واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روزمرہ کی
زیارت مین ہوگا یا تنگی وقت مین مثل اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ
اوس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق و سینہ پر از شکایت فراق ایک مدت مین جنگل و
بیابان طی کرکے حبیب کے دروازے پہ پہنچا ہو کب ہو سکتا ہی کہ اس مقدار قلیل پر
اکتفا کرے **بیت** طی لسانی از خدا خواہم ورروز محشری + پیش تو آیان کنم حال شب
دراز را + اور اکثر علما نے تطویل و تکثیر کو اختیار کیا ہی اسواسطے کہ نبی کریم کے حضور مین
کھڑا ہونا اور اوس جناب کے ساتھہ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت ہی
کما قال الشاعر **شعر** حَمَامَةَ جَرْعَىٰ حَوْمَةِ الْجَنْدَلِ اسْجَعِي + فَاَنْتِ بِمَرْأًى مِنْ سُعَادَ
وَمَسْمَعِ + اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت و خاتمیت مین سلام پہنچانے
کی وصیت کی تو عرض کردے اس عنوان پر کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ
فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بعد اسکے
داہنی طرف ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہو اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا بَكْرٍ

ف ای کبوتر زمین خشک وحومة الجندل سے آواز کر اسواسطے کہ تو وہ ہی کہ سعاد تجھکو دیکھتی ہی اور آواز تیری سنتی ہی اور حومة الجندل نام مکان کا ہی اور سعاد نام معشوقہ کا ۱۲

يَا الصِّدِّيْقُ يَا صَفِيَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَثَانِيَهُ فِي الْغَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ خَيْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ الْفَارُوْقُ الَّذِيْ اَعَزَّ اللّٰهُ بِهِ الْاِسْلَامَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اگر کسی نے وصیت کی ہو تو پھر مواجہہ شریفہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو اور بطور سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل اور تشفع اور استمداد و استعانت مین نہایت تذلل وانکسار وخضوع وخشوع بجالاوے اور آثار سلف سے ثابت ہی کہ جو شخص قبر مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا بعد اوسکے ستر بار کہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ تو فرشتہ اسکو ندا دیتا ہی کہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ کوئی تیری حاجت وہ نہین ہی کہ آج بر نلائی گئی ہو اور بعضے علماے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ ندا کرنے مین نہی وارد ہی کہا ہی کہ اگر صلی اللہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجای یا محمد کہے تو اچھا ہی مین کہتا ہون کہ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کہے تو اور اچھا ہی کیونکہ نظم قرانی کے ساتھ موافق تر ہوگا بعد اوسکے اوپر کیطرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطو کے اسطور پر کہ سر مبارک کیطرف پیٹھ نہووے پاے قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑا ہو جائے اور حمد وثنا اور دعا اور درود وسلام مین مشغول ہو پھر روضہ مبارک مین آوے منبر شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اوس جگہہ مستجاب ہی **فصل** آداب اقامت مدینہ منورہ مین از جملہ اون آداب کے یہ ہی کہ مدینۂ طیبہ مین جتنی مدت ٹھہرا ہو اوس مدت کو غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع خیرات وصدقات وطاعات وصلوات کے ساتھ لازم سمجھے اور اسمین شک نہین ہی کہ اوس قدر مسجد مین جو زمان نبوت مین تھی تخصیص طاعت کرنا افضل واکمل ہوگا اور از جملہ آداب اقامت مدینہ یہ ہی کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر رہو تو حجرۂ مبارک سے نظر کو نہ اوٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبۂ مبارک پر کمال ہیبت وتعظیم وخضوع وخشوع سے

نظر رکھے کہ قبۂ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب مین حکم کعبے پر نظر کرنے کا ہی اور جو نورانیت
اور ذوق قبۂ مبارک کیطرف نظر کرنے سے عاشقان مشتاق اور مشتاقان عاشق شہر
کے باہر سے حاصل کرتے ہین اوسکا دریافت کرنا موقوف ہی اوسی حالت پر اس وقت
اوس کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہین مصراع ذوق این می نشناسی بخدا تا نچشی
اور جملہ اداب اقامت مدینۂ منورہ سے یہ ہی کہ ہوسکے تو مسجد شریف مین احیای لیل کو ہاتھ
سے نہ دے اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اوس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہین بلکہ زیادہ
ہی مصرع آن شب قدری کہ گویند اہل خلوت امشب ست شعر وَكُلُّ اللَّيَالِي لَيْلَةُ
الْقَدْرِ اِنْ دَنَتْ + كَمَا كَانَ يَوْمُ اللِّقَا يَوْمَ جُمْعَةٍ نظم نَحْنُ فِي حَضْرَةِ الْحَبِيبِ
جُلُوسٌ + يَقْظَةٌ هٰذِهٖ وَلَا مَنَامٌ + يَا رَسُولَ الْاِلٰهِ اِنِّي مُحِبٌّ + فِيكَ وَاللّٰهِ عَاشِقٌ
مُسْتَهَامٌ + يَا رَسُولَ الْاِلٰهِ اِنِّي نَزِيلٌ + وَنَزِيلُ الْكِرَامِ لَيْسَ يُضَامُ + يَا رَسُولَ
الْاِلٰهِ اَنْتَ رَجَائِي + وَاِمَامِي نِعْمَ الرَّجَا وَالْاِمَامُ اور اگر وہان کی شب باشی کی اجازت
لینے مین کچھ تردد و تذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق
پڑے تو اوسکو اپنی سعادت وقت اور شرف روزگار سمجھے اور طواشی و اغوات کے ساتھ
تعظیم و تکریم سے پیش آوے کہ اوس جناب عرش مآب کے خدام ہین اور یہ ادب و ہمراہی
از جملہ آداب اقامت مدینۂ منورہ کہ ہر مدنی کی طرف آئین خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا نظر
عظمت و عزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ ہر تقدیر پر اور ہر حال مین یہ لوگ اوس جناب
کے ساتھ ایک نسبت و اضافت خاص رکھتے ہین شعر كَفٰى شَرَفًا اَنِّي مُضَافٌ اِلَيْكُمْ
وَاَنِّي بِكُمْ اُدْعٰى وَاُدْعٰى وَاُعْرَفُ اور چاہیے ہی کہ اوس رات مین کہ تمام عمر وہی ایک رات
ہو سارے اپنے اعمال و اشغال ورد وہی کو ٹھہراے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ صَلٰوةً
اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ صَلٰوةً هُوَ لَهَا اَهْلٌ صَلٰوةً نَاشِئَةً مِنْ عَيْنِ
السِّرِّ الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ لَا يَعْرِفُ قَدْرَهَا اِلَّا اَنْتَ وَاِلَّا هُوَ صَلٰوةً هِيَ مِعْرَاجُ
قُدْسِهٖ اِلَيْكَ وَسُنَّةُ اُنْسِهٖ لَدَيْكَ اور اسقدر کیفیت و وجد ہم پونہچائے کہ نیند
اوسکے پاس پھٹکنے نپاے اور حاشا و کلا کہ مشتاق جمال با کمال حبیب متعال صلی الله

علیه وآله وسلم نیز از آن جناب درگاه با عظمت عزت وجلال هست نوید شنیدہ مصرع فرق است
صبوحی کدام و خواب کجا + شعر گفتی ام در خواب و تا بیشم اندر خیال + این سخن بیگانه را گو
آشنا را خواب نیست + اوس صاحب دولت کی خدمت مین جو سعادت اقبال اس شب
وصال کا پاوے میری التماس یه هی که اس فریفتهٔ جمال محمدی و شیفتهٔ کمال احمدی بیمار فراق
سراپا اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر کچھ اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانے
کو یاد کرنا ضرور هی شعر چو با حبیب نشینی و باده پیمائی + بیاد آر حریفان باده پیما را + کیونکه
اگر یاد کرو تو تمکو بھی اس دیوانے نے اپنے وقت مین یاد کیا هی اور اگر اسمین کچھ تمکو شک
هو تو اوس جناب سے دریافت کر لو تا که تمکو یه شک باقی نرہے سبحان الله کہان سے
اور کہان آ گئے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور ازجمله آداب یه هی که مسجد شریف مین داخل ہونے کے
وقت سے نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور
ہر اوس چیز سے جو اولی و افضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظه مین رہے
که مین ایک بڑے ادب کی جگه مین حاضر ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا که جسکے ساتھ
مجالست و مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا هی همنشینی و همکلامی اس سے چاہے
تو اسکو چاہیے هی که اپنے تئین اوس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا وے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَتَقَبَّلْ مِنَّا مَا عَمِلْنَا بِفَضْلِكَ وَكَرَمِكَ وَاجْبُرْ مَا فَاتَ عَنَّا
بِعَفْوِكَ وَحِلْمِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ اور ازجمله آداب
یه هی که جیسا بعضے عوام الناس تمر صیحانی مسجد شریف مین کھا کر گٹھلی مسجد هی ڈال دیتے
هین ایسا نکرے اسواسطے که یه فعل رعایت ادب و تعظیم مسجد سے دور هی اور تحقیق وارد
ہوا هی که مسجد کو ایذا ہوتی هی ادنی چیز سے جو اوسمین پڑ جاوے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
هی خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتابون مین شاید
بملاحظه عادات خلق ہوا هی که اگلے زمانے مین تھے ورنه اس زمانے مین تو بہات کا

اثر بھی نہین ہے شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کے فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے
کہ وہ حضرات رضی اللہ عنہم اجمعین مہمان بارگاہ الٰہی ستھے مسجد ہی مین رہتے ستھے
اور مسجد ہی مین تمر وغیرہ نوش فرمایا کرتے ستھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہی کہ پہلے
ہی سے اپنی جانماز کسی خاص جگہ مین روضۃ من ریاض الجنۃ سے ڈال رکھے اور
لوگون پر جگہ کو تنگ نکرے بلکہ اگر اوس مکان متبرک کی فضیلت جمع کرنے کی حرص
رکھتا ہی تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے نہ یہ کہ مصلی ایک
خاص جگہ پر ڈال دیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جسوقت امام محراب مین کھڑا ہوا
آپ تشریف لاکر اپنے مصلی پر نماز مین مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت ومنع مین
گفتگوی علما ثابت ہی اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہی اور اسی کے حکم مین ہی وہ جو
صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آکر
پہلے ہی سے منتظر بیٹھے ہین دفعتہً دوڑ پڑتے ہین اور پہلی صف مین جگہ گھیر کر
اپنی اپنی جانماز ین ڈالکر زیارت شریف کیطرف متوجہ ہو جاتے ہین اور ادب و
سکینہ و وقار کو کہ خصوصاً اوس مسجد شریف مین داخل ہونے کو درکار ہی ہاتھ سے
دیتے ہین بلکہ بعضے سادہ لوح غایت حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اوس
فضیلت کے حاصل کرنے مین رکھتے ہین زیارت سے بھی مقید نہین ہوتے
اور اگر ہوتے بھی ہین تو باستعجال تمام **شعر** حافظا علم و ادب ورز کہ در حضرت شاہ
ہر کرا نیست ادب لائق قربت نبود **شعر** أَدِّبُوا النَّفْسَ أَيُّهَا الْأَصْحَابُ طُرُقُ
الْعِشْقِ كُلُّهَا آدَابُ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْهَفْوَةِ وَالْغَفْلَةِ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْغَافِلِينَ
اور از جملہ آداب یہ ہی کہ مسجد مین تھوک نہ ڈالے کیونکہ فتوی اوسکی حرمت پر ہی اور وہ جو
وارد ہوا ہی کہ دفن کر دینا تھوک کا کفارہ ہو جاتا ہی ڈالنے کا اوسکو سبکی کہتے ہین کہ مراد
اوس سے یہ ہی کہ دفن ہمیشگی گناہ کو مانع ہی اسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہی
پہلے سے اور وہ حکایت جو رسالۂ قشیریہ مین حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہی کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تشریف لے گئے ستھے ناگاہ اوس شخص نے

مسجد مین تھوک دیا آپ پھر کھڑے ہوئے اور اوسکی زیارت نہ کی مشہور و معروف ہی یہ حکم سارے
مساجد مین ہی چہ جای آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین
یہ ہی کہ بائین پاؤن کیطرف ڈالے اور قبلے کیطرف اور داہنی طرف سے احتراز کرے
اور از جملہ آداب یہ ہی کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبرئیل ہی ختم قرآن
مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نکرے اور اگر ہوسکے تو کسی کتاب کی قرات و مطالعہ کو
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و شمائل پر مشتمل ہو اوسکے ساتھ ختم کرے یا کسی ایسے
سے تاکہ صفات و فضائل نبویہ مکرر سنکر باعث شوق لقای آنجناب و داعیہ درود و تعظیم
آن حضرت علیہ الصلوۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر ہوجاے اور از جملہ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہوسکین مدت اقامت مین روزے رکھے خصوصا اگر مدت اقامت کم ہو اور ہوا گرم
تاکہ کچھہ شدت مدینہ منورہ کا مزا چکھہ سکے اور از جملہ آداب یہ ہی کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم کی زیارت کے زیارت بقیع کہ آل و اصحاب کرام و ازواج مطہرات
و اتباع و تبع اتباع اور علما و صلحای امت کا مرقد پاک ہی اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد
و زیارت آبار و سائر امکنہ و آثار سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان ان
مواضع اور احوال و اخبار ان مواضع کا پہلے ہوچکا ہی لیکن کلام اسمین ہے کہ زیارت بقیع کو
ہر روز بعد زیارت حضرت صلوات اللہ علیہ و علی آلہ کے جایا کرے یا فقط جمعے کے دن جیسا
کہ اب جاری ہی امام نووی اور اوسکے تابعین مصرح ہین کہ زیارت بقیع ہر روز کرنا
چاہیے اور بعضے علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین کہ اسکے واسطے کوئی دلیل مستند
نہین ہی شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت قبور سنت موکدہ ہی اور یہ شامل ہی
ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہی کہ جمعے کے دن افضل و اوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جب [illegible]
قبر مبارک کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہوجائے اور صلوۃ و سلام آپ پر
بھیجے اور اگر یہ ہو نکلنا دن بھر مین کتنے ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس ادب کے
ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے

جواب مین مناسب ہوے ہین اور مسجد کے اندر جیسا ہے ہی کہ جے مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پہ سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہ شریف سے مشرف ہو کر طرفین زیارت بھی بجا لایا کرے تو افضل و اکمل ہوگا سارے مذاہب مین سوای مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہین رکھتے چنانچہ اوپر اسباب کیطرف اشارہ ہو آیا ہی اور حاصل و خلاصہ سارے آداب کا یہ ہی کہ رعایت تعظیم و مہابت و استغراق اور حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیون کو حفظ قلب و جوارح کے ساتھہ ظاہر و باطن مین اور ساتھہ غنیمت جاننے مدت اقامت کے باعتقاد اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ ہی بوجہ اتم و اکمل و اولی و افضل و اصل بجا لائے اور ایک دم نسبت توجہ و حضور سے غافل نہو اور تعطش طلب اور تردد طرق ادب سے فارغ نہ بیٹھے چنانچہ کسی نے کہا ہی **شعر** نادیدہ رخت عمرے سودای تو ورزیدم + فارغ ز تو کی باشم اکنون کہ ترا دیدم + اور اگر اوس جناب کی طرف سے جاذبہ عنایت قوی ہی تو ہرگز نچھوڑے گا کہ دوسری جگہ جائے **شعر** با آنچہ دلم قرار گیرد نے تو + آتش بمن اندر زدن و آنم بستان + اور از جملہ آداب مہمہ کہ لوگون مین بعضے عوارض کی جہت سے اوسکی رعایت مین قصور واقع ہوتا ہی یہ ہے کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والون کے ساتھہ محبت و رعایت تعظیم مین علی حسب مراتبہم کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکرے الحدری کہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ و فضیلت زیادہ نرکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور سارے اقسام گناہ سے مطعون ہو اس واسطے کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہی اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل نہین ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہین کرتا **شعر** فَيَا سَاكِنِي أَكْنَافِ طَيْبَةَ كُلُّكُمْ + إِلَى الْقَلْبِ مِنْ أَجْلِ الْحَبِيبِ حَبِيبُ + **نظم** رَأَى الْمَجْنُونُ فِي الْبَيْدَاءِ كَلْبًا + فَمَدَّ لَهُ مِنَ الْإِحْسَانِ ذَيْلًا فَلَامُوهُ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ + وَقَالُوا لِمْ مَنَحْتَ الْكَلْبَ نَيْلًا + فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَةَ إِنَّ عَيْنِي رَأَتْهُ مَرَّةً فِي حَيِّ لَيْلَى + **مثنوی** بوالفضولی گفت ای مجنون خام + این چہ شید است این کہ می آید

مدام + پور سگ دایم پلیدی می خورد + مقعد خود را بلب می استرد + عیبهای سگ بسلی فرو برد
عیب وان از عیبها بوی بنرد + گفت مجنون تو ہمہ نفسی و تن + اندر آ بنگر بشبے از چشم من
کین طلسم بستہ مولاست این + پاسبان کوچہ لیلی ست این + اور وہ جو اس ادب واجب الاہتمام
کی رعایت مین قدم ڈگ جانے کی جگہ ہی بعضے شریفون اور رہنا وہان حرم کا حال ہی
کہ بعضے بدعات و تقصیرات کے ساتھ منسوب ہین چاہیے یہ ہی کہ اونکی طرف بھی بنظر
نسبت قرابت اور جوار شریف کے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اعتقاد کرے
کہ نیکون مین بدون کا بھی چھپاؤ ہی اور ملاحظہ سر منشای قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے شان اہل بیت با وجود صدور بعضے تقصیرات کے بعضے اونکے سے غافل نرہے
اور مخاطبت کے وقت بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتہ سے ندے اور گالی گلوج اور
سختی سے اپنے تئین باز رکھے اسواسطے کہ بیٹا با وجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے
احکام سے مثل استحقاق ارث اور صحت نسب کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت
صدیق و حضرت فاروق اور دوسرے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین حق ہی کہ ہر ایک
چیز مین کہ اونکے حق سے متعلق ہی سوا عفو کر دینے کے اولاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
سے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھے اور حق کو اہل حق پر چھوڑ اور شفاعت محمدیہ
اگر گنہگاران اہل بیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنے کیطرف ارادہ
الٰہی جل جلالہ متوجہ ہی تو پھر بہتر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے
اس آیہ سے ایسا سمجھا ہی کہ اہل بیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکرے گا
جبتک کہ نجاست معنوی سے پاک نہو لے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو خواہ کوئی
اور امر صعب مکفر سیئات یہ ترجمہ ہی کلام بعضے علمای مکہ معظمہ کا اوس کتاب مین جو
آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہی بعبارتہ اور کلام سمہودی وغیرہ اس ادب کے
محل رعایت مین اسکے ساتھ موافق ہی واللہ اعلم **فصل** جبکہ زیارت حضرت سید الانام
علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارات مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے
اپنے وطن کیطرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے ہی کہ پہلے وداع مسجد نبوی

کیطرف مشغول ہو یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز پڑہنے کے مقام مین یا دوسری
جگہہ اوسکے قریب نماز پڑہے اور دعا کرے بعد اوسکے قبر مطہر کی زیارت کیطرف جسطرح
کہ آداب زیارت مین متوجہ ہوا اور دونون جہان کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے
حق مین اور اپنے عزیز و قریب و دوستون کے حق مین مانگے اور اللہ تعالے سے
قبولیت حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اور اپنے
حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھہ وطن کو پہنچاوے اور لڑکے بالون کو بھی
طرح سے دکھاوے اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی
وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ الْعَھْدِ نَبِیِّكَ وَمَسْجِدِہٖ وَ
حَرَمِہٖ وَیَسِّرْ لِیَ الْعَوْدَ اِلَیْہِ وَالْعُکُوْفَ لَدَیْہِ وَارْزُقْنِیَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَ
الْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا اِلٰی اَھْلِنَا سَالِمِیْنَ غَانِمِیْنَ اٰمِیْن اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اوس وقت
رولائی آوے بلکہ گریہ و زاری سارے اوقات مین باعث ذوق اور نشان امیدواری
ہی مثنوی این الم باعث و چشم ابر وش + ابر گریہ باغ خند و شاد و خوش + ذوق خندہ
دیدۂ ای خیرہ خند + ذوق گریہ بین کہ ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع
گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع + تا نگرید ابر کے خندد چمن + تا نگرید طفل کے پاید لبن + اور اگر
رولائی غلبہ نکرے تو اپنے تئین رولانی مین سعی و کوشش کرے کچھہ مضامین درد انگیز
یاد کرے اور روے کہ اس مقام مین رونا ہر وجہ سے علامت قبولیت ہی اور اگر کچھ سا
سررشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہوگا تو رولانے کیطرف احتیاج نپڑے
گی سبحان اللہ بیت دلی از سنگ بباید بسر راہ وداع + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود نظم
اَحِنُّ اِلٰی زِیَارَتِہٖ لَیْلٰی + وَعَھْدِیْ مِنْ زِیَارَتِھَا قَرِیْبٌ + وَکُنْتُ اَظُنُّ قُرْبَ الدَّارِ
یُطْفِیْ + لَھِیْبَ الشَّوْقِ فَازْدَادَ اللَّھِیْبُ بعد اسکے اوسی طرح روتا ہوا اور اوس درگاہ
عالیجاہ عالم پناہ کی مفارقت اور اون مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت و غم کھاتا
ہوا بغیر سہبات کے پیچھلے پاون چلے بلکہ جسطرح چلا کرے اپنے چلے کیونکہ حضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت مین وداع کے وقت پیچھلے پاون چلنے کو کسی نے ادب

میں سے نہیں گنا بخلاف وداع بیت اللہ شریف کے کہ وہاں وداع کے وقت سنت
یہ ہے کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پاؤں چلے اسواسطے کہ ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسی طرح چلے تھے اور کسی جگہ منقول
نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں وداع کے وقت صحابہ کرام اس طرح
کرتے ہوں واللہ اعلم اور چاہیے ہے کہ وداع کے وقت جسقدر ہوسکے صدقہ دینے
میں قصور نکرے اور اکثر علما اسبات پر ہیں کہ خاک مدینہ مطہرہ سے اینٹ و پتھر و صراحی و
کوزہ وغیرہ ساتھ نہ لے مگر علمای حنفیہ اور بعضے شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہیں بہر حال اگر
کچھہ ہدایا مثل کھجور و پانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل وعیال و دوست آشنا خوش ہوں
ہمراہ لے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اوسمیں کچھہ تکلف کو دخل دے اور سفر سے
آنے والے کو اہل وعیال کے واسطے ہدیہ ساتھہ لانے میں آثار موکدہ و اخبار صحیحہ
وارد ہوئے ہیں اور مراجعت کے وقت چلنے آداب کہ باب رجوع من السفر میں آئے ہیں
اون سبکی رعایت کرے اور جب اپنے شہر کے پاس پہنچے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا
وَشَرِّ مَافِیْھَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَارْزُقْنَا حَسَنًا اور جب شہر میں گھسے
تو پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ
فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ اور چاہیے ہے کہ اپنے گھر میں پہونچنے سے پہلے اپنے لڑکے بالوں کو
اپنے صحیح سالم پہونچنے کی خبر پہنچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے
اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہے آخر دن تک رات داخل ہونے سے
پہلے اور گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھے
اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت وسلامت کے ساتھہ پہونچنے کا شکر نعمت
بجالائے اور کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِعِزَّتِہٖ وَجَلَالِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جو ساتھی

پڑ جائے اوس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہی اگر امرد نہو نقل ہی کہ حضرت سفیان
بن عیینہ استاد امام شافعی رحمہما اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے پاس آئے حضرت
امام مالک رحمہ اللہ نے اونسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مین معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا حضرت
سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اوس شخص نے جو ہمسے ملنے دونوں سے بہتر تھا
معانقہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ
اور اونکا بوسہ لیا جبن ماے ہین کہ وہ حبش سے آئے ہین امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا
وہ مخصوص ہی جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہین بلکہ عام ہی حکم ہمارا
اور جعفر کا ایک ہی اگر ہم صالحین مین سے ہون اور فرمایا کہ تم مجھے اذن دیتے ہو کہ
تمھاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہان بیان کرو
مین نے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اوس سند سے
جو اپنے نزدیک اسد رکھتے تھے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت
قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہی ظہور تصویب
قول سفیان رحمہ اللہ پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم نہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام القاضی
اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے پر
حدیث ترمذی سے ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سفر سے پھر کر آئے تھے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوٹھہ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے جھپٹے
اور پہونچکر اونسے معانقہ کیا اور اونکی دونون آنکھون کے درمیان مین بوسہ لیا کذا
قال بعض المالکیہ اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اوسکے ہاتھون کو چومنا
بھی درست ہی اور منہ چومنا چھوٹے لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اوسکے سارے اعضا کا
اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سنت ہی اور جب گھر کے اندر داخل ہو دو رکعت نماز
پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و دعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اوسکے اپنے اہل و عیال
سے ملکر گھر سے باہر نکل کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اوس سے
آکر ملین پس جو شخص ملاقات کو آوے اوسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف و شفقت

وتواضع سے پیش آئے اور دعا کرے خصوصا شہر مین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے
کہ دعا مسافر کی خصوصا حاجی کی اپنے شہر مین پہونچنے سے پہلے مستجاب ہی اور اگر کوئی
امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف ومزامیر کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع
لوگون کے یہان بجا کرتے ہین منع کرے اور خلاصہ سارے آداب کا اور روح ساری
مناسک کی اور عمدہ سارے افعال ہین اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہی کہ اس سفر
مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر وباطن کی
نیکیان حاصل کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہین کہ علامات حج مبرور سے یہ ہی کہ جیسا
گیا تھا اوس سے بہتر پھرے دلیل اسپر اور علامت اسکی یہ ہی کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت دنیا واہل دنیا سے سرد دلی اور محبت آخرت پر سرگرمی پیدا
ہو والحذر الحذر اسباب سے کہ پھر گناہون کے گرد پھرے اور بے قیدی کرے
فَاِنَّ النَّكْسَةَ اَشَدُّ مِنَ الْمَرَضِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ اور اگر بعضے
ابواب خیر مین اپنے پروردگار سے عہد کرے اوسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے
نقض عہد کرے گا انجام اچھا نہین فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ
اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا وَمِنَ اللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

باب سترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اوس سے متعلق ہے

چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت ادای درود ہی حضرت سید الانس والجان علیہ
الصلوة والسلام من الملک المنان کے حضور مین اسواسطے اوسکے فضائل وثمرات
واحکام واوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل
پاتا ہی وباللہ التوفیق **فصل** جاننا چاہیے کہ درود کے فوائد حصر سے باہر ہین اونکا ضبط
کرنا زبان قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضے علما وحفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ
احادیث صحیحہ وروایات حسنہ سے اونکے نزدیک ثابت ہوئے ہین اون سبکو ضبط
کیا ہی اور سلک بیان مین پرویا ہی بعضے اون فوائد مین سے نتیجہ اصل درود ہین اور
بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی کیفیت خاص کے اثر ہین

اور بعضے کسی ایک وقت معین کے ساتھ خاص ہین اور بعضے ایک حالت خاص کو لازم
ہین اور اون مین سے کچھ کچھ اس کتاب مین مذکور ہوئے ہین واللہ الموفق از جملہ
فوائد درود و امتثال امر الٰہی ہی اور موافقت اوس جناب کے ساتھ اور اوسکے ملائکہ کے
کیونکہ وہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ اور از جملہ فوائد درود یہ ہی کہ جو کوئی ایک
درود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے اللہ تعالیٰ اوسکے بدلے مین دس رحمتین اوسپر
اوتارتا ہی اور دس درجے اوسکے بلند کرتا ہی اور دس نیکیاں اوسکے نامہ اعمال مین
لکھ دیتا ہی اور دس گناہ اوسکے مٹا دیتا ہی اور بعضے احادیث مین واقع ہوا کہ دس
گردنین آزاد کرے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہی اور از جملہ فوائد یہ ہی کہ درود بھیجنے
والے کی دعا قبول ہوتی ہی اور شفاعت اور گواہی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوسکے
حق مین واجب ہو جاتی ہی اور از جملہ اوسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہی اور قیامت کو دروازۂ جنت پر اوسکا شانہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانہ مبارک سے بھڑ جائے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تک سب سے پہلے پہنچے گا اور اوس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اوسکے سارے امور کے متولی ہو جائین گے اور از جملہ اوسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے
والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی ہین اور سارے گناہ
بخشے جاتے ہین اور ساری برائیون کا کفارہ ہو جاتا ہی اور ایک قول پر جتنے فرض کہ
قضا ہو گئے ہون اونکا بھی کفارہ ہو جاتا ہی اور صدقے کی جگہ قائم ہوتا ہی بلکہ ایک
قول پر اوس سے افضل ہے اور از جملہ اوسکے یہ ہی کہ درود پڑھنے کی برکت سے کرب
جاتا ہی اور بیماری سے شفا پاتا ہی اور خوف و جزع دور ہوتا ہی اور مہم کا بند ہوا کھل
جاتا ہی اور دشمنون پر فتح پاتا ہی حق تعالیٰ راضی ہوتا ہی اور اوسکی محبت دل مین پیدا
ہوتی ہی اور فرشتے اوسکے حق مین دعا کرتے ہین اور عمل و مال اوسکی برکت سے پاک
ہوتا ہی اور بڑھتا ہی اور صفائی قلب اور فراغبالی اور سارے امور مین برکت حاصل

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اور اوسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اوس پر اور سلام بھیجو خوب سلام

ہوتی ہی حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین چوتھے طبقے تک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اورازجملہ اوسکے ہو اہوال قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی آسانی ہونا اور مہالک دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر و حاجت کا دور ہوجانا اور اقسام بخل وجفا و دعای رغم انف سے سالم رہنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہی اور رکو پالہ او جفا کی مجھپر اور اوسپر دعا کیجاتی ہی رغم انف کی یعنی خاک مین ملجائے ناک کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ازجملہ اوسکے ہی مجلس کا پاک ہوجانا اور گھیر لینا رحمت کا اوس مجلس کے بیٹھنے والونکو اور نور ابڑھجانا صراط پر اوترنے کے وقت اور ثابت رہنا قدم کا اوس حال پر آفات مین اور اوس سے نجات پانا طرفۃ العین مین بخلاف حال ان لوگون کے جو درود کے تارک ہین اور سارے فوائد درود سے اعظم و اتم ذکر آتا ہی درود بھیجنے والے کا حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک لقد ذکرت ثم علی ما فیک من عوج ٭ بیت جان بلبہم آرزوی فلاں صد بار گو در مجلس آن نازنین نامی کی تو زیار او ازجملہ اوسکے ہی زیادہ ہوجانا حضرت حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور مستمثل ہوجانا خیال کا آنکھ مین کہ کثرت درود کو لازم ہی مگر وہ درود جو بصفت حضور و توجہ صفت ہو اللھم صل وسلم علیہ شعر لو شق عن قلبی تری فی وسطہ ٭ ذکرک فی سطرہ والتوحید فی سطر اور ازجملہ اوسکے ہی محبت کرنا آدمیون کا اور محبت کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوسکے ساتھ اور مصافحہ کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اسکا جمال جہان آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا اوسکے ساتھ اور رحم جا کہنا فرشتون کا اوسکے واسطے اور لکھنا اونکا اوسکے درود کو سونے کے قلمون سے چاندی کے ورقون پر اور دعا و استغفار کرنا اونکا اوسکے واسطے اور پہنچانا ملائکہ سیاحین کا اوسکے درود کو حضور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان مثل کمترین بندگان عبد الحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ و کمترین

غلامان عبدالحق بن غلام رسول نسلم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلوٰۃ وسلام سے
مشرف ہونا ہی شرف رد سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہی
اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعای خیر
وسلامت اوسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر مین ایکبار بھی ہاتھ لگے تو مثمر خیر وسلامت
اور سو ہزار کرامت کا موجب ہی بیت بہر سلام مکن رنجہ در جواب آن لب + کہ صد سلام
مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقینیات سے اسواسطے ہے کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہی اور یہ بھی ثابت ہی کہ جواب سلام
سنت ہی بلکہ فرض ہی تو ضرور ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا
فرمانے مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کہ کَانَ یُبَادِرُ بِالسَّلَامِ مروی ہی مبادرت
اور مبالغ تر ہونگے اور روایات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہی کہ زیارت کرنے والا
وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہی اور بعد
سلام عرض کرنے کے پھر جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہی اور از جملہ فوائد درود ہی
تین روز تک باز رہنا فرشتون کا اوسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا اونکا آدمیون کو اوسکی
غیبت سے اور آنا اوسکا قیامت کے دن عرش کے سایے مین اور اوسکی ترازو ی
اعمال کا بھاری ہو جانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین پانا
اور مشتمل ہونا درود کا ذکر وشکر ومعرفت حق نعمت الٰہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہونا
ادای حق رسالت سے کیونکہ درود مین طلب وسوال تو لی حق تعالی ہی حبیب علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی صفت وثنا کے ساتھہ اور اسمین کچھہ شک نہین کہ حق تعالی وتقدس اپنے
بندے سے اس سوال وطلب کو دوست رکھتا ہی اور جب کہ بندے نے اپنی رغبت
وسوال وطلب کو خدا ورسول کی خوشی کے امر مین صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی
کے امور پر غالب رکھا تو ضرور ہی کہ مستحق جزای کامل وفضل خاص کا قابل ہوگا
اور حاجتین برآئی اور مشکلین آسان ہو جانے کا سبب یہی ہی جو مذکور ہوا فَافْهَمْ وَبِاللّٰهِ
التَّوْفِیْقُ اور منکر حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہی کیونکہ اکثر صیغے درود کے

مشتمل ہین اسم مبارک اللہم پر کہ مرات ملاحظہ جمیع اسما وصفات ہی حسن بصری رضی اللہ عنہ
وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہی کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللہم
کے ساتھہ یاد کرے تو اوسنے گویا سارے اسمای حسنی کے ساتھہ یاد کیا اب ہر مومن
صادق اور محب مشتاق کو لازم ہی کہ اس عبادت سے بڑہاے ہین اور اسکے اختیار
کرنے ہین اور اعمال پر تقصیر نکرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اوس سے
ہو سکے اور اوسپر آسان ہو روزمرہ کا ورد ٹھہرالے وارد ہوا ہی کہ خیر العمل ادومہ
وقلیل دائم خیر من کثیر منقطع اور چاہیے ہی کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر
استعداد نہو سکے تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی میسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا
کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہی اور بعضون کا دو سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد
نماز شام کے اور چاہیے ہی کہ کچھہ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے
اور جو مومن موفق ہر روز بہت پڑھنے کی عادت ڈالتا ہی تو اوسپر آسان ہو جاتا ہی
اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ ایک ہزار تک پڑھنا بھی بہت آسان ہی اور جب
اسکی حلاوت ولذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہنچی تو اوسکی قوت و
قوام روح اسی سے ہوگی فذکر الحبیب للمریض طبیب اور بڑا تعجب ہی اوس مومن سے
کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار و برکات اور مفتاح ابواب
جمیع خیرات وسعادات ہی صرف نکرے اور قول حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
اذن یکفی ہمک اوس شخص کے تئین کہ جسنے کہا اجعل لک صلوتی کلہا اور قول حضرت
علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا لولا اجد ما فی ذکر اللہ لجعلت الصلوۃ النبی آیۃ عبادتی
کلہا اسباب مین کافی ہی اور سلوک والون کو اس دروازے سے آنے مین فتوحات
عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھہ
نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک باسانی پہنچیگا اور بھی درود اور اسکا
توجہ اوس جناب کیطرف اسکی تربیت اور تہذیب کرے گا اور درگاہ خداوندی تک
پہنچاے گا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کرے گا

اور روایت کرتے تھے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالی قرأت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو کثرت درود
کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے سے ہمنے خدای واحد احد کو پہچانا
اور کثرت درود سے ہمنے صحبت کی ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے
تھے کہ جو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجے گا وہ سوتے جاگتے
آپ کی زیارت سے مشرف رہیگا جیسا کہ نقل کرتے ہین شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر مین
حضرت شیخ احمد بن موسی متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشائخ شاذلیہ قدس اللہ
اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت الٰہی یہ ہی کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت
درود سے ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہوگا کہ رہنمائی اوسکی کریگا اور راوس جناب
ملائک مآب سے بنے واسطہ فیض اس تک پہنچایےگا اور خلاصہ طریقہ شاذلیہ کا جو ایک
شعبہ ہی طریقۂ عالیہ قادریہ کا یہی ہی کہ بوسیلۂ التزام متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَمَا مِنَ
اللّٰهِ اِلَّا الْاِعَانَةُ وَالتَّوْفِيْقُ **فصل** سخاوی اور بعضے اور محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے ہین
کہ محمد بن سعد بن مطرف ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اونکے گھر مین تشریف لائے اور اپنے
جمال باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ ادھر لا اپنا منہ جس سے درود
پڑھا کرتا ہی ہم اوسکا بوسہ لین یہ کہتے ہین کہ مجھے آپ کے دہن مبارک سے اپنے
دہن نالائق کو ملانے مین شرم آئی تو اپنا رخسارہ آپکے دہن مبارک کے پاس کر دیا
آپ نے اوسکا بوسہ لیا میری آنکھ کھل گئی تو سارے گھر مین مین نے مشک کی خوشبو
پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مشک کی بو نہین گئی اور شیخ احمد
بن ابی بکر بن رداد صوفی محدث اپنی کتاب مین شیخ مجد الدین فیروزآبادی سے ساتھ
اون اسانید کے کہ جو اونکے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ اقلیشی نے کہا ہے
کہ ایک روز شبلی ابو بکر مجاہد کے پاس آئے ابو بکر اونکی تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور معانقہ کیا

پس اسکی وجہ سے ... بھی
اللہ ...
... درود ... مبارک ... اللہ

اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی ایسا کچھہ اس شخص کے
ساتھہ آپ نے کیا اور حال آنکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو مجنون کہتے ہین
فرمایا یہ کچھہ اوسکے ساتھہ مین نے نہین کیا مگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھکر
مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین
حاضر ہوا آپ اوسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اوسکے ساتھہ معانقہ فرمایا اور
اوسکی دونون آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اتنی عنایت آپ نے شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ
پڑھا کرتا ہی لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ
عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ اور بعد اوسکے مجھپر درود بھیجتا ہی اور بھی اوسی کتاب
مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ اونھون نے کہا کہ ایک شخص میرے ہمسائے
مین مرگیا تھا اوسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خدای تعالی نے تیرے
ساتھہ کیا کیا اوسنے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے
سوال کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت
نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اوسکی ہی جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا ہی
جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت خوشبودار
میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اوسنے حجت ایمان مجھے یاد دلائی
مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہی کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خدای تعالی نے
تیری کثرت درود سے مجھے پیدا کیا اور حکم دیا ہی کہ ہر شدت وکرب مین تیری اعانت
کرون اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی ذکر شبلی اور اوسکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہی اور بھی اوسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ یا موسی اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اوتارون اور ایک دانہ زمین
سے نہ اوگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہانتک کہ فرمایا کہ ای موسی

تو چاہتا ہی کہ مین تجھسے قریب تر ہو جاؤن اوس قرب سے جو تیرے کلام کو تیری بان سے ہی اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہی اور تیری روح کو تیرے بدن سے ہی اور تیرے نور نگاہ کو تیری آنکھ سے ہی اونھون نے عرض کیا کہ ہان یا اللہ مین چاہتا ہون فرمایا پر تو بہت سا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تا کہ تجھے یہ نسبت حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت مین آیا ہی کہ فرمایا ای موسیٰ تو چاہتا ہی کہ قیامت کی پیاس سے تو محفوظ رہے اونھون نے عرض کیا ہان یا اللہ مین چاہتا ہون فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت کی اوسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین اور بھی اوسی کتاب مین مذکور ہی کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہون کو ایسا مٹاتا ہی کہ پانی آگ کو نہین بجھاتا اور آپ پر سلام بھیجنا افضل ہی گردنون کے آزاد کرنے سے اور آپکے ساتھہ محبت رکھنا افضل ہی خدا کی راہ مین تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم اصفہانی نے اور بھی وہی روایت لاتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دو مسلمان آپس مین ملاقات کے وقت مصافحہ کرین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجین تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جدا ہو دونون کے سارے گناہ اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہین روایت کی اسکی حافظ ابن علی بشکوال نے اور بھی حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حجۃ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اوسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ اونکو استطاعت حج اور قوت جہاد نہ تھی اسباب کے سننے سے اونکے دل ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تجپر درود بھیجے گا اوسکو ثواب چار سو غزوے کا ہوگا اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکلا ہی اسکو ابو حفص بن عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ مین اور بھی اوسی کتاب مین فصل احادیث خضر والیاس علیہما السلام مین لاتے ہین شیخ مجد الدین فیروز آبادی سے متصل قصہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام

سمرقندی سے کہ کہا اونھون نے کہ مین نے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مین نے
کہ کہتا ہی آؤ پس مین اوسکے ساتھ ہولیا اور گمان مجھے ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا
نام کیا ہی فرمایا خضر بن الیشا ابو العباس اور اوسکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی مین نے پایا
اوسنے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اونھون نے فرمایا الیاس بن شام پھر مین نے اون
دونون صاحبون سے مخاطب ہوکر کہا کہ بیشتر خدای تعالی رحمت کرے آیا تمنے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو دیکھا وہ بولے ہان دیکھا ہی مین نے کہا کہ خدا کے واسطے جو
کچھ تم نے اونکی زبان مبارک سے سنا ہو مجھسے بیان کرو کہ مین روایت کرون تم سے
فرمانے لگے کہ ہمنے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ جو کوئی
کہے صلی اللہ علی محمد وآلہ وسلم تو اوسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہی جیسے پاک کیا جاتا ہی
کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جو کوئی کہے صلی اللہ
علی محمد بہ تحقیق اوسکے منہ پر کھولدئے جاتے ہین ستر دروازے رحمت کے اور ساتھ انھین
اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ
الرحمن الرحیم وصلی اللہ علی محمد تو حق تعالی ایک فرشتے کو موکل کرتا ہی کہ تمکو
غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اوٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلی اللہ
علی محمد تو اللہ تعالی منع فرماتا ہی آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے اور ساتھ
اونھین اسناد کے فرمایا خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص شام سے حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ
میرا باپ دوست رکھتا ہی کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور نابینا ہی اور قدرت
آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہہ کہ سات ہفتے مین یعنی سات شب
مین کہے صلی اللہ علی محمد مجھے وہ خواب مین دیکھے گا اور کہہ روایت کرے
مجھسے حدیث کی اوسنے ویسا ہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اوسنے آپ کو خواب مین
اور روایت کی آپ سے حدیث اوسادسی کتاب مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خدای تعالی کے انبیا

ورسل پر کیونکہ حق تعالی نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہی اونکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے
اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الدعوات الکبیر اور حضرت انس رض
بن مالک کی روایت سے لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا صلیتم
علی فصلوا علی المرسلین اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے
لاتے ہین کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حضور مین حاضر ہوئے اور مجلس مین
ذکر چلا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن
ایسا نہین ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اوترتے ہین ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے
ہین قبر مطہر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہین
اور آپ پر درود بھیجتے ہین اور جب شام ہوتی ہی تو وہ عروج کرجاتے ہین اور دوسرا
گروہ اوسی عدد کے ساتھ اوترتا ہی اور جو کچھ وہ کرگئے ہین یہ بھی ویسا ہی کرتے
ہین یہ اوس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلی سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے
وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرداگرد ہونگے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ و
ذریاتہ وسلم روایت کی اوسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین
کہ فرمایا الصلوۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ روایت کیا اسکو ابن
بشکوال نے نیچے ان احادیث کے جنھین نقل کیا ہی کتاب الرداد سے اصل مین بڑھا کر
حضرت شیخ فرماتے ہین کہ مین نے اوس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہی کتاب
اصل سے مدینہ مطہرہ مین ہفتے کے روز دسوین جمادی الاولی سنہ نو سے ستانوے
مین اور وہی تاریخ ہی ان اوراق یعنی جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد للہ رب
العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
حکایت نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف وسعی صفا مروہ
اور سارے مواقف ومناسک حج مین سوا درود کے اور کوئی دعا نہین پڑھتا
لوگون نے کہا کہ ان مقامات مین تو ادعیہ ماثورہ کیون نہین پڑھتا فقط درود پر
اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہی اوسنے کہا کہ مین نے عہد کیا ہی کہ درود کے ساتھ اور کسی

دیا کو شریک نہین کرونگا اور اسکا سبب یہ ہی کہ جب میرے باپ نے انتقال
کیا اوسکا منہ گدھے کا سا ہو گیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا
ہون کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپکا دامن
پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہو جانیکا سبب پوچھا
آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہی اوسکا حال دنیا و آخرت
مین یہی ہوتا ہی لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا
اس جہت سے مین نے اوسکی شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین
جاگ اوٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ کا منہ چودھوین رات کا چاند سا ہو گیا
ہی اور دفن کے وقت بھی مین نے سنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت
و مغفرت کا سبب درود و سلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر
بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہی
کہ مجھے اللہ تعالی نے بخش دیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے بسبب
ذکر درود کے کہ اس فن شریف کی قرارت کے لوازم سے ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی
رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچے مین نقل کرتے ہین کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین
حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے ابو زراعہ کو بعد
اوسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت کرتا ہی مین نے
اوس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اوسنے کہا مین نے اپنے ہاتھ
سے ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ من صلی علی صلوۃ صلی اللہ علیہ عشرا
اور بھی نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کی تین ہزار دینار کا قرضدار ہو گیا صاحب
مال نے اوسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد
صالح قاضی کے یہان سے آکر محراب مین تضرع و انکسار مین بیٹھکر درود مین مشغول ہوا
مہینے کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہی کہ حق تعالی

ونقدس تیرا قرض ادا کرنا ہی تو علی بن عیسی وزیر کے پاس جا اور اوس سے کہہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہی تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ مین اپنا قرض ادا
کرون مرد صالح کہتا ہی کہ مین سوتے سے جاگا تو اپنے مین خوشی کا اثر پایا لیکن اپنے
دلمین سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کی سچائی کی علامت کیا ہی تو مین کیا کہونگا
اوس دن مین نے اوسکے پاس جانے مین توقف کیا پھر دوسری رات کو جو دوسری
عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ وہی فرماتے
ہین جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا مین بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر اوسدن
بھی بمقتضای بشریت علی بن عیسی کے پاس جانے سے مین نے اپنے تئین باز رکھا
تیسری رات کو پھر مین نے حضرت سرور دین و دنیا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کو خواب مین
دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسی کے پاس پوچھتے ہین مین نے عرض
کیا کہ یا رسول اللہ اس واقعے کی سچائی کی ایک علامت چاہتا ہون حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات سنکر میری تحسین و آفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسی علامت
اس واقعے کی سچائی کی تم سے مانگے تو اوس سے کہنا کہ علامت یہ ہی کہ تو ہر روز
بعد نماز فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچ ہزار درود
پڑہ کر ہمارے حضور مین پیشکش کیا کرتا ہی اور اس راز کو میرے کوئی نہین جانتا
سوا خداوند تعالی کے اور کراما کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو مین اوٹھا تو سیدھا اوسی
کے پاس چلا گیا اور اوس سے اس خواب کا قصہ مین نے بیان کیا اور اس واقعے
کی سچائی کی علامت جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اوسکے سامنے ظاہر کی وہ نہایت
خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ حقا بعد اوسکے مجھے تین ہزار دینار اوسنے
لاکر دئے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دئے کہ اسکو لیے عیال کا
نفقہ کر اور تین ہزار اور دئے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو رابطہ محبت
مجھسے قطع نکرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر مین تیری حاجت روائی
مین بدل و جان کوشش کرونگا بس مین اون تین ہزار دینار کو لے کر قاضی کے پاس گیا

ط
خوشی ہونا بات سنکر
رسول اللہ کے
فرمانے

سپاس بے قیاس کے لائق خاص وہ پروردگار ہی ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیہ ضلالت
اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لوای رشادت
بلند فرمایا کہ حج و زیارت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا و تعظیما کو موافق کلام صداقت انجام
الحج فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن کے بموجب کفارت سیئات
اور مطابق مضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت لہ شفاعتی کے باعث
استحصال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود
اوسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذریاتہ کو سزاوار ہی کہ جسنے واسطے
صلاح امت اور فلاح جماعت کافہ مسلمین وزمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ و کروبات
متظاہرہ اور شدائد وصعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا اما بعد
اوپر رای مومنین اور صاحبان صدق و یقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمہ مرغوبہ
کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت
مولانا شاہ عبد الحق دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ہی جس مین کوائف مدینۂ مطیبہ اور اذکار
مفیدہ وحالات حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات
والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصا واسطے اون مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے
کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے ضبط کیا گیا ہی واقع
تاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۲ ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات و تفصیل اشارات
سے مقبول قلوب خاص و عام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینہ منورہ اور کرامت
اوس بلدہ مشرفہ کی معلوم کر کے ازدیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اوسکی زیارت کو
اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائین اور حضرت مترجم و مولف اور عاصی پر معاصی
محمد عبد الواحد عفی عنہ کو کہ باعث تالیف اس ترجمۂ مرغوب کا ہی ساتھ دعای
خیریت کونین کے یاد و شاد فرمائین الہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ
قبول ہو اور جو کوئی اس کو لکھے یا پڑھے یا سنے اوسکا مقصد دلی دونو جہان مین حصول ہو

آمین یا رب العلمین

خاتمۃ الطبع

سترشحہ کلک گوہر بن سلک گویائی بخش زبان سخن سخن آفرین نادر فن غواص دریای معانی آشنای بحر نکتہ دانی معرکہ سخن سر مقدمہ آیش مولوی فدا علی عیش

سزاوار جمیع حمد وثنا وہ معبود برحق ویکتا ہی کہ جسکی وحدت پر قل ہو اللہ احد دلیل ساطع گواہ ہے
اور اوسکی شان صمدیت پر اللہ الصمد برہان قاطع بلا اشتباہ ہی لم یلد ولم یولد اوسنے اپنی شان مین
خود فرمایا ہی ولم یکن لہ کفوا احد فرقان حمید او مصحف مجید مین آیا ہی انسان ضعیف البنیا انکو
اربع عناصر سے خلق فرماکر اشرف المخلوقات بنایا پھر تشریف شریف اور خلعت فاخرہ
ولقد کرمنا بنی آدم پہنایا شعر وہ الحق کہ ایسا ہی معبود ہی + قلم جو سے لکھے اوس سی افزوں ہی +
شایستہ درود نامحدود وہ عالیجناب مستطاب برگزیدۂ خدا اشرف المرسلین باعث ایجاد آسمان و
زمین ہی کہ جسکی نبالت شان واوج رسالت پر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک
دال ہی و علو جلالت منزلت نبوت پر مضمون آیہ ہدایت مشحون وما ارسلناک الا رحمۃ
للعلمین شاہد حال فرخندہ فال ہی اعنی جناب خاتم الانبیا حضرت محمد مصطفی بلیت
از رایت سروری سوید + سرشکر انبیا محمد + شایان تحیات زاکیات آل اطہار اور صحاب کبار
سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات ہین جنکے حق مین جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم نے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم فرمایا اور اونکی مصباح وجود نے
ظلمت کفر کو نور ایمان سی منور فرماکر دین محمدی کو کیا کیا چمکایا شعر دل اطمئن ہا نہ کسی کفرستان کا +
بتخانہ منہدم ہوا ہر بت پرست کا + اما بعد کتاب مستطاب فوائد انتساب جذب القلوب الی دیار المحبوب
تصنیف قدوۃ العارفین زبدۃ السالکین مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی فضائل بلدۂ طیبہ
مدینہ منورہ مشرفہ مین بکمال فصاحت و بلاغت واحادیث صحیحہ ومعتبر بزبان فارسی تھی فی الحقیقۃ
ایسی کتاب لاجواب اس شرح وبسط سے کسی نے نہ لکھی تھی جو کہ اکثر عوام بلکہ بعض خواص بھی
فہم معانی فارسی سے نابلد ہوتے ہین اور بدین وجہ حصول مثوبات اخروی سے محروم رہ کر اوقات

شریف صنائع کرتے اور رکھوتے ہین بنظر بران حسب خواہش و استدعای جامع فضل و کمال ماہر علوم
عقلی و نقلی زبدۃ الاماثل و الاماجد مولوی محمد عبد الواحد صاحب رئیس شہر کلکتہ کی جناب
فضائل مآب و کمالات انتساب مولانا شاہ عبد الحق صاحب خلف الرشید شاہ غلام رسول نقشبندی [?]
کانپوری نے زبان اردو عام فہم مین ترجمہ کیا اور ترجمۂ مرغوب جذب القلوب
اس کتاب عزیز الوجود کا نام رکھا اب بموجب فرمایش مولوی محمد عبد الواحد صاحب ممدوح کے
مطبع عالیجناب والاخطاب منشی صاحب گرامی مرتبت عالی منزلت ذی اقبال بحر نوال [?]
صاحب جود و احسان سرچشمۂ فیض و امتنان عالی ہمم حمیدہ شیم بازوی شجاعت کے زور
جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ و عم نوالہ مین بخط خوب و تقطیع خوش اسلوب طبع ہوکر
مطبوع اہل جہان و مرغوب قلوب عارفان ہے کارپردازان مطبع نامی کا حسن اہتمام عیان ہے
تواریخ خاتمۂ کتاب نایاب حسن افزای طبع کتاب ہین فی الواقع ستارہ [?] تحجیل لاجواب ہین

لراقمہ

جو مشہور عالم ہے جذب القلوب — چھپا ترجمہ اسکا محبوب دل
اسن طبع کی فکر کرتی ہو کیون — کہو عیش تاریخ مرغوب دل
۱۲۸۲ھ

تاریخ طبع از منشی طوطا رام شایان

ہے یہ احوال مدینہ مین کتاب لاجواب — ترجمہ ہوکر چھپی نایاب و خوش اسلوب خوب
بی تکلف دل مین شایان کی یہ سال آیا کہ لکھ — ترجمہ ہو کی چھپی کس قلب سی جذب القلوب
۱۸۶۵ء

تاریخ طبع از شیر بیشۂ سخنوری میر محسن حسین متخلص بہ صفی

یہ رسالہ جو ہوا فضل خدا سے مطبوع — ہر مسلمان کی دلکو ہوا کیا کیا مرغوب
ہمنی تاریخ مسیحی یہ لکھی اسکی صفی — آج دلکش ہے چھپا ترجمہ جذب قلوب
۱۸۶۵ء

تاریخ بطرز مثنوی از کاتب الحروف امیر اللہ تسلیم

چو در حال سلطان عالی مقام — جناب محمد علیه السلام
بطبع آمد این نسخہ لاجواب — باردو زبانی بصد آب و تاب

بخوبی چنان گرم بازار شد	که از دل جہانی خریدار شد
رقم کرد تسلیم شوریدہ حال	ز سقوط مصرع تاریخ سال
ہوئے سیر در چشم شد جلوہ گر	سراپا مدینہ چو نور نظر
نظر کن عجب لطف پیدا شد است	چہ از ہند شربت بعید اشد است

۸۲ ۱۲ھ

اطلاع

بندہ کمترین گنہگار امیدوار مغفرت پروردگار عاصی پر معاصی محمد عبد الواحد عفی عنہ خدمت مین اہل مطابع تندیک کی التماس پرداز ہی کہ جناب مستطاب حضرت مولانا سید شاہ عبد الحق صاحب کانپوری نے حسب استدعا و تمنا فقیر کے کتاب لاجواب جذب القلوب الی دیار المحبوب کا ترجمہ اردو زبان عام فہم مین فرمایا غایت شفقت و رافت دلی سے سلاست و فصاحت عبارت اردو کا رنگ دکھایا نام اوسکا ترجمہ مرغوب جذب القلوب رکھا جو کہ جناب مولانا صاحب موصوف نے حق تالیف ترجمہ مذکور کا براہ افادت مجکو عطا فرمایا اس لیے عاصی مستحق اوسکے حقوق کا ہوا ہر چند نسبت ہر وضیع و شریف کی درباب قصد امتناع طبع اس کتاب کے بدون اجازت عاصی کی آگہی و بنا تحتم نہ تھا لیکن بنا بر حفظ ماتقدم کے اہم مآرب جانکر تجدیداً آگاہ کیا گیا کہ اس کتاب ترجمہ مرغوب جذب القلوب کی رجسٹری حسب قانون بستم ۱۸۴۷ء سرکار دولتمدار سی ہو کر بموجب ضابطہ کے یہ کتاب درج بہی رجسٹر ہوئی اسواسطے کوئی صاحب اس کتاب کو بغیر اجازت عاصی کے طبع نفرماوین مبادا کہ مستوجب جرمانہ سرکار ہو جاوین

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ

اشتہار

واضح ہو کہ یہ مولا ترجمہ مرغوب جذب القلوب جو فضائل بلدہ طیبہ مدینہ منورہ مین اظہر من الشمس اور فوائد و منافع اس کتاب کی ابعض من الامس ہین اگر اندک تحریر کئے جاوین تو ایک دوسری کتاب مبسوط بناوین وہ کتاب بالفعل مطبع فیض مطلع منشی صاحب مستطاب الاناقب جلیل المناصب عالیہمم ستودہ شیم جناب فیضمآب منشی نولکشور صاحب سلمہ الواہب واقع لکھنؤ مین زیور طبع سی محلی ہی غلطی سے مبرا شہر کلکتہ محلہ نصری گنج متصل مسجد منشی غلام رحمن مہر و مرحوم کی پاس عاصی محمد عبد الواحد کی موجود ہی اور عاصی کی مہر و دستخط اسپر ثبت ہی جیانا جو کوئی کتاب خالی مہر و دستخط عاصی سے ہو مسروقہ تصور کیجاوی کوئی صاحب اوسکی خریداری مین اقدام نفرماوین ورنہ حسب منشا قانون مجاریہ حکام کے مجرم و باخذ سزا کار ہونگے فقط العبد

محمد عبد الواحد